ایصالِ ثواب

فوت شدگان کیلئے زندہ لوگوں کے تحفے

تحفۃ الاموات

تخریج شدہ

فیض ملت محمد فیض احمد اویسی رضوی

مصنف

محقق دوراں حضرت علامہ ابو ابراہیم حافظ محمد نصر اللہ مدنی آسوی فاضل مدینہ یونیورسٹی

کتب خانہ امام احمد رضا

ایصالِ ثواب

فوت شدگان کیلئے زندہ لوگوں کے تحفے

تحفۃ الاموات

تخریج شدہ

بفیضانِ نظر

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف

حضرت علامہ مفتی ذوالفقار ابو ابراہیم حافظ محمد نصر اللہ آسوی مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور

0313-8222336
0321-4716086

تحفۃ الاموات

قرآن وسنت کی روشنی میں

تصنیف

محمد نصر اللہ مدنی آسوی

خادم شیرانِ اسلام پاکستان

نام کتاب   ایصال ثواب

مصنف   محمد نصر اللہ مدنی آسوی

اشاعت   بار اول

تعداد صفحات

بفیضانِ نظر حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ

H

شرفِ انتساب

غوث صمدانی قطب ربانی محبوبِ سبحانی حضور سیدنا و مرشدنا

الشیخ سید عبدالقادر جیلانی بغدادی h

کے نام جن کے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمانے پر ساری دنیا کے بزرگوں نے اپنے اپنے مقام پر گردنیں جھکادیں۔

اور

پیشوائے اہل سنت مجدد دین وملت قرآن وحدیث کے صحیح ترجمان

صاحب کنزالایمان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی m

کے نام جنہوں نے بزرگوں کے عقیدے پر قائم رہنے کا ہمیں درس دیا اور اس مقدس گروہ کے نقش قدم سے ہٹانے والوں کا قلع قمع کرنے کے لئے دن رات قلم چلایا۔

گلہائے عقیدت

مخدومِ اہل سنت، آفتابِ طریقت، ماہتابِ شریعت، مخزنِ علم وحکمت،
پیکرِ علم وفا استاذی واستاذ العلماء والفضلا شیخ الحدیث والتفسیر

مفتی علامہ الحاج پیر حافظ محمد عالم نقشبندی

محدث سیالکوٹی m بانی ومہتمم جامعہ حنفیہ دودروازہ سیالکوٹ (پنجاب، پاکستان)

اور

استاذی واستاذ القراء درویشِ اہل سنت

حضرت مولانا قاری عبدالعزیز چشتی m

بانی مسجد ومدرسہ رحمۃ العالمین نیکاپورہ سیالکوٹ.................

کے نام جن کی شفقت، تربیت اور دعا سے یہ ناکارہ مسلک حق اہل سنت وجماعت کی خدمات سرانجام دینے کے قابل ہوا۔

تقریظ لطیف

از: صاحبِ تحقیق و جستجو، ہمدردِ اہلِ سنت، محافظِ عقائدِ اہلِ سنت،

حضرت علامہ مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری (کاموکی)

(بی ایس سی، بی ایڈ۔ ایم اے۔ اُردو، پنجابی، تاریخ)

ایصالِ ثواب کا مفہوم اپنے نام سے ہی ظاہر ہے کہ اپنے کسی نیک کام "چاہے وہ جانی ہو یا مالی یا مرکب" پر کسی مسلمان کو جو ثواب اللہ عزوجل کی بارگاہ سے حاصل ہوتا ہے، اُسے کسی دوسرے مسلمان کو دے دینا۔ ایصالِ ثواب کے لئے ضروری ہے کہ ایصالِ ثواب جس کو کیا جا رہا ہے اور جو کر رہا ہے وہ دونوں صحیح العقیدہ مسلمان ہوں۔

قرآن و حدیث سے یہ مسائل روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔

جہاں اہلِ ایمان کے لئے انبیاء کرام f نے دُعائیں کی ہیں، وہاں فرشتوں کے لئے بھی ثابت ہے کہ وہ اہلِ ایمان کے لئے دُعا اور استغفار کرتے ہیں۔

جہاں اولاد کے نیک اعمال سے فوت شدہ والدین کو فائدہ پہنچنا ثابت ہے، وہاں فوت شدہ باپ سے نیک اولاد کو فائدہ پہنچنا بھی ثابت ہے۔

جہاں انبیاء کرام f کی شفاعت سے گنہگار بخشے جائیں گے، ان کو جہنم سے نکال کے جنت میں بھیجا جائے گا، وہاں اولیاء، صالحین، حفاظِ قرآن اور نوزائیدہ/فوت شدہ بچے کی شفاعت سے بھی گنہگار اور اہلِ ایمان کو فائدہ ہوگا۔

جہاں نیک اور صالح پڑوسی دُنیا میں فائدہ مند ہے، اسی طرح عالمِ برزخ میں بھی نیک اور صالح پڑوسی سے فائدہ پہنچتا ہے۔

جہاں میت کو دُعائے خیر، صدقہ و خیرات سے فائدہ پہنچتا ہے، وہاں اُس کا قرض ادا

کرنے سے قرض ادا ہو جاتا ہے، حج ادا کرنے سے حج ادا ہو جاتا ہے، نذر پوری کرنے سے نذر ادا ہو جاتی ہے۔

جہاں اللہ عزوجل انبیاء، اولیاء، صالحین کی دُعا سے اِس دُنیا میں عذاب ٹال دیتا ہے، وہاں عالمِ برزخ میں بھی گنہگاروں کا عذاب ٹال دیتا ہے۔

جہاں ختمِ بخاری سے فائدہ پہنچتا ہے، وہاں ختمِ قرآن اور کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھنے سے بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

جہاں تنہا بارگاہِ الٰہی میں دُعا کرنا فائدہ دیتا ہے، وہاں اجتماعی دُعا کو بھی اللہ عزوجل شرفِ قبولیت سے نوازتا ہے۔

جہاں چالیس آدمی (یا سو) اگر جنازہ پڑھیں تو میت کو فائدہ پہنچتا ہے، وہاں تین لائنیں بنانا بھی فائدہ دیتا ہے۔

ایصالِ ثواب کے جو مختلف طریقے ہمارے معاشرے میں رائج ہیں وہ جائز ہیں، کیونکہ وہ ایصالِ ثواب کی ہی جزئیات ہیں، جہاں اصل جائز ہے وہاں اس کی فرع بھی جائز ہے۔

حلال وہ ہے جسے اللہ عزوجل اور اُس کے رسول ﷺ نے حلال کیا، حرام وہ ہے جسے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا، اور جن سے خاموشی اختیار فرمائی وہ عَفَا اللّٰہُ عَنْهَا (المائدہ:۱۰۱) میں سے ہیں، یعنی وہ معاف ہیں۔

وہ چیز یا عمل جس سے سنت طریقہ کو فروغ حاصل ہو، وہ کبھی بدعت نہیں قرار دیا جا سکتا۔ ایصالِ ثواب اور اس کی فروعات مستحبات سے ہیں، ان کو حرام قرار دینا یا بدعت کہنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

بدعت سنت کے مقابلہ میں ہے، اس کے مخالف ہوتی ہے، بدعت سے سنت مٹتی ہے، لیکن ایصالِ ثواب کے حوالے سے جو اہلِ سنت کے معمولات ہیں ان سے کون سی سنت

ملتی ہے؟ یہ معمولات تو ایصالِ ثواب کے فروغ میں ممد ومعاون ہیں۔

جہاں مذکورہ بالا حقائق واضح ہیں' وہاں یہ بھی حقیقت ہے کہ حرام مال سے صدقہ و خیرات کا کوئی فائدہ نہیں۔ حرام مال اگر ثواب کی نیت سے صدقہ وخیرات کیا جائے تو وہ بندہ کافر ہو جاتا ہے۔

جہاں قرآنِ پاک کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں' وہیں ریاکاری' دکھاوے اور مال حاصل کرنے کی نیت سے پڑھا ہوا قرآنِ پاک اُس کے لئے وبالِ جان بن جائے گا۔

جہاں اچھا طریقہ رائج کرنے' علم کی بات بتانے اور عمل کرنے کا اجر ملتا ہے' وہاں قرآن وحدیث کے خلاف طریقہ رائج کرنے اور خلافِ قرآن وحدیث عمل کرنے سے گناہ بھی ہوتا ہے۔

جہاں یتیم کی پرورش کرنا' اُس کے سر پر دستِ شفقت رکھنا بہت نیک کام ہے' وہاں یتیم کا مال کھانا کبیرہ گناہ ہے۔ ﴿سنن نسائی﴾

جہاں صدقہ وخیرات کرنا' یتیموں' مسکینوں' غریبوں کو کھانا کھلانا فائدہ دیتا ہے' وہاں تکبر اور دکھاوے کے لئے دعوت کا اہتمام کرنا گناہ ہے۔

علامہ حافظ محمد نصر اللہ مدنی آسوی صاحب مدظلہ العالی نے ایصالِ ثواب کے موضوع پر ایک جامع کتاب تالیف فرمائی ہے۔ آپ نے ہر بات باحوالہ درج فرمائی ہے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ وہ آپ کی اِس عمدہ کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول اور مقبول فرمائے......آمین۔

حضور سید المرسلین ﷺ کی شفاعت کا طلب گار

محمد نعیم اللہ خاں قادری

حسن تقریظ

از: مصنف کتب کثیرہ' فیض یافتہ حضرت ابوالبیان سرکار m

حضرت علامہ مولانا محمد ریاست علی مجددی (کوٹ قاضی، گوجرانوالہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ !

حمد وصلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ اہلِ اسلام اپنے پیارے نبی رسول کریم ﷺ کے فرمانِ عالی شان "بہترین انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے" کے زیرِ تحت اپنے مسلمان بھائیوں کو اِس دُنیا میں نفع پہنچانے کے ساتھ ساتھ جب وہ فوت ہو جاتے ہیں یعنی عالمِ دُنیا سے انتقال کے عالمِ برزخ یعنی قبر میں پہنچتے ہیں تو اُن کو قبر میں بھی نفع (آرام وراحت) پہنچانے کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں' جس کا نام ہے "ایصالِ ثواب" ہے' کبھی قرآن خوانی کے ذریعے' کبھی صدقہ وخیرات کے ذریعے' کبھی ذکر واذکار کے ذریعے' کبھی توبہ واستغفار کے ذریعے یا اُن کے لیے اجتماعی طور پر "ختم شریف" کے اہتمام کے ذریعے سے۔

اِس حدیث پاک سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اِنسانی حاجات اور ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے اُن کے مطابق نفع پہنچانا چاہئے۔ بنا بریں زندہ اور فوت شدہ لوگوں میں ان کی ضروریات وحاجات کے حوالے سے فرق ہے' زندہ لوگ اگرچہ ثواب کے مستحق ہوتے ہیں اور ثواب پہنچایا بھی جا سکتا ہے' لیکن ان کی عام ضروریات جسمانی ہوتی ہیں لہٰذا ان کی خوراک' لباس اور دیگر جسمانی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔ لیکن فوت شدہ مسلمان دُنیوی حاجات سے مبرا ہوتے ہیں وہ کوئی بھی عمل نہیں سکتے' اس لئے

اُن کی سب سے بڑی ضرورت ثواب اور دُعائے مغفرت ہے' جو اُن کے لئے نجاتِ ابدی یا بلندیٔ درجات کا سبب بنتی ہے۔ اِسی لئے اُمتِ مسلمہ اپنے فوت شدہ مسلمان بھائیوں کو تلاوتِ قرآنِ مجید' صدقہ وخیرات اور نوافل کے ذریعے ایصالِ ثواب کرتے رہتے ہیں۔ جس طرح اِنسان اِس فانی زندگی میں مختلف چیزوں کا محتاج اور ضرورت مند ہوتا ہے' اِسی طرح عالمِ برزخ میں بھی اُس کی ضروریات وحاجات اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں' وہ ایصالِ ثواب کی صورت میں ہوتی ہیں' یعنی وہ ثواب کے حصول کا زیادہ طلب گار ہو جاتا ہے' جیسا کہ اکثر احادیث مبارکہ سے ظاہر ہے' جن تفصیل آپ اِس کتاب میں پڑھیں گے۔ لہٰذا مسلمان بھائی کے ساتھ ہمدردی کا تقاضا ہے کہ اُسے ایصالِ ثواب کرتے رہنا چاہئے۔ اِس فانی دُنیا سے رُخصت ہو کر عالمِ برزخ میں بھی اِنسان کی روح کا رابطہ عالمِ دُنیا کے ساتھ رہتا ہے۔ مسلمان کو اپنے لواحقین کی طرف سے فائدہ ملتا رہتا ہے بشرطیکہ وہ پسماندگان نیک ہوں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ تین چیزیں مرنے کے بعد بھی فائدہ دیتی رہتی ہیں' (۱) علم نافع (۲) صدقہ جاریہ (۳) اور نیک اولاد جو اُس کے لئے دُعا کرے۔

دُنیا سے کوچ کر جانے والوں کا سلسلۂ عمل منقطع ہو جاتا ہے' مگر کچھ ایسے نیک بخت ہوتے ہیں جن کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کا اندراج بدستور جاری رہتا ہے اور درجات ومراتب میں بلندی ہوتی رہتی ہے' اُن خوش نصیبوں میں ایک وہ ہیں جن کے پسماندگان اُن کے لئے ایصالِ ثواب کا اہتمام کرتے رہتے ہیں۔ جس طرح کوئی شخص اپنی ملکیت کسی کو ہبہ کرنا چاہے تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں اِسی طرح تلاوتِ قرآنِ پاک یا صدقات وخیرات کے ذریعے اِنسان کو جو ثواب بارگاہِ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے وہ کسی بھی مسلمان کو ایصال کیا جا سکتا ہے' جیسا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ ایصالِ ثواب کی برکت سے نہ صرف دُنیا سے رخصت ہو جانے

والے راحت وفرحت اور خوشی محسوس کرتے ہیں' بلکہ خود ثواب بھیجنے والا بھی ثواب سے مستفیض ہوتا ہے' جیسا کہ احادیث مبارکہ سے عیاں ہے۔

دینِ اِسلام کے اندر ایصالِ ثواب کا تصور مضبوط بنیادوں پر قائم ہے۔ جمہور اہلِ اِسلام کا اِس مسئلے پر اتفاق ہے کہ زندوں کے نیک اعمال کا ثواب فوت شدگان کو بھی ملتا ہے' اِس لئے کہ نیکی ایسا عمل ہے جو کبھی ضائع نہیں جاتا۔ نیکی کی برکات محدود نہیں جب ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے تو تمام مومن مسلمان نیکی کے حصارِ رحمت میں امن وسکون کی دولت سے نوازے جاتے ہیں۔

اہلِ سنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام بدنی عبادات' جیسے نماز' روزہ' حج وزکوٰۃ' تلاوتِ قرآنِ کریم' رفاہی اور دوسرے نیک کام وغیرہ اور مالی عبادات مثلاً صدقہ خیرات' مساجد کی تعمیر کے لئے عطیات دینا وغیرہ یا ان دونوں یعنی بدنی اور مالی عبادتوں کا مرکب' مثلاً کھانا پکوا کر غریبوں' مسکینوں اور محتاجوں کو کھانا کھلانا' اس کے ساتھ ساتھ اپنے رشتہ دار عزیز' دوستوں کی ضیافت کرنا یا اپنے عزیزوں کے فوت ہونے کے بعد اُن کی طرف سے خود حج کرنا یا کسی دوسرے کو کرانا وغیرہ کا ایصالِ ثواب فوت شدہ کی روح کو کیا جا سکتا ہے اور یہ قرآن وسنت کی رو سے صحیح ثابت ہے' اِس پر ابتدائے اسلام سے آج تک خوش عقیدہ مسلمانوں کا عمل رہا ہے اور ہے۔

اِیصالِ ثواب کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان عزیزوں کے ساتھ درگزر فرمائے' جو اِس فانی دُنیا کو چھوڑ کر عالمِ برزخ یعنی قبروں میں پہنچ چکے ہیں۔ اگر وہ خود نیک اور صالح تھے تو اِس اہتمام سے اُن کے درجات میں بلندی نصیب ہوتی ہے اور اگر گنہگار تھے تو اس سبب سے اللہ تعالیٰ اُن کی بخشش فرما دیتا ہے۔ یہ بالکل سیدھی اور آسان سی بات تھی جو ہر دور میں اِسلامی معاشرے کا معمول رہی۔ لیکن برا ہو اختلافات کا کہ اس نے ایسے غیر متنازع اور فیض بخش اُمور کو بھی متنازعہ بنا دیا۔

عالمِ اِسلام غیر مسلموں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کی زد میں اِس وقت بہت زیادہ ہے' اُن کی گھناؤنی سازشوں میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جس کے تحت ملتِ اِسلامیہ کے اتحاد و اتفاق اور یک جہتی کو پارہ پارہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ سازشیں مختلف نوع اور رویوں اور مختلف طریقوں پر بروئے کار لائی جا رہی ہیں' اِن سازشوں میں سے یہ بھی ہے کہ علماء و مشائخ کی مخالفت اور کردار کشی کی جائے اور ان برگزیدہ ہستیوں کے عقائد و اعمال' افکار و نظریات' ختمات و عرس کی تقریبات اور تبلیغ و اشاعتِ دین پر کھلم کھلا اور نہایت منظم طریقے سے حملے کیے جا رہے ہیں۔

حضرت علامہ مولانا حافظ محمد نصر اللہ مدنی آسوی حفظہ اللہ تعالیٰ نے مستند دلائل و حوالہ جات کے ذریعے "مسئلہ ءایصالِ ثواب" کو واضح کیا ہے' تا کہ سیدھے سادے مسلمان فریب اور دھوکے سے بچ جائیں۔ جلیل القدر علماء اہلِ سنت نے "مسئلہ ءایصالِ ثواب" پر دقیق اور تفصیلی کام کیا ہے' متعدد رسالے اور کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ مگر جس جامعت کے ساتھ حضرت علامہ حافظ محمد نصر اللہ مدنی آسوی نے یہ کتاب لکھی ہے یہ انہی کا حصہ ہے' اصل کتابوں کے حوالہ جات سے اِس کو خوب مزین کیا ہے' کتاب و سنت سے دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں' بلکہ غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات کے اکابر کے اقوال سے بھی اپنا موقف ثابت کر دیا ہے اور منکروں پر اتمامِ حجت قائم کر دی ہے۔ مولانا موصوف ایک محقق عالمِ دین' اور صاحبِ مطالعہ ہیں' جس کی گواہی اُن کی دیگر کتابوں کی طرح پیشِ نظر کتاب "ایصالِ ثواب" بھی دے رہی ہے۔ انہوں نے نہایت مناسب اور مؤثر انداز میں ایصالِ ثواب کے مسئلہ کو مدلل انداز میں پیش کیا ہے۔

آپ کی اِس کتاب کا یہ دوسرا ایڈیشن چھپ رہا ہے' جو مزید اضافے' دلائل اور مستند حوالوں کی ایک انمول مالا ہے' خوش قسمت ہوں گے وہ لوگ جو اِس زیور کو پہنیں گے۔

آپ کی ایک اور تصنیف' جو نماز کے موضوع پر "صلوٰۃ الحبیب" کے نام پر دیارِ غیر سے

چھپی ہے' میں نے اپنے ایک مخلص دوست محمد اسحاق بٹ قادری رضوی جو کتابوں سے محبت کرنے والے' ایک عظیم لائبریری کو محبت سے سجانے والے' مہمان نواز' خوش اخلاق ہیں' ہمیں جب بھی کسی حوالے کی ضرورت پڑھتی ہے اُن کی لائبریری کی طرف رجوع کرتے ہیں' راقم نے اُن کی لائبریری میں دیکھی تھی' جو کہ انتہائی مستند دلائل سے مزین ہے' ہر مسلمان کی ضرورت ہے' جسے عام ہونا چاہے۔

جب بدعقیدگی کی آندھیاں چل رہی ہوں' ہر باطل فرقے اپنے آپ کو حق پر ثابت کرنے کے چکر میں ہوں تو ایسے وقت میں عوام کی اِصلاح اور عقائد کی مضبوطی کے لئے علامہ موصوف جیسے محقق علماء کی ضرورت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

علماء تو اپنی ڈیوٹی کو احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں' اب ضرورت اِس امر کی ہے کہ عوام کے عقائد کی دُرستگی کے لئے علماء اہلِ سنت کی تصانیف کو عام کیا جائے' جو صاحبِ ثروت لوگ ہیں' جن کو اللہ تعالیٰ نے وافر مال و دولت سے نوازا ہے وہ علماء اہلِ سنت کی کتابوں کو چھپوا کر فری تقسیم کرنے کا اہتمام کریں تا کہ جو لوگ اس مہنگائی کے دور میں کتابیں نہیں خرید سکتے اِس طریقہ سے اُن تک بھی پہنچ جائیں' بلکہ صاحبِ اِستطاعت صاحبان کو چاہئے کہ وہ علماء و طلباء اہلِ سنت سے باقی معاونت کے ساتھ ساتھ وقتاً فوقتاً دینی کتابیں لے کر دیتے رہیں۔ جس سے اُن کی دینی ضرورت بھی پوری ہوگی اور عوام کو بھی فائدہ پہنچے گا اور آپ کے لئے صدقہ جاریہ بھی بن جائے گا۔

بارگاہِ الٰہی میں دُعا ہے کہ علامہ موصوف کی دینی خدمات قبول ہوں اور اُن کی یہ تصنیف "ایصالِ ثواب" گمراہوں کے لئے ہدایت اور اُمتِ محمدیہ ﷺ کی نجات کا ذریعہ بنے...... آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

شفاعت مصطفیٰ ﷺ کا طلب گار:

ریاست علی مجددی (کوٹ قاضی، گوجرانوالہ)

03043136715

ایصال ثواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ :

باب نمبر:1

فضائل درود شریف:

اپنی کتاب کا آغاز اس عظیم اور مقدس عمل سے کر رہا ہوں جو کام خالق و مخلوق دونوں کرتے ہیں یعنی درود شریف پڑھنا اور جس سے اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔

حدیث:1

رسول اللہ ﷺ نے درود خواں کا رخسار چوما

حضرت سیدنا محمد بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سونے سے قبل ایک مقررہ تعداد میں درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں: ایک بار جب درود شریف پڑھ کر رات کو سویا تو میری قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی رسول اللہ ﷺ خواب میں تشریف لے آئے اور فرمایا: ،،اپنا وہ منہ جس سے تم درود شریف پڑھتے ہو میرے قریب کرو تاکہ میں اسے چوم لوں،، یہ سن کر مجھے بہت شرم آئی، میں اپنا منہ سرکار ﷺ کے دہن اقدس کے قریب کیسے کروں! میں نے اپنا رخسار رسول اللہ ﷺ کے سامنے کر دیا اور رحمت عالم ﷺ نے نہایت ہی شفقت کے ساتھ اس پر بوسہ دیا۔ جب میں بیدار ہوا تو سارا گھر مشکبار ہو رہا تھا اور میرا رخسار آٹھ روز تک خوب خوب خوشبودار رہا۔ (القول البدیع ص 281)

حدیث:2

تین خوش نصیب کون جو عرشِ الٰہی کے سایہ میں ہوں گے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ثَلَاثَۃٌ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ مَنْ فَرَّجَ عَنْ مَکْرُوْبٍ مِنْ اُمَّتِیْ وَاَحْیَا سُنَّتِیْ وَاَکْثَرَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ

تین قسم کے لوگ قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ کے نیچے ہوں گے جس دن اس سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا (۱) جس نے میرے کسی مصیبت زدہ امتی کی پریشانی دور کی (۲) دوسرا وہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا (۳) تیسرا وہ جس نے مجھ پر درود کی کثرت کی۔ (القول البدیع ص ۱۲۳)

حدیث:3

تین بد نصیب کون جنہیں دیدار سے محروم کر دیا گیا؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا یَرٰی وَجْھِیْ ثَلَاثَۃُ اَنْفُسٍ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَیْہِ وَتَارِکُ سُنَّتِیْ وَمَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اِذَا ذُکِرْتُ بَیْنَ یَدَیْہِ

تین قسم کے لوگ میری زیارت سے محروم رہیں گے: والدین کا نافرمان، سنت کا تارک اور جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(القول البدیع ص ۱۵۱، آب کوثر مفتی امین صاحب ص ۹۱)

سنت غیر مؤکدہ چھوڑنے والا دیدار سے محروم نہیں ہو سکتا تو اس سے مراد سنت مؤکدہ کے ترک کا عادی ہے جیسے داڑھی منڈانا

حدیث:4

ساری مخلوق کے برابر نور

حدیث:

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَعَهُ نُوْرٌ لَوْ قُسِّمَ ذٰلِکَ النُّوْرُ بَیْنَ الْخَلَائِقِ کُلِّهِمْ لَوَسِعَهُمْ.

مجھ پر درود پڑھنے کے ساتھ اپنی مجالس کو زینت دو تمہارا مجھ پر درود پڑھنا قیامت کے دن تمہارے لئے نور ہوگا۔ (دلائل الخیرات)

حدیث:5

محافل کی زینت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلَاةِ عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ عَلَیَّ نُوْرٌ لَّکُمْ یومَ القیامةِ

اپنی مجلسوں کو مجھ پر درود پڑھنے کے ساتھ زینت دو بیشک تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔ (جامع صغیر 4580)

نور آنکھوں میں تو چہروں پہ جالے ہوں گے مصطفےٰ والوں کے انداز نرالے ہوں گے

حدیث:6

نور والے اہل جنت اور بے نور اہل جہنم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لِلْمُصَلِّیْ عَلَیَّ نُوْرٌ عَلَی الصِّرَاطِ وَمَنْ کَانَ عَلَی الصِّرَاطِ مِنْ

اَهْلِ النُّوْرِ لَمْ یَکُنْ مِنْ اَهْلِ النَّارِ

مجھ پر درود پڑھنے والے کو پل صراط پر عظیم الشان نور عطا ہوگا اور جس کو پل صراط پر نور عطا ہوگا وہ اہل دوزخ سے نہ ہوگا۔ (دلائل الخیرات)

قیامت کے دن نور کس کو عطا ہوگا؟

جو نور سے محروم ہوں گے وہ درود شریف کے منکر، منافق اور جہنمی ہوں گے اور جنہیں نور عطا ہوگا وہ مومن اور جنتی ہوں گے سنئے قرآن کی گواہی

یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰکُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (الحدید ۱۲)

جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ہے ان کے آگے اور ان کے دہنے دوڑتا ہے (ف) ان سے فرمایا جارہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں تم ان میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے

یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُمْ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَکُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا

جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو۔ (الحدید ۱۳)

آج لوگ نبی کریم ﷺ کو نور ماننے کے لئے تیار نہیں کل قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کے غلاموں کے نور کا اقرار کریں گے آج نبی کریم ﷺ سے مدد مانگنے کو شرک کہتے ہیں کل

قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کے غلاموں سے مدد مانگیں گے آج یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا (یا رسول اللہ نظر کرم) کو شرک کہنے والے کل قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کے غلاموں سے عرض کریں گے اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُمْ کچھ نظر کرم کرو ہم تم سے نور حاصل کرلیں۔ پتہ چلا نبی کریم ﷺ کے غلاموں کا عقیدہ ہی صحیح ہے جس کو قیامت کے دن کافر و منافق بھی تسلیم کریں گے لیکن اس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا اگر آخرت میں فائدہ چاہتے ہو تو فتوے چھوڑ کر ہمارے ساتھ مل کر کہو۔ یا رسول اللہ ﷺ

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں
لئے ہوئے دلِ بیقرار ہم بھی ہیں
ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا
تیرے فقیروں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں
سر پہ رکھنے کو مل جائے گر نعلِ پاکِ حضور ﷺ
تو پھر کہیں کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

بدعقیدہ مردہ تو ان کے عقیدے بھی مردہ ہم زندہ ہمارے عقیدے بھی زندہ یہ بات بھی یاد رہے جن کو نور عطا ہوگا وہ اہل سنت ہوں گے اور جو نور سے محروم وہ بدعقیدہ ہوں گے سنئے قرآن کی گواہی

یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمٰنِکُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ

جس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ تو وہ جن کے چہرے سیاہ ہوئے (تو ان سے کہا جائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہوئے تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْھُھُمْ فَفِیْ رَحْمَةِ اللّٰہِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ

اور وہ جن کے چہرے سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے (سورہ آل عمران، آیت نمبر ۱۰۶، پارہ ۴ رکوع ۲)

وہابی مفسر محمد صلاح الدین یوسف نے "تفسیر احسن البیان"، ص ۱۶۵ پر لکھا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ کی تفسیر ان الفاظ سے بیان کی

تَبْیَضُّ وُجُوْہ اھل السنة والجماعة وَتَسْوَدُّ وُجُوْہ اھل البدع والضلالة

اہل سنت والجماعت کے چہرے منور ہوں گے اور بدعتی اور گمراہوں کے چہروں پر مردنی چھائی ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ﴿یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ﴾ کی تفسیر میں فرمایا ﴿تَبْیَضُّ وُجُوْہ اھل السنة وتَسْوَدُّ وُجُوْہ اھل البدع﴾ قیامت کے روز اہل سنت کے چہرے روشن اور بدمذہبوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ (۱) تفسیر در منثور، (۲) تفسیر مظہری، (۳) تفسیر قرطبی

یعنی نبی کریم ﷺ نے واضح اشارہ فرما دیا کہ نور چاہتے ہو جنت چاہتے ہو اور جنت میں میری رفاقت چاہتے ہو تو اہل سنت رہ کر مجھ پر درود و سلام پڑھتے رہنا جنت میں میرے ساتھ ہو گے

حدیث: 7

درود شریف سے رسول اللہ ﷺ کا قرب حاصل کریں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً۔

قیامت میں مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا۔

(ترمذی حدیث:۴۸۴ کتاب الصلاۃ، مشکوۃ حدیث(۹۲۳) کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبی ﷺ)

قیامت میں سب سے آرام میں وہ ہوگا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے اور حضور علیہ السلام کی ہمراہی نصیب ہونے کا ذریعہ درود شریف کی کثرت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف بہترین نیکی ہے کہ تمام نیکیوں سے جنت ملتی ہے اور اس سے بزم جنت کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملتے ہیں۔ (مرآۃ شرح مشکوۃ، جلد:۲، ص:۱۰۰)

حدیث:8

دعا کی قبولیت کی شرط

حدیث: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

دعا آسمان و زمین کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اس دعا سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی حتیٰ کہ تم اپنے نبی پر درود بھیجو۔

(ترمذی حدیث:۴۸۶ مشکوۃ حدیث:۹۳۸ کتاب الصلاۃ)

اس لئے دعا کی قبولیت کے لئے دعا کے اول آخر درود شریف ضرور پڑھیں۔

حدیث:9

درود شریف اور قرآن سے فقر وفاقہ کا علاج۔

عن سهل بن سعد رضی اللّٰه عنه قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ

صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَقْرَ وَضِيقَ الْعَيْشِ فَقَالَ لَهُ رسولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وآله وسلم: إِذَا دَخَلْتَ مَنْزِلَكَ فَسَلِّمْ إِنْ كَانَ فِيهِ أَحَدٌ أَوْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ أَحَدٌ ثُمَّ سَلِّمْ عَلَيَّ وَاقْرَءْ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ مَرَّةً وَاحِدَةً۔ فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَأَدَارَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الرِّزْقَ حَتّٰى أَفَاضَ عَلٰى جِيْرَانِهِ وَقَرَابَاتِهِ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر فقر و فاقہ اور تنگیٔ معاش کی شکایت کی، اُس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے گھر میں داخل ہو، السلام علیکم کہو، چاہے کوئی گھر میں ہو یا نہ ہو پھر مجھ پر سلام عرض کرو: السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور ایک مرتبہ: قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھو۔ اُس شخص نے ایسا ہی کیا، اُس پر اللہ تعالیٰ نے رزق کا دروازہ کھول دیا۔ حتیٰ کہ اُس کے ہمسایوں اور رشتہ داروں کو بھی اُس رزق سے حصہ پہنچا۔

(القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع، ص:۱۹۰، الباب الثانی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی مشکل کشا ہے اُن کے پاس جانے سے مشکلیں حل ہو جاتی ہیں اور صحابہ کرام اپنی مشکلیں اور پریشانیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کرتے تھے۔

دوسرا یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں، اسی لئے ہر گھر میں داخلہ کے وقت آپ پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ”پھر جب تم کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو۔ (سورۃ النور:۶۱)

قاضی عیاض فرماتے ہیں: اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو کہو ”السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“

اس کے تحت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

لأنَّ رُوْحَهُ حَاضِرٌ فِی بیوتِ أهلِ الإسلامِ

اس لئے کہ حضور ﷺ کی روح مبارک اہل اسلام کے گھروں میں حاضر و موجود ہے۔

(شرح شفا شریف جلد ۲ ص: ۱۱۷)

لامکاں تک اُجالا ہے جس کا
وہ ہے ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی ﷺ

حدیث:10

غلاموں کے نام آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَهُوَ قَائِمٌ عَلَى قَبْرِیْ إِذَا مُتُّ ، فَلَيْسَ أَحَدٌ يُصَلِّی عَلَيَّ إِلَّا قَالَ: يَا مُحَمَّدُ صَلَّى عَلَيْكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فَيُصَلِّی الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى ذٰلِكَ الرَّجُلِ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرًا.

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرمائی ہے جو شخص بھی مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اُس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اُس نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس آدمی پر ہر درود کے بدلہ میں دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

"غیر مقلدین کے ایک بہت بڑے عالم ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو "سلسلہ احادیث الصحیحہ" جلد ۴ حدیث نمبر ۱۵۳۰ میں اس کو درج کیا القول البدیع میں علامہ سخاوی نے اس حدیث کو درج کیا ہے الباب الثانی ص ۱۶۵ ازکریا صاحب نے تبلیغی نصاب میں فضائل درود شریف میں ص ۱۷ پر درج کیا۔

آپ اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو کتنی قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں ایک جگہ سارے جہان کے مسلمانوں کو دیکھتا ہے اُن کے ناموں اور باپوں کو جانتا ہے اور بیک وقت اُن سب کے سلاموں کو سنتا ہے اور سب کے نام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی لمحہ میں سب کے سلاموں کا جواب بھی عطا فرماتے ہیں درود شریف پڑھنے والے جہاں میں کتنے ہیں مدینہ میں ہی لاکھوں ہوں گے

حدیث:11

رسول اللہ ﷺ سلام کا جواب دیتے ہیں:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوحِی حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ پر کوئی شخص سلام نہیں بھیجتا مگر اللہ مجھ پر میری روح لوٹاتا ہے حتی کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد 2041، بیہقی، دعوات کبیر مشکوۃ 925)

شرح:

یہاں روح سے مراد توجہ ہے نہ وہ جان جس سے زندگی قائم ہے حضور تو بحیات دائمی زندہ ہیں۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ میں ویسے تو بے جان رہتا ہوں کسی کے درود پڑھنے پر زندہ ہو کر جواب دیتا رہتا ہوں ورنہ ہر آن حضور پر لاکھوں درود پڑھے جاتے ہیں تو لازم آئے گا کہ ہر آن لاکھوں بار آپ کی روح نکلتی اور داخل ہوتی رہے۔ خیال رہے کہ حضور ایک آن میں بے

شمار درود خوانوں کی طرف یکساں توجہ رکھتے ہیں، سب کے سلام کا جواب دیتے ہیں جیسے سورج بیک وقت سارے عالم پر توجہ کر لیتا ہے ایسے آسمان نبوت کے سورج ایک وقت میں سب کا درود سلام سن بھی لیتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں لیکن اس میں آپ کو کوئی تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی کیوں نہ ہو کہ مظہر ذات کبریا ہیں، رب تعالیٰ بیک وقت سب کی دعائیں سنتا ہے۔

حدیث:12

جمعرات اور جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَكْثِرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيَّ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا وَشَافِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جمعرات اور جمعہ کو مجھ پر کثرت سے درود پڑھو جس نے ایسا کیا، میں قیامت کے دن اُس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔

(جامع الصغیر حدیث:۱۴۰۵) بسند حسن القول البدیع ص(۲۸۱) الباب الخامس)

حدیث:13

جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَلْفَ مَرَّةٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ

جس نے جمعہ کے دن مجھ پر ہزار مرتبہ درود پڑھا، وہ اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔ (القول البدیع باب الخامس ص:۲۸۲)

دوسری روایت میں جمعہ کی قید نہیں ہے۔ روزانہ پڑھنے کا حکم ہے۔

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِي يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ

(ترغیب حدیث: 2483)

حدیث:14

زیارتِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُصَلِّي لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ ثُمَّ يَقُوْلُ أَلْفَ مَرَّةٍ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، فَإِنَّهُ لَا تَتِمُّ الْجُمُعَةُ الْقَابِلَةُ حَتّٰى يَرَانِي فِي الْمَنَامِ، وَمَنْ رَآنِي غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ الذُّنُوْبَ

جو مومن جمعرات کو دو رکعات پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ پچیس بار پڑھے پھر ایک ہزار بار یہ درود پڑھے تو وہ دوسرے جمعہ سے قبل میری خواب میں زیارت سے مشرف ہوگا اور جس کو میری زیارت ہو خدا اُس کے گناہ بخش دے گا۔ (القول البدیع باب الخامس ص:۲۸۶)

اگر اس کے ساتھ **وَآلِهٖ** بھی پڑھ لے تو بہتر ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ

چند مشہور درود شریف کا اجر و ثواب

چھلاکھ درود شریف کا ثواب:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَافِی عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ

شیخ الدلائل سید علی بن یوسف مدنی نے امام جلال الدین سیوطی سے روایت کی کہ اس درود شریف کو ایک بار پڑھنے سے چھلاکھ درود شریف کا ثواب ملتا ہے

(افضل الصلوات علی سید السادات ۱۳۹)

ایک ہزار دن کی نیکیاں:

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ درود شریف پڑھنے والے کے لئے ستر فرشتے ایک ہزار دن تک نیکیاں لکھتے ہیں۔ (طبرانی کبیر)

درود شفاعت:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص یوں درود شریف پڑھے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (احمد، مشکوۃ حدیث 936)

مال میں خیر و برکت اور صدقہ کرنے کا ثواب

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

صاحب روح البیان فرماتے ہیں: جو شخص اس درود شریف کو پڑھے گا اس کا مال و دولت بڑھتا رہے گا۔ (تفسیر روح البیان)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کے پاس صدقہ نہ ہو تو وہ اس درود شریف کو پڑھے تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

(ابن حبان حدیث 900)

درود استغاثہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِی اَدْرِکْنِی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

ہر قسم کے فتنے اور گناہوں سے نجات کے لئے اول ایک ہزار بار اس کے بعد 350 بار یہ درود شریف پڑھے۔

اگر مصیبتوں اور پریشانیوں کے وقت مسلسل چند یوم تک ایک ہزار بار پڑھیں تو بے حد مفید ہے (شواہد الحق علامہ نبہانی)

سید ابن عابدین فرماتے ہیں کہ میں نے ایک فتنہ عظیم میں پڑھا جو دمشق میں واقع ہوا سے ابھی دو سو مرتبہ بھی نہیں پڑھا تھا کہ مجھے ایک شخص نے آ کر اطلاع دی کہ فتنہ ختم ہوگیا

(افضل الصلوات علی سید السادات: 154)

بخشش و مغفرت:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ

کسی شخص نے حضرت امام شافعی کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اللہ عزوجل نے اس درود پاک کی برکت سے میری بخشش فرمادی۔

(افضل الصلوات علی سید السادات 81)

دنیا و آخرت میں سرخروئی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ بِعَدَدِ مَا فِی جَمِیْعِ الْقُرْآنِ حَرْفًا حَرْفًا وَبِعَدَدِ کُلِّ حَرْفٍ اَلْفًا اَلْفًا۔

قرآن کریم کی تلاوت کے بعد جو شخص یہ کو پڑھے گا وہ دنیا و آخرت میں سرخرو ہوگا

(تفسیر روح البیان)

قربِ مصطفیٰ ﷺ :

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَهٗ

ایک دن ایک شخص آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے اور صدیق اکبر کے درمیان بٹھالیا۔اس سے صحابہ کرام کو تعجب ہوا کہ یہ کون ذی مرتبہ ہے! جب وہ چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جب درود پاک پڑھتا ہے تو یوں پڑھتا ہے۔

(القول البدیع ص 125)

اس سے پتہ چلا صحابہ کرام واولیاءِ عظام نے محبت رسول میں اپنی طرف سے درود بنائے تو رسول اللہ ﷺ بالکل ناراض نہیں ہوئے بلکہ خوش ہوئے تو یہ کہنا غلط ہے کہ درودِ ابراہیمی کے علاوہ کوئی درود نہیں سب بناوٹی ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے درود بنانے سے منع نہیں کیا بلکہ اجازت دی ہے تو پتہ چلا کہ کسی بھی درود شریف سے روکنے والا نئی شریعت گھڑنے والا اور منکرِ درود ہے۔

حدیث:15

درود شریف کی برکت سے عذاب قبر ختم ہوگیا:

ایک عورت نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ میری بیٹی فوت ہوگئی ہے، میں چاہتی ہوں کہ خواب میں اس کی زیارت کروں آپ نے فرمایا: نماز عشاء کے بعد چار رکعات نفل پڑھ! ہر رکعت میں فاتحہ شریف کے بعد سورہ (الھاکم الت)ایک مرتبہ پڑھ نماز کے بعد لیٹ جا اور درود شریف پڑھتی پڑھتی سوجا! اس عورت نے ایسا ہی کیا جب وہ سوگئی تو اُس نے خواب میں اپنی لڑکی کو دیکھا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے، اور اُسے گندھک کا لباس پہنا کر ہاتھوں میں آگ کی ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہنادی گئیں ہیں۔وہ گھبرا کر بیدار ہوئی اور حسن بصری کی خدمت میں حاضر ہوئی اور واقعہ بیان کیا۔

آپ نے سن کر فرمایا: کچھ صدقہ کر! شاید اللہ تعالیٰ اُس کو معاف فرمائے

وَنَامَ الْحَسَنُ تِلْکَ اللَّیْلَةِ فَرَاٰی کَاَنَّهٗ فِیْ رَوْضَةٍ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ، وَرَاٰی سَرِیْرًا مَنْصُوْبًا وَعَلَیْهِ جَارِیَةٌ حَسْنَاءُ جَمِیْلَةٌ، وَعَلٰی رَأْسِهَا تَاجٌ مِنْ نُوْرٍ

اور اُسی رات جب حسن بصری سوئے تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ باغوں میں سے کسی باغ میں ہیں جس میں ایک تخت بچھا ہوا ہے اور اُس پر ایک حسینہ جمیلہ لڑکی بیٹھی ہے جس کے سر پر نورانی تاج ہے۔اُس نے دیکھ کر عرض کیا حضرت آپ مجھے پہچانتے ہیں؟

آپ نے فرمایا نہیں عرض کیا حضرت! میں اُسی عورت کی لڑکی ہوں جس کو آپ نے نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا کہا تھا۔اس پر آپ نے فرمایا: تیری والدہ نے تو تیری حالت کچھ اور بتائی تھی مگر میں اس کے برعکس دیکھ رہا ہوں۔لڑکی نے کہا: میری وہی حالت تھی جیسا کہ اُس نے بتایا تھا آپ نے فرمایا: فَبِمَاذَا بَلَغْتِ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ؟ تجھے یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ اُس نے کہا:

کُنَّا سَبْعِیْنَ اَلْفَ نَفْسٍ فِی الْعُقُوْبَةِ وَالْعَذَابِ کَمَا وَصَفَتْ لَکَ وَالِدَتِیْ فَعَبَرَ رَجُلٌ مِنَ الصَّالِحِیْنَ عَلٰی قُبُوْرِنَا وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ ﷺ مَرَّةً وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لَنَا فَقَبِلَهَا اللّٰهُ عزوجل مِنْهُ وَاَعْتَقَنَا کُلَّنَا مِنْ تِلْکَ الْعُقُوْبَةِ وَذٰلِکَ بِبَرَکَةِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَبَلَغَ نَصِیْبِیْ مَا قَدْ رَاَیْتَهٗ وَشَاهَدْتَهٗ.

ہم (اس قبرستان میں) ستر ہزار مردے تھے جنہیں عذاب ہو رہا تھا۔ہماری خوش نصیبی کہ ہمارے قبرستان کے پاس سے ایک نیک آدمی گزرا اور درود پاک پڑھ کر ہمیں بخش دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس درود پاک کو قبول فرما کر ہم سب پر رحمت فرمائی اور عذاب سے نجات مل گئی یہ اس نیک صالح آدمی کی برکت اور وسیلہ سے ہمیں یہ انعام ملا اور یہ میرا حصہ ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

(القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ص:۱۹۲-الباب الثانی،آب کوثر ص:۲۳۲)

اسی لئے ختم شریف میں درود شریف والی آیت پڑھی جاتی ہے اور اُس کے بعد سب حضرات مل کر درود و سلام پڑھتے ہیں بلکہ درود تاج بھی پڑھا جاتا ہے اگر ایک بار درود شریف پڑھنے سے ستر ہزار آدمیوں سے عذاب قبر اُٹھ سکتا ہے اور قبریں جنت کا باغ بن سکتی ہیں تو جہاں کئی ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر ثواب اموات کو بخشا جاتا ہو تو ان مرحومین کی قبریں ضرور جنت باغ بنیں گی اگر میت پہلے ہی نیک ہو تو اُس کے درجات بلند ہونگے۔ درود و سلام کی ایسی نورانی محفلوں سے روکنے والے سن لیں کہ تم تو ہمیں یہاں روکتے ہو ہم نے تو قبر و حشر میں بھی درود و سلام پڑھنے کی تیاریاں کی ہوئی ہیں

جب فرشتے قبر میں جلوہ دکھائیں آپ کا ہو زباں پر پیارے آقا الصلاۃ والسلام
میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد میرا لاشہ بھی کہے گا الصلاۃ والسلام

حدیث:16

ہر رات ختم شریف اور درود شریف کا حکم

حدیث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ! (رضی اللہ عنہا) سونے سے پہلے چار کام کر لیا کرو۔

ا۔قرآن پاک ختم کر لیا کرو۔۲: انبیاء کرام علیہم السلام کو قیامت کے دن اپنے لئے شفیع بنا لو۔۳: مسلمانوں کو اپنے سے راضی کر لو۔۴: ایک حج و عمرہ کر لو۔

یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز کی نیت باندھ لی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی:

یارسولَ اللہِ فِداکَ أبی وَأُمّی أمَرْتَنی بِأرْبعةِ أشْیاءَ لا أقْدِرُ فی ھٰذِہِ السّاعَةِ أنْ أفْعَلَھا فَتَبَسَّمُ رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وَسلم وَقالَ :

یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ نے مجھے چار باتوں کا حکم دیا ہے جو کہ میں اس قلیل وقت میں نہیں کر سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا:

إذا قَرَأتِ قُلْ هُوَاللهُ أحَدٌ ثلاثا فَكَأنَّكِ خَتَمْتِ القرآن

اے عائشہ! (رضی اللہ عنہا) جب تم تین مرتبہ قُل ہُوَ اللہُ أحَدٌ۔ پڑھ لو گی تو گویا تم نے قرآن کریم ختم کیا،

وإذا صَلَّيْتِ عَلَيَّ وَعَلَى الأنبياءِ مِنْ قَبْلِي فَقَدْ صِرْنَا لَكِ شُفَعَاءَ يومَ القِيَامَةِ

اور جب تم نے مجھ پر اور مجھ سے پہلے نبیوں پر درود پاک پڑھا تو ہم سب تمہارے لئے قیامت کے دن شفیع ہونگے۔

وَإذَا اسْتَغْفَرْتِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَرْضَوْنَ عَنْكِ

اور جب تم مومنوں کے لئے استغفار کرو گی تو وہ سب تجھ سے راضی ہو جائیں گے

وَإذَا قُلْتِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاإلٰهَ إلا اللهُ وَاللّٰهُ أكْبَر فَقَدْ حَجَجْتِ وَاعْتَمَرْتِ

اور جب تم کہو گی

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاإلٰهَ إلا اللهُ وَاللّٰهُ أكْبَر تو گویا تم نے حج و عمرہ ادا کر لیا۔

(درۃ الناصحین عربی ص ۸۹۔ آپ کورس ص ۱۰۵)

ا: ایک قرآن پاک کی تلاوت قُلْ هُوَاللهُ أحَدٌ تین مرتبہ۔

۲: تمام انبیاء کی شفاعت۔

مولایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دائماً ابداً ☆

علیٰ حَبِیْبِکَ خیرِ الخَلْقِ کُلِّھِمِ

تمام انبیاء پر درود:

وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی مَلٰئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ

وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

یہ درود بھی پڑھ سکتے ہیں۔

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

۳: تمام مومنوں کو اپنے سے راضی کرنا یعنی ان کے لئے استغفار کرنا:

رَبَّنَا اغْفِرْلِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابِ ۔

اس کی بجائے یہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرِ لِلْمُؤْمِنِیْنَ والمؤمناتِ

یا اس طرح بھی پڑھ سکتے ہیں

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِی ولِکُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَۃٍ

۴: ایک حج وعمرہ کرنا

سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لاالٰہ اِلا اللہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر

جو لوگ ختم شریف سے روکتے ہیں انہیں یہ حدیث دعوتِ فکر دے رہی ہے۔ اس حدیث سے ایصالِ ثواب کا ثبوت روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ ہفتہ یا مہینہ کے بعد نہیں بلکہ روزانہ ختم قرآن بھی کیا جائے اور دعا بھی مانگی جائے اور ختم شریف کسے کہتے ہیں؟ ختم قرآن کو۔ جو لوگ نادانی سے ختم سے روکتے ہیں وہ اپنی جہالت کا ثبوت پیش کرتے ہیں انہیں

ختم کا معنی ہی معلوم نہیں جو کہے کہ ختم حرام ہے تو وہ بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ وہ دراصل کہہ رہا ہے کہ قرآن پڑھنا حرام ہے۔

باب نمبر 2:

﴿ایصالِ ثواب کے متعلق آیاتِ قرآنیہ﴾

اہل ایمان کے لئے دعائے مغفرت سنت ملائکہ ہے

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا

وہ فرشتے جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے ارد گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ (سورہ المومن (غافر) آیت:۷ پارہ:۲۴ رکوع:۶)

فرشتے شرک وبدعت سے پاک ہیں اور وہ مومنوں کے لئے دعا کر رہے ہیں معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کی محفلوں میں جو مومنوں کی بخشش کے لئے دعا کی جاتی ہے شرک وبدعت نہیں سنت ملائکہ ہے۔

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے......

(۱) ایک یہ کہ شفاعت ملائکہ برحق ہے کہ وہ مومنوں کے لئے آج بھی دعائے مغفرت کر رہے ہیں۔ (۲) دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے لئے غائبانہ دعا کرنی اور بے غرض دعا کرنی سنت ملائکہ ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ رب جب کسی کو کچھ دینا چاہتا ہے تو اپنے مقبول بندوں کو اس کے حق

میں دعائے خیر کرنے کا حکم دیتا ہے اپنے محبوب سے فرماتا ہے وَصَلِّ عَلَيْهِمْ محبوب ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔

(۴) چوتھے یہ کہ رب کی رحمتیں اس کے مقبولوں کے وسیلہ سے ملتی ہیں۔ اگر بغیر وسیلہ دیا کرتا تو ہمارے لئے اپنے فرشتوں سے دعا نہ کراتا رب فرماتا ہے

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

(سورۃ النساء آیت:۶۴)

حضور ﷺ تمام جہانوں کے لئے وسیلہ عظمی ہیں۔

مجرم بلائے آئے ہیں جاءوک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

(اعلی حضرت)

بے اُن کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

(۵) پانچویں یہ کہ سرکاروں کو خوش کرنے کے لئے ان کے غلاموں کو دعائیں دی جاتی ہیں فرشتے ہم مسلمانوں کو اس لئے دعائیں دے رہے ہیں کہ سبز گنبد والا سنہری جالی والا ان سے خوش ہو جائے ہم کو بھی چاہئے کہ حضور کو خوش کرنے کے لئے ان کے آل واصحاب ان کے مدینہ والوں کو دعائیں دیا کریں، ان کے چرچے کیا کریں ان کا ذکر خیر کیا کریں عرس بزرگان دین کا یہی مقصد ہے۔ (تفسیر نورالعرفان ص:۷۴۶)

اہل ایمان کے لئے دعائے مغفرت سنتِ انبیاء ہے

ہر آدمی نماز میں پڑھتا ہے

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ☆

رَبَّنَا اغْفِرْلِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابِ

اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا

(سورہ ابراہیم آیت:۴۰-۴۱ ، پارہ:۱۳، رکوع ۱۸)

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم سے حضرت ہاجرہ اور اسماعیل علیہم السلام کو مکہ میں چھوڑ کر واپس جانے لگے تو یہ دعا مانگی تھی جسے نماز میں پڑھا جاتا ہے اللہ [illegible] شرک وبدعت سے پاک ہوتے ہیں اگر اہل ایمان کے لئے دعائے مغفرت بدعت ہوتی تو اللہ کے نبی یہ دعا کبھی نہ کرتے ہم جو ایصال ثواب کی محفلوں یا عرس بزرگانِ دین میں اُن کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں تو سنت انبیاء پر عمل کرتے ہیں۔ اگر دعا کا فائدہ نہیں تھا تو قرآن نے اس دعا کا ذکر کیوں کیا دعا فائدہ مند تھی اسی لئے نبی کی سنت بنادیا اب جو نبی کی سنت پر عمل کرے گا وہ اہل سنت ہوگا اور جو اس سنت سے روکے گا وہ اہل بدعت ہوگا اب آپ کی مرضی سنی بنیں یا بدعتی؟

اگر عین حالت نماز میں ایصال ثواب اور دعائے مغفرت جائز ہے تو نماز کے بعد بھی جائز ہے۔

اہل ایمان کے لئے دعائے مغفرت رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے

رب تعالی اپنے محبوب ﷺ کو فرماتا ہے:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو

(سورہ محمد آیت:۱۹، پارہ :۲۶ ، رکوع:۶)

اس میں امت مرحومہ کی عزت افزائی ہے کہ ان کی شفاعت فرمانے کا رب تعالیٰ اپنے محبوب کو حکم دے رہا ہے معلوم ہوا کہ جب رب کسی کو کچھ دیتا ہے تو حضور سے کہلوا کر دیتا ہے امت کو بخشتا تو خود ہے مگر محبوب سے فرماتا ہے کہ تم شفاعت کرو تا کہ ہم بخشیں کوئی مسلمان حضور سے مستغنی نہیں، دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں ﷺ۔

(تفسیر نورالعرفان ص:۹۶۷)

بے اُن کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

(اعلیٰ حضرت)

دعائے مغفرت صرف اہل ایمان کے لئے ہے

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

ارشاد خداوندی ہے:

اور وہ جو اُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے رب ہمارے بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔ (سورہ الحشر آیت :۱۰ پارہ ۲۸ رکوع نمبر۴)

اس آیت میں مسلمانوں کے فوت شدہ بھائیوں کے لئے دعا کا ذکر ہے اور جس طرح مسلمانوں کی دعا سے مسلمان میت کو فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مسلمان کے دیگر نیک اعمال سے بھی مسلمان میت کو فائدہ پہنچتا ہے اور قرآن مجید کی وہ تمام آیات جن

میں دوسروں کے لئے شفاعت کا ذکر ہے ایصال ثواب کی واضح دلیل ہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ صرف اہل ایمان کے لئے بخشش کی دعا مانگی جائے بے دین اور گستاخ کے لئے نہ جنازہ ہے اور بخشش کی دعا۔

بعض لوگ اپنی جہالت سے سوال کرتے ہیں ختم کہاں لکھا ہے کیوں کہ ان کو علم ہی نہیں کہ ختم کسے کہتے ہیں۔

ختم کسے کہتے ہیں

ختم شریف اصل میں ختم قرآن کا نام ہے یعنی پورا قرآن پڑھنا یا وہ سورتیں پڑھنا جن سے قرآن پڑھنے کا ثواب مل جاتا ہے صرف دعا بھی ایصال ثواب ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ کھانے کے بغیر ختم یا ایصال ثواب نہیں ہوتا وہ غلطی پر ہے ہاں کھانے اور پانی کے ذریعہ بھی ایصال ثواب کیا جاتا ہے لیکن کھانے کا نام ختم نہیں، ختم شریف ختم قرآن اور دعائے مغفرت کا نام ہے۔

اور دعائے مغفرت وایصال ثواب کے لئے وقت کی کوئی پابندی نہیں کسی وقت بھی کیا جاسکتا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے:

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے (سورہ بقرہ:۱۸۶)

رب تعالیٰ نے دعا کے لئے وقت کی قید نہیں لگائی جیسے نماز وغیرہ کی قید ہے فرض نماز کے لئے وقت مقرر ہے رمضان اور حج کے لئے وقت مقرر ہے آگے پیچھے ادا نہیں ہو سکتے لیکن درود شریف اور ایصال ثواب کے لئے ایسی کوئی پابندی نہیں یہ جو وقت مقرر کیا جاتا ہے یہ صرف اپنی اور لوگوں کی سہولت کے لئے ہوتا ہے۔

جیسے دنیا میں ہر کام کے لئے وقت مقرر ہوتے ہیں مثلاً اسکول کا وقت دفتر کا وقت

شادی بیاہ کا وقت جلسہ کا میٹنگ کا وقت مقرر ہوتا ہے یہ سب لوگوں کی سہولت کے لئے وقت مقرر کئے جاتے ہیں ان اوقات کو کوئی فرض یا واجب نہیں سمجھتا۔

فاتحہ دو عبادتوں کے مجموعہ کا نام ہے تلاوت قرآن اور صدقہ اور جب یہ دونوں کام علیحدہ علیحدہ جائز ہیں تو ان کو جمع کرنا کیوں حرام ہوگا مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے اسی کا نام ایصال ثواب ہے فاتحہ، تیجہ دسواں چالیسواں گیارھویں وغیرہ اسی ایصال ثواب کی شاخیں ہیں ان دونوں بدنی اور مالی عبادتوں کو اگر جمع کر دیا جائے تب بھی جائز ہے اگر اُن دونوں میں سے صرف ایک کو کیا جائے تب بھی جائز ہے اہل قبور کے لئے دعا اور صدقہ خیرات کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں تمام مکاتب فکر اس پر متفق ہیں عقیدہ طحاویہ جسے الامام المجد ابو جعفر الطحاوی حنفی نے لکھا ہے اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

اس عقیدہ کو تمام دنیا میں پڑھایا جاتا ہے غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے مدارس میں یہاں تک کہ مدینہ یونیورسٹی میں حنفیوں کا یہ عقیدہ طحاویہ داخلِ نصاب ہے اُس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

وَفِی دُعَاءِ الْاَحْیَاءِ وَصَدَقَاتِهِمْ مَنْفَعَةٌ لِّلْاَمْوَاتِ

زندوں کی دعائے مغفرت اور اُن کے صدقات سے مردوں کو نفع پہنچتا ہے۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں ختم شریف بدعت ہے لیکن اگر وہ قرآن وحدیث اور سیرت کا مطالعہ کرتے تو ایسی بات نہ کہتے کیونکہ ختم شریف میں بخشش کی دعا مانگی جاتی ہے اور یہ وہ کام ہے جو نبی کریم ﷺ ساری زندگی کرتے رہے یعنی امت کی بخشش کے لئے دعا مانگتے رہے اور اب قبر میں دعا مانگ رہے ہیں اور قیامت کے دن بھی امت کے لئے ہی سربسجود ہوں گے جو کام نبی کریم ﷺ ساری زندگی کرتے رہے

وصال کے بعد کر رہے ہیں اور قیامت کے دن بھی کریں گے جو کام صحابہ واہل بیت کرام کرتے رہے اور اب بھی تمام مسلمان کر رہے ہیں وہ کام بدعت نہیں بلکہ سنت ہوتا ہے اس کو بدعت کہنے والا خود بدعتی ہے۔

باب نمبر :3

مخلوق کو فائدہ پہنچانا ہے شریعت میں مطلوب ہے

حدیث 17

ختم شریف مسلمانوں کو نفع پہنچاتا ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ

جو اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے وہ اسے نفع پہنچائے

(مسلم 4076-2199 مشکوۃ کتاب الطب 4529

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں لوگوں کو نفع پہنچانے کا حکم دے رہے ہیں اور ہم دعا مانگ کر قرآن پڑھ کر اور صدقہ کر کے لوگوں کو فائدہ پہنچا رہے ہیں اور یہ ان نیک کاموں سے روک کر لوگوں کو نقصان پہنچا کر شیطان کے آلہ کار بن رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ کر رہے ہیں بتاؤ ان دو گروہوں میں سے حق پر کون؟

عقل مند کون؟ سنت پر عمل کرنے والا یا سنت سے روکنے والا؟۔

حدیث :18

سب سے بہتر کون؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ! اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ خَيْرَ النَّاسِ

میں پسند کرتا ہوں کہ میں سب لوگوں سے بہتر ہو جاؤں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ فَكُنْ نَافِعًا لَهُمْ

سب لوگوں سے بہتر وہ جو لوگوں کو نفع پہنچائے تو لوگوں نفع پہنچانے والا بن جا (احمد)

اہل سنت لوگوں کو نفع پہنچا کر خَيْرُ النَّاس سے بہتر بن گئے اور بے دین لوگوں نقصان پہنچا کر شَرُّ النَّاس سب سے بدتر بن گئے۔

حدیث:19

اللہ کو سب سے پیارا کون؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَی اللهِ اللہ کو سب سے پیارا کون؟

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَحَبُّ النَّاس اِلَی اللهِ اَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ

اللہ کو سب سے پیارا وہ جو لوگوں زیادہ نفع پہنچانے والا ہے۔ (الترغیب حدیث 3883)

اہل سنت لوگوں کو نفع پہنچا کر اَحَبُّ النَّاس اِلَی اللہِ اللہ کے سب سے پیارے اور محبوب بن گئے اور بے دین لوگوں نقصان پہنچا کر اَبْغَضُ النَّاس اِلَی اللّٰهِ کے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مبغوض بن گئے۔

ایصال ثواب نفلی کام ہے اور نوافل سے اللہ خوش ہوتا ہے

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ

اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے

(سورہ بقرہ: 151)

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے (سورہ بقرہ: 184)

حدیث:20

ختم شریف پڑھنے والے اللہ کے ولی اور اس کے محبوب ہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ: وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے قریب ہوتا رہتا ہے حتی کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں پھر جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اسے دیتا ہوں اور اگر میری پناہ لیتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں

(بخاری-6021)(-6502 مشکوۃ 2266)

یعنی بندہ مسلمان فرض عبادات کے ساتھ نوافل بھی ادا کرتا رہتا ہے حتی کہ وہ میرا پیارا ہو جاتا ہے کیونکہ وہ فرائض و نوافل کا جامع ہوتا ہے۔ (مرقات) اگر نفلی کام یا ختم شریف بدعت سیئہ ہوتا تو اس کے کرنے والا اللہ کا ولی نہ بنتا تو پتہ چلا نفلی کام سے روکنے والے اللہ کا مقابلہ کرنے والے ہیں کیونکہ اللہ فرماتا ہے نفلی کام کر کے میرے محبوب بن جاؤ میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا اور یہ کہتے ہیں نفلی کام بدعت ہیں نہ

کرنا ہم کہتے ہیں بدعت نہیں عبادت ہیں ہمیں عبادت سے روک کر اللہ کا مقابلہ نہ کرو مخلوق کو فائدہ پہنچانے دو۔ معلوم ہوا اہل سنت سے لڑائی اللہ سے لڑائی ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

ختم شریف سے روکنے والے نبی کریم ﷺ کی سیرت سے بے خبر ہیں رسول اللہ ﷺ زندگی میں بھی امت کی بخشش کی دعا کرتے رہے قبر میں بھی کرتے ہیں اور حشر میں بھی کریں گے بلکہ پیدا ہوتے ہی امت کے لئے دعا مانگی رَبِّ هَبْ لِيْ أُمَّتِي اے اللہ میری امت کو بخش دے

پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود
یادگاریء امت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

باب نمبر: 3

ہم امت کے لئے دعا کر کے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زندہ کرتے ہیں

حدیث: 21

امت کے غم میں رونا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي إِبْرَاهِيمَ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ

كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي الْآيَةَ وَقَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام (إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ) فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي وَبَكَى فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيكَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَهُوَ أَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰهُ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوءُكَ

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کا یہ کلام تلاوت کیا جو حضرت ابراہیم کے متعلق ہے یا رب ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تو جس نے میری پیروی کی وہ تو میرا ہو گیا اور جناب عیسیٰ کہیں گے اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں تو حضور نے اپنے ہاتھ اٹھائے عرض کیا الٰہی میری امت اور روئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل جناب محمد کے پاس جاؤ تمہارا رب خوب جانتا ہے مگر ان سے پوچھو انہیں کیا چیز رلا رہی ہے حضور کے پاس حضرت جبریل آئے حضور سے پوچھا انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عرض و معروض کی خبر دی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل سے فرمایا تم جناب محمد کے پاس جاؤ کہو کہ ہم تم کو تمہاری امت کے معاملہ میں راضی کریں گے تمہیں غمگین نہ کریں گے۔

(مسلم-202-301- مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ 5577)

کہ امت کی فکر ان کا غم میرے رونے کا سبب ہے۔ خیال رہے کہ رونا بہت قسم کا ہے ان تمام قسموں میں افضل حضور کا شفاعت امت کے لیے رونا ہے۔

إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ یعنی آپ اپنی امت کے متعلق جو چاہیں گے جو کہیں گے ہم وہی کریں گے۔احادیث میں ہے کہ اس پر حضور انور نے عرض کیا کہ تیری عزت کی قسم میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک کہ میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہو، خدا کرے ہم امتی رہیں۔(اشعہ)

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رورو کے مصطفے نے دریا بہادیئے ہیں
کدی منگیاں دعاواں سی یاراں دے وچ
کدی روندا رہیا جا کے غاراں دے وچ
ساری زندگی سوہنا نبی مصطفےٰ ﷺ
ساڈی بخشش لئی رب نوں مناؤندا رہیا

حدیث:22

سفر میں امت کی یاد

عَنْ سَعْدٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ نُرِيدُ الْمَدِينَةَ فَلَمَّا كُنَّا قَرِيبًا مِنْ عَزْوَرَا نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللّٰهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللّٰهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا قَالَ إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا شُكْرًا لِرَبِّي ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي الثُّلُثَ الْآخِرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي

روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ معظمہ سے چلے مدینہ پاک کا ارادہ کرتے تھے جب ہم عزوزاء کے قریب پہنچے تو حضور اترے پھر اپنے ہاتھ اٹھائے ایک گھڑی اللہ سے دعا مانگی پھر سجدے میں گرے اس میں بہت ٹھہرے پھر اٹھے تو ایک گھڑی اپنے ہاتھ اٹھائے رہے پھر سجدے میں گرے وہاں بہت ٹھہرے پھر اٹھے ایک گھڑی اپنے ہاتھ اٹھائے پھر سجدہ میں گرے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے سوال کیا اور شفاعت کی تو رب نے مجھے تہائی امت دے دی میں رب کا شکر کرتے سجدے میں گر گیا پھر میں نے اپنا سر اٹھایا اپنے رب سے اپنی امت کے لیے سوال کیا مجھے تہائی امت دے دی میں رب کا شکر کرتے سجدے میں گر گیا پھر میں نے اپنا سر اٹھایا اپنے رب سے اپنی امت کے لیے سوال کیا اس نے مجھے آخری تہائی بھی دے دی تو میں رب کا شکر کرتے سجدے میں گر گیا

(احمد، ابوداؤد (2775-2394- مشکوۃ باب فی سجود الشکر 1496)

شرح:

یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے گناہوں کی مغفرت، ان کی عیب پوشی اور بلندی مراتب وغیرہ تمام چیزوں کی دعائیں کی، رب نے ترتیب وار تمام امت کی بخشش وغیرہ کا وعدہ فرمایا۔پہلی بار میں سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ، دوسری بار میں مُقْتَصِدٌ، تیسری میں ہم جیسے ظالمین، عاصین، گناہگار بخشے گئے، اب مومن کے لیے جہنم میں ہیشگی نہ ہوگی۔اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ کوئی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بغیر رب کی رحمت نہیں پا سکتا۔جو ملے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا صدقہ ملے گا۔نیک ابرار کو پہلی دعا کا صدقہ، مخلوط اعمال والوں کو دوسری دعا کا توسل، بدکارو

فجار کوتیسری دعا سے حصہ ملے گا۔دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے ایسے محبوب ہیں کہ ضد کر کے ناز کر کے اپنی امت بخشالیں گے۔ہم گنہگاروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس محبوبیت پر ناز ہے۔

ہم بُرے ہیں مگر فضلہٖ تعالیٰ اسی اچھے کے ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم۔خیال رہے کہ پہلی بار والے بغیر حساب وکتاب جنتی ہیں، دوسری بار والے کچھ جھڑک وعتاب کے بعد،تیسری بار والے یا کچھ عذاب پاکر یا معافی پاکر۔

جن کے لب پہ رہا امتی امتی
یاد ان کی نہ بھولو نیازی کبھی
وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی ﷺ
آقا حاضر ہوں تیری چاکری کے لئے
فکرِ امت میں راتوں کو روتے رہے
عاصیوں کے گناہوں کو دھوتے رہے
تم پہ قربان جاؤں میرے مہ جبیں
تم پہ ہر دم کروڑوں درود سلام
سکھ سارے چھڈ کے تے دکھ سینے لا کے
امت پیاری لئی غاراں وچہ جا کے
مصطفیٰ ﷺ نے منگیاں دعاواں بے مثال نیں

حدیث:23

امت کے لئے تین مقبول دعائیں:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے ابی پہلے مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میں قرآن مجید ایک حرف (لغت) پر پڑھوں میں نے اللہ

تعالیٰ سے عرض کیا کہ میری امت پر آسانی فرما۔پھر مجھے دو حرفوں پر پڑھنے کا حکم دیا گیا۔پھر میں نے دوبارہ عرض کیا کہ میری امت پر آسانی فرما۔پھر مجھے تیسری بار سات حروف (لغات) پڑھنے کا حکم دیا گیا اور فرمایا تم نے جتنی بار امت پر آسانی کے لئے دعا کی ہے اتنی بار کے عوض تم ہم سے ایک دعا مانگ لو

فَقُلْتُ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِي وَاَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتّٰى اِبْرٰهِيْمُ عليه السلام.

میں نے عرض کیا اے اللہ!میری امت کی مغفرت فرما اے اللہ!میری امت کی مغفرت فرما تیسری بار کی دعا میں نے اُس دن کے لئے محفوظ کرلی جس دن ساری مخلوق حتی ابراہیم علیہ السلام بھی میری طرف متوجہ ہوں گے۔

(مسلم حدیث ۸۲۰ کتاب فضائل القرآن،مشکاۃ حدیث ۲۲۱۳ کتاب فضائل القرآن)

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی ﷺ

حدیث:24

وصال کے بعد امت کے لئے بخشش مانگنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حَيَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَيُحَدَّثُ لَكُمْ فَإِذَا أَنَا مِتُّ كَانَتْ وَفَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ فَإِنْ رَأَيْتُ خَيْرًا حَمِدْتُ اللّٰهَ وَإِنْ رَأَيْتُ شَرًّا اِسْتَغْفَرْتُ لَكُمْ

میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے تم بات چیت کرتے ہو اور تم سے بات چیت کی جاتی ہے پھر جب میں وصال کر جاؤں گا تو میری وفات بھی تمہارے لئے

بہتر ہوگی مجھ پر تمہارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، میں تمہارا جو نیک عمل دیکھتا ہوں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور میں جو بُرا عمل دیکھتا ہوں اس پر میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔

(رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح مجمع الزوائد ۹/۲۴، کتاب المقاصد حدیث ۵۱۲۳ ص ۸۲۶، المقاصد عربی ص ۱۲۷ اردو ص ۲۹۶)

میری امت پہ کردے عطائیں بخش دے مولا سب کی خطائیں
مصطفیٰ ﷺ کر رہے ہیں دعائیں بخت دیکھو ذرا امتی کے
پیروی سرورِ انبیاء کی ہے یہی تو عبادت خدا کی
جس نے دیکھی گلی مصطفیٰ ﷺ کی اس نے لوٹے مزے بندگی کے

حدیث:25

روزِ قیامت امت کی مشکل کشائی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مخلوق میرے پاس شفاعت کے لیے آئے گی اور کہے گی)

اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُولُ أُمَّتِي يَا رَبِّ أُمَّتِي يَا رَبِّ أُمَّتِي يَا رَبِّ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ

یارسول اللہ ہماری شفاعت فرمائیں کیا آپ نہیں دیکھتے ہم کس مشکل میں گرفتار ہیں تو میں چلوں گا تو عرش کے نیچے پہنچوں گا پھر اپنے رب کے حضور سجدہ میں گروں گا پھر اللہ مجھ پر اپنی وہ حمد وہ اچھی ثنائیں کھولے گا جو مجھ سے پہلے کسی پر نہ کھولی تھیں پھر فرمائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ مانگو دیئے جاؤ گے، شفاعت کرو قبول کی جاوے گی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا عرض کروں گا یارب میری امت میری امت تو کہا جاوے گا اے محمد اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جن پر حساب نہیں جنت کے دروازوں میں سے داہنے دروازے سے داخل کردیں یہ لوگ دروازوں میں لوگوں کے ساتھ برابر کے حق دار ہیں۔

(مسلم 194، بخاری 4712 مشکوٰۃ 5575)

روزِ محشر نہ کوئی اور سہارا ہو گا
سب کے ہونٹوں پہ محمد ﷺ کی دہائی ہوگی
یہ کرم بڑا کرم ہے تیرے ہاتھ میں بھرم ہے
سرِ حشر بخشوانا مدنی مدینے والے
میرے غوث کا وسیلہ رہے شاد سب قبیلہ
انہیں خلد میں بسانا مدنی مدینے والے

حدیث:26

امت کے لئے روزانہ ۲۷ مرتبہ دعائے مغفرت کرنے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كُلَّ يومٍ سَبْعًا وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ وَيُرْزَقُ بِهِمْ اَهْلُ الارضِ

جس نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے روزانہ ۲۷ مرتبہ بخشش کی دعا کی وہ ان لوگوں میں سے ہو گا جن کی دعا قبول ہوتی ہے اور ان کے ذریعے اہل زمین کو رزق ملتا ہے۔ (طبرانی، جامع صغیر 8420)

الحمدللہ اہل سنت وہ کام کر رہے ہیں جس کا نبی کریم ﷺ نے امت کو حکم دیا اور جس پر عمل کرنے سے بندہ اللہ کا ولی بن جاتا ہے کیونکہ اولیاء کرام کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور ان کے ذریعے سے لوگوں کو رزق ملتا ہے پتہ چلا کہ ختم شریف پڑھنے والے اللہ کے ولی ہیں ان سے دشمنی اللہ سے دشمنی ہے۔ ان کا مقابلہ کرنے والا ان کو مٹانے والا خود مٹ جائے گا لیکن ان کا چرچا جاری رہے گا کیونکہ یہ اللہ و رسول کے محبوب ہیں۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا ﷺ

حدیث:27

مومنوں کی تعداد کے برابر نیکیاں

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ حَسَنَةً

جس نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے بخشش کی دعا کی تو اللہ تعالی ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت کے بدلے نیکی لکھ دیتا ہے۔

(طبرانی، جامع صغیر 8419)

اس حدیث میں زندہ مردہ کی کوئی قید نہیں یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک جتنے مؤمن ومؤمنات ہیں ختم شریف پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں ان کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں نہ مومنوں کی تعداد کا کوئی اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور نہ اہل سنت کی نیکیوں کا۔

حدیث:28

ختم شریف پڑھنے والے دفع البلا ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی فرماتا ہے:

اِنِّی لَاَهُمُّ بِاَهْلِ الْاَرْضِ عَذَابًا فَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰی عُمَّارِ بُيُوْتِي وَالْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ صَرَفْتُ عَذَابِي عَنْهُمْ

میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں جب میں اپنے گھر آباد کرنے والوں اور میرے لئے محبت کرنے والوں اور سحری کے وقت بخشش مانگنے والوں کو دیکھتا ہوں تو اپنا غضب ان سے پھیر لیتا ہوں۔

(جامع صغیر، والدیلمی، بیہقی الاوالعلی ص:۵۵)

ختم شریف پڑھنے والے قوم کے محسن ہیں کہ یہ اپنے لئے بھی بخشش مانگتے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی اور ان کے استغفار کی وجہ سے عذاب ٹل جاتا ہے ہم نے کوئی نیا کام شروع نہیں کیا بلکہ آقا کریم ﷺ کی سنت کو زندہ کر رہے ہیں کہ آپ اپنے غلاموں کا قبر میں بھی خیال رکھتے ہیں تو ہم کیوں نہ رکھیں۔

باب: 4

دعا عبادت ہے اور اس سے تقدیر بدل جاتی ہے

حدیث:29

دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے

حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ

قضاء کو دعا کے سوا کوئی چیز نہیں لوٹاتی اور نیک سلوک کے سوا کوئی چیز عمر نہیں بڑھاتی

(ترمذی 2065 – 2139 مشکوۃ کتاب الدعوات 2233)

حدیث:30

والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا اجر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بِرُّ الْوَالِدَيْنِ يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ وَالْكَذِبُ يُنْقِصُ الرِّزْقَ وَالدُّعَاءُ يَرُدُّ الْقَضَاءَ

والدین کے ساتھ نیکی کرنا عمر زیادہ کرتا ہے اور جھوٹ رزق کم کر دیتا ہے اور دعا تقدیر بدل دیتی ہے۔ (جامع صغیر 3137)

اللہ کے افعال وصفات کی نسبت مخلوق کی طرف کرنا جائز ہے شرک نہیں، والدین کے ساتھ نیکی کرنا یہ ایک عمل ہے اور عمل مخلوق ہے تو پتہ چلا مخلوق عمر زیادہ کر سکتی ہے اسی طرح دعا تقدیر بدل دیتی ہے دعا بھی مخلوق ہے تو پتہ چلا مخلوق تقدیر بدل سکتی ہے اسے لئے علامہ اقبال کہتے ہیں ؎ نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اگر ہماری دعا سے کسی زندہ یا مردہ کی تقدیر بدل جائے اور رب تعالی اس کو بخش دے تو کسی کا کیا نقصان ہے جو لوگ دعا سے روکتے ہیں وہ مردوں کے دشمن ہیں۔

غیبی مدد:

دور نبوی میں ایک تاجر مدینہ پاک سے شام اور شام سے مدینۃ المنورہ مال لاتا اور لے جاتا تھا۔ ایک بار اچانک ایک ڈاکو گھوڑے پر سوار اس کی راہ میں حائل ہوا اور للکار کر تاجر پر جھپٹا۔ تاجر نے کہا": اگر تو مال کے لئے ایسا کر رہا ہے تو مال لے لے اور مجھے چھوڑ دے۔" ڈاکو کہنے لگا": مال تو میں لوں گا ہی، اس کے ساتھ ساتھ تیری جان بھی لوں گا۔" تاجر نے اُسے بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔ بالآخر تاجر نے اس سے اتنی مہلت مانگی کہ وضو کر کے نماز پڑھے اور کچھ دعا کرے۔ ڈاکو اس پر راضی ہو گیا۔ تاجر نے وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ اٹھا کر تین بار یہ دعا کی:

يَا وَدُودُ يَا وَدُودُ يَا وَدُودُ، يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيدِ يَا مُبْدِئُ يَا مُعِيدُ يَا فَعَّالُ لِمَا يُرِيدُ أَسْئَلُكَ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِيْ مَلَاءَ أَرْكَانَ عَرْشِكَ وَأَسْئَلُكَ بِقُدْرَتِكَ الَّتِيْ قَدَرْتَ بِهَا عَلَى جَمِيعِ خَلْقِكَ وَبِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ يَا مُغِيثُ أَغِثْنِيْ

جب وہ تاجر دعا سے فارغ ہوا تو دیکھا کہ ایک شخص سفید گھوڑے پر سوار، سبز کپڑوں میں ملبوس ہاتھ میں نورانی تلوار لئے ہوئے موجود ہے۔ وہ ڈاکو اس سوار کی طرف بڑھا۔ مگر قریب پہنچتے ہی اس کا ایک نیزہ کھا کر زمین پر آ رہا۔ وہ سوار تاجر کے پاس آیا اور کہا": تم اسے قتل کرو۔" تاجر نے پوچھا ": آپ کون ہیں؟ میں نے اب تک کسی کو قتل نہیں کیا اور نہ اسے قتل کرنا میرے دل کو گوارا ہو گا۔" اس سوار نے پلٹ کر ڈاکو کو مار ڈالا اور تاجر کو بتایا کہ میں نے تیسرے آسمان کے دروازوں کی کھٹ پٹ سنی جس سے جان لیا کہ کوئی واقعہ ہوا ہے، اور جب

تم نے دوبارہ دعا کی آسمان کے دروازے اس زور سے کھلے کہ ان سے چنگاریاں نکلنے
لگیں۔تمہاری سہ بارہ دعا سن کر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے
آواز دی": کون ہے جو اس ستم رسیدہ کی مدد کو جائے؟" تو میں نے اپنے رب سے دعا کی
":یا اللہ عزوجل !اس کے قتل کا کام میرے ذمہ فرما۔" یہ بات یاد رکھو جو مصیبت کے وقت
تمہاری یہ دعا پڑھے گا چاہے کیسا ہی حادثہ ہو اللہ تعالیٰ اُسے اُس مصیبت سے محفوظ رکھے گا اور
اس کی دادرسی فرمائیگا۔

(روض الریاحین،الحکایۃ الثامنۃ والتسعون بعد مئتین،ص،والاصابۃ فی تمیز الصحابۃ)

حدیث:31

دعا مؤمن کا ہتھیار اور دین کا ستون ہے:

حضرت علی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلدُّعَاءُ سِلاَحُ الْمُؤْمِنِ وَعِمَادُ الدِّيْنِ وَنُورُ السَّمٰوٰاتِ وَالارضِ

دعا مؤمن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے اور زمین وآسمان کا نور ہے۔

(جامع صغیر 4258)

ختم شریف خیر و برکت کی دعا ہے اور دعا مؤمن کا ہتھیار ہے جس کے ذریعے مسلمان شیطان
سے اپنی حفاظت کرتے ہیں تو ختم شریف سے روکنے والے گویا مسلمانوں سے ان کے ہتھیار
چھین کر انہیں ہلاک کرنا چاہتے ہیں تا کہ شیطان انہیں آسانی سے شکار کر لے تو یہ لوگ شیطان
کے آلہ کار ہیں اللہ ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

حدیث:32

دشمن سے نجات دینے اور رزق بڑھانے والی چیز

حضرت جابر بن عبداللہ h سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَلا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يُنْجِيكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَيَدِرُّ لَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ؟
تَدْعُونَ اللهَ فِي لَيْلِكُمْ وَنَهَارِكُمْ فَإِنَّ الدُّعَاءَ سِلاَحُ الْمُؤْمِنِ

کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دے اور
تمہارا رزق وسیع کرے دن رات اللہ سے دعا مانگتے رہو بیشک دعا مؤمن کا
ہتھیار ہے۔ (مسند ابو یعلی حدیث 1812 ج3ص346)

حدیث:33

دعا عبادت کا مغز ہے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ دعا ھی عبادت ھے پھر یہ آیت تلاوت
کی وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا (سورہ المؤمن:۶۰)

(ترمذی 2969 ابوداود 1479 مشکوۃ کتاب الدعوات 2230)

کچھ لوگ کہتے ہیں جنازہ کے بعد دعا نہ کرو کچھ لوگ کہتے ہیں ختم شریف میں
دعا نہ کرو جب کہ خدا فرما رہا تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔تو پتہ چلا دعا سے روکنے
والے اللہ کا مقابلہ کر رہے ہیں ان کی دشمنی ہم سے نہیں اللہ سے ہے

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

دعا ہی عبادت ہے گویا ختم سے روکنے والے اور جنازہ کے بعد دعا سے روکنے والے عبادت

سے روک رہے ہیں اور آپ کو معلوم ہی ہے کہ عبادت سے روکنا کس کا کام ہے؟ جنازہ کے بعد دعا سے روکنے والے ہمیں ایک حدیث دکھا دیں جس میں دعا سے روکا گیا ہو تو ہم دعا کرنا چھوڑ دیں گے لیکن یہ قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔ اس سادگی پہ کون مر نہ جائے لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

حدیث:34

ذکر مصطفیٰ بھی عبادت ہے

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ذِكْرُ الانْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةٌ وَذِكْرُ الْمَوْتِ صَدَقَةٌ وَذِكْرُ الْقَبْرِ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ

انبیاء کرام کا ذکر عبادت ہے اور صالحین کا ذکر کفارہ ہے اور موت کا ذکر صدقہ ہے اور قبر کا ذکر تمہیں جنت کے قریب کر دیتا ہے۔ (جامع صغیر 4331)

دعا سے روکنے والے ذکر مصطفے سے بھی روکتے ہیں تو یاد رکھیں جب تک ایک بھی سنی باقی ہے نہ دعا بند ہو سکتی ہے اور نہ ذکر مصطفے بند ہو سکتا ہے اور جب تک ایک بھی سنی باقی ہے قیامت نہیں آ سکتی تو دعا و ختم شریف بھی قیامت تک اور ذکر مصطفے بھی قیامت تک جاری رہے گا اور قیامت کا دن تو ہی شانِ مصطفے کے ظہور کا دن ۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر میں
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے
رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کا دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم رہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے
ہے جب تک اہل سنت کا ایک فرد بھی باقی
فضا میں سدا گونجے گا نعرہ یارسول اللہ ﷺ
ہم ظہوریؔ غلامِ از غلامانِ محمد ہیں
تیرے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یارسول اللہ ﷺ

حدیث:35

ختم کے منکر اللہ کی رحمت سے روکنے والے ہیں

حضرت ابن عمر سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ

تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھولا جائے تو اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے

(ترمذی 3548-3471-مشکوۃ کتاب الدعوات 2239)

معلوم ہوا کہ دعا سے روکنے والا ختم سے روکنے والا اللہ کی رحمت سے روکنے والا ہے اس سے بڑا بد بخت کون جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے روکے۔

حدیث:36

مرحومین کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

عن أبي موسى رضي الله عنه قال: لما فرغ النبي ﷺ من حنين بعث أبا عامر على جيش إلى أوطاس وبعثني مع أبي عامر فرمي أبو عامر في ركبته قال: فانزع هذا السهم فنزعته فنزا منه الماء قال: يا ابن أخي أقرئ النبي ﷺ السلام وقل له: استغفر لي • واستخلفني أبو عامر على الناس فمكث يسيرا ثم مات فرجعت فدخلت على النبي ﷺ فأخبرته بخبرنا وخبر أبي عامر وقال: وقل له: استغفر لي، فدعا بماء فتوضأ، ثم رفع يديه فقال:

((اللهم اغفر لعبيد أبي عامر)). ورأيت بياض إبطيه، ثم قال:

((اللهم اجعله يوم القيامة فوق كثير من خلقك من الناس)).

فقلت : ولي فاستغفر. فقال :

((اللهم اغفر لعبد الله بن قيس ذنبه، وأدخله يوم القيامة مدخلا كريما)). قال أبو بردة :إحداهما لأبي عامر، والأخرى لأبي موسى.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ نے ابو عامر کو ایک لشکر کا امیر مقرر کر کے اوطاس کی جانب روانہ فرمایا اور مجھے ابو عامر کے ساتھ بھیجا تو دورانِ جنگ حضرت ابو عامر

کے گھٹنے میں ایک تیر آ کر لگا تو انہوں نے مجھ سے کہا اس تیر کو نکالو چنانچہ میں نے تیر کو نکال دیا اور اُس جگہ سے پانی (یعنی خون) بہنے لگا حضرت ابو عامر نے مجھے کہا اے بھتیجے نبی کریم ﷺ سے میرا اسلام کہنا اور میری جانب سے عرض کرنا کہ میرے لئے دعائے مغفرت کریں پھر حضرت ابو عامر نے مجھے اپنا جانشین مقرر کیا وہ تھوڑی دیر زندہ رہ کر شہید ہو گئے میں واپس لوٹا اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فتح کی بشارت دی اور ابو عامر کی شہادت کا ذکر کیا کہ انہوں نے مجھ سے فرمایا تھا کہ حضور ﷺ سے عرض کرنا میری لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

پس آپ نے پانی منگوا کر وضو فرمایا اور اُس کے بعد ہاتھ بلند کئے حتیٰ کہ میں نے آپ کی نورانی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ پھر آپ نے یوں دعا کی:- اے اللہ اپنے بندے ابو عامر کو بخش دے۔ اے اللہ اس کو قیامت کے دن اپنی مخلوق میں سے بہت سے لوگوں پر فائق کر۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے بھی دعا فرمائیں، تو نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ عبد اللہ بن قیس کے گناہ بخش دے اور اس کو قیامت کے دن عزت کے مقام میں داخل فرما حضرت ابو بردہ کہتے ہیں ایک دعا ابو عامر کے لئے تھی اور دوسری ابو موسیٰ کے لئے۔

(بخاری حدیث:۴۳۲۳ کتاب المغازی، مسلم حدیث:۲۴۹۸)

اس سے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کا ثبوت ہوا اور یہ کہ ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا بھی سنت ہے ایک دعا کے بعد دوبارہ دعا کے لئے عرض کرنا بھی سنت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اتنے بلند کیے کہ نورانی بغلوں کی سفیدی نظر آ گئی۔

باب: 5

قبرستان جا کر دعا کرنا

حدیث: 37

ہر رات زیارت قبور اور دعائے مغفرت

عَنْ عائشةَ رضی اللهُ عنها قَالَتْ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ الَّيْلِ إِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ: السَّلامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَأَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لاحِقُوْنَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی میرے ہاں باری ہوتی تو آپ رات کے آخری حصہ میں بقیع (قبرستان) تشریف لے جاتے اور کہتے اے جماعت مؤمنین! السلام علیکم تمہارے پاس وہ چیز آچکی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا کل کی تمہیں مہلت دی ہوئی ہے (یعنی اعمال کا ثواب کل قیامت میں ملے گا)۔ انشاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ لاحق ہونے والے ہیں اے اللہ بقیع غرقد والوں کو بخش دے۔

(مسلم حدیث (۹۷۴) کتاب الجنائز، مشکوۃ حدیث (۱۷۶۶) کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور کتاب الروح -المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص:۱۹۳ -از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ آخری شب میں بقیع یعنی قبرستان مدینہ کی زیارت فرماتے تھے، اپنی باری کا ذکر اس لیے فرماتی ہیں کہ آپ کے علم میں یہی آیا۔ عربی میں بقیع درخت والے میدان کو کہتے ہیں۔ غرقد ایک خاص درخت کا نام

ہے چونکہ اس میدان میں پہلے غرقد کے درخت تھے اسی لیئے اس جگہ کا نام بقیع الغرقد ہوگیا۔

اس حدیث سے ہر رات قبرستان جانے اور دعائے مغفرت کا ثبوت ہوا آپ خود سوچیں جو اس سنت سے روکے وہ کون ہے اہل حدیث ہے یا منکر حدیث؟ اہل سنت ہے یا اہل بدعت؟

بعض لوگ زیارت قبور اور ایصال ثواب کے تو قائل ہیں لیکن قبر کے پاس ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے اور قبر کی طرف منہ کرنے کو ناجائز کہتے ہیں آیئے اس کے متعلق بھی میں دو احادیث پیش کردوں۔

حدیث: 38

قبرستان میں ہاتھ اُٹھا کر دعائے مغفرت کرنا

عَنْ عائشةَ رضی اللهُ عنها قَالَتْ:

لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْهَا عِنْدِيْ فَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيْعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ قَالَ: فَإِنَّ جِبْرِيْلَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيْعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اُس رات کی بات ہے جب رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے آپ نے دروازہ کھولا اور باہر نکلے حتیٰ کہ بقیع (قبرستان) پہنچے اور دیر تک کھڑے رہے پھر آپ نے تین بار اپنے ہاتھ اُٹھائے اور واپس آگئے آپ نے فرمایا اس وقت جبریل میرے پاس آئے تھے اور کہا آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ تم جا کر اہل بقیع کے لئے بخشش کی دعا کرو۔

(مسلم حدیث (۹۷۴) کتاب الجنائز، مشکوۃ حدیث (۱۷۶۷) کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور کتاب الروح -المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص:۱۹۳ -از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ)

مزارات پر جا کر فاتحہ پڑھنے کا طریقہ:

مسئلہ: از بنارس تھانہ بھیلو پورہ مرسلہ حافظ عبدالرحمٰن ۱۸ محرم ۱۳۳۲ھ

حضرت کی خدمت میں عرض ہے کہ بزرگوں کے مزار پر جائیں تو فاتحہ کس طرح پڑھا کریں اور فاتحہ میں کون کون سی چیزیں پڑھا کریں؟

مفتی امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حافظ صاحب کرم فرما سلمکم ----

مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی (پاؤں) کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ (یعنی مقابل) میں کھڑا ہو، اور متوسط آواز میں باادب سلام عرض کرے۔ السلام علیک یاسیدی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر درود غوثیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، سورہ اخلاص سات بار، پھر درود غوثیہ سات بار، اور وقت فرصت دے تو سورۂ یاسین وسورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ الٰہی اس قراءت پر اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندہ مقبول کو نذر پہنچا پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کے لئے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے، پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو نہ ہاتھ لگائے --- نہ بوسہ دے --- اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے --- اور سجدہ حرام ہے ---

واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم، ص: ۲۱۲-۲۱۳ مطبوعہ سنی دارالاشاعت مبارکپور، ۱۹۶۷)

حدیث: 39

قبر کی طرف چہرہ کر کے دعا مانگنا

عَنِ ابْنِ عباسٍ رضی اللہ عنہما قال:

مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقُبُوْرِ الْمَدِيْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں کچھ قبروں پر گزرے تو اُن کی طرف اپنا چہرہ پاک کیا پھر فرمایا: اے قبر والو تم پر سلام ہو اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہمارے اگلے ہو ہم تمہارے پیچھے ہیں۔

(ترمذی حدیث ۱۰۵۳ کتاب الجنائز، مشکوٰۃ حدیث (۱۷۶۵) کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور)

اس حدیث سے معلوم ہوا بعد از وصال بھی اہل قبور کو حرف نداء "یا" کے ساتھ خطاب جائز ہے اور جب ایصال ثواب کیا جائے پہلا اپنے لئے دعا کی جائے پھر اہل قبور کے لئے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اہل قبور کی طرف منہ کر کے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی ہے تو اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف منہ کر کے دعا مانگیں تو بدعت یا ناجائز نہ ہوگا بلکہ اسی حدیث پر عمل ہوگا اور یہی سلف صالحین اور ائمہ کا طریقہ ہے خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام مالک سے پوچھا کہ میں دعا کے وقت قبلہ کی طرف منہ کروں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف تو امام صاحب نے جو جواب دیا وہ اہل محبت وعقیدت کے لئے سرمہ بصیرت ہے فرمایا:

لِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ وَوَسِيْلَةُ اَبِيْكَ آدَمَ عليه السلام إلى اللهِ تعالى يوم القيامةِ بَلِ اسْتَقْبِلْهُ وَاسْتَشْفِعْ بِهٖ فَيُشَفِّعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى

آپ نے فرمایا: اے امیر تو حضور کی جانب سے کیوں منہ پھیرتا ہے حالانکہ حضور ﷺ تیرے لئے بھی اور تیرے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بھی روزِ قیامت وسیلہ ہیں تو حضور کی جانب متوجہ ہو کر اُن سے شفاعت طلب کر اللہ تعالیٰ قبولیت عطا فرمائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ

اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تیرے حضور حاضر ہوں۔

(شفا شریف جلد۲ ص:۴۱ الباب الثالث فی تعظیم امرہ)

مجرم بلائے آئے ہیں جَآءُوْکَ ہے گواہ

پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

(اعلیٰ حضرت)

نماز کا قبلہ کعبہ ہے اور دعا کا قبلہ آسمان ہے۔لہذا نماز میں کعبہ کی طرف منہ ہونا ضروری ہے اور دعا کے لئے کعبہ کی طرف منہ کرنا شرط نہیں حضور ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تو نمازیوں کی منہ کر کے بیٹھتے اور دعا مانگتے بعض حضرات قبرستان میں تو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے قائل ہیں لیکن خاص ایصال ثواب کی محفل میں ہاتھ اٹھانے کو بدعت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ اُن کی جہالت ہے آؤ میں اس کے متعلق بھی ایک حدیث پیش کر دوں۔

باب : 6

جنازہ کے بعد دعا مانگنا

جنازہ کے بعد دعا سے روکنے والے کہتے ہیں یہ دعا بدعت ہے صحابہ نے نہیں مانگی وہ بتائیں بخاری یا پوری صحاح ستہ میں کہاں لکھا ہے کہ صحابہ نے دعا نہیں مانگی یا مانگنے سے منع کیا ہے ہم چھوڑ دیں گے۔بتاؤ دعا مانگنا اچھا کام ہے یا برا؟ برا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ

دعا ہے اور دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی 3371 مشکوۃ کتاب الدعوات 2231)

عبادت اور نیک کام سے روکنے والا کون؟

قرآن کے فتویٰ سے نیک کام سے روکنے والے منافق ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ لْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللهَ فَنَسِيَهُمْ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ لْفٰسِقُوْنَ

منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں اور اپنی مٹھی بند رکھیں وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا بیشک منافق وہی پکے بے حکم ہیں

وَعَدَ اللهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ

اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے وہ انہیں بس ہے اور اللہ کی ان پر لعنت ہے اور ان کے لئے قائم رہنے والا عذاب ہے۔(سورۃ توبہ 67-68)

قرآن نے ہمیں بتایا کہ عبادت اور نیک کام سے روکنے والا منافق اور جہنمی ہے۔

اگر دعا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے تو پھر ان کو ہر مسجد میں جنازہ کا اعلان بھی بند کرنا پڑے گا مسجد میں وضو کرنا بھی بند کرنا پڑے گا صحابہ کے دور میں مساجد میں وضو خانے کہاں تھے صحابہ کرام گھر سے وضو کر کے آتے تھے۔اور ہر مسجد میں جنازہ کا اعلان کہاں کیا جاتا تھا اور کس صحابی نے خانہ کعبہ کو غسل دیا اور غلاف کعبہ پر ڈیڑھ کلو سونا چڑھایا اور ہر سال یہ کام کیا اور کوئی ثابت کرے کہ صحابہ کرام نے اپنی مساجد کے دروازہ پر مسجد کا نام

لکھا ہو یا نماز کا ٹائم مقرر کیا ہو یا ہر اتوار یا جمعہ کو اپنے کاروبار دینی کاموں سے چھٹی کی ہو؟ یہ ساری بدعتیں جائز صرف دعا سے ہی دشمنی ہے۔ دعا، ذکر، تلاوت قرآن اور درود شریف کے لئے وقت کی کوئی پابندی نہیں جب رب نے پابندی نہیں لگائی تو یہ کون ہوتے پابندی لگانے والے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ

اور اے محبوب ﷺ جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہئے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں (سورہ بقرہ:۱۸۶)

اگر نیا طریقہ ہو تو پھر بھی کوئی گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے اس حدیث کی روشنی میں

حدیث:40

نیک کام ایجاد کرنے کا ثواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَیِّئَةً کَانَ عَلَیْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْءٌ

جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے اپنے عمل اور ان کے عملوں کا ثواب ہے جو اس پر کاربند ہوں ان کا ثواب کم ہوئے بغیر اور جو اسلام میں برا طریقہ ایجاد کرے اس پر اپنی بدعملی کا گناہ ہے اور ان کی بدعملیوں کا جو اس کے بعد ان پر

کاربند ہوں اس کے بغیر ان کے گناہوں سے کچھ کم ہو۔

(مسلم 1017 1691 مشکوۃ کتاب العلم حدیث 210)

مفتی احمد یار خاں اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

یعنی موجد خیر تمام عمل کرنے والوں کے برابر اجر پائے گا لہذا جن لوگوں نے علم فقہ فن حدیث، میلاد شریف، عرس بزرگاں، ذکر خیر کی مجلسیں، اسلامی مدرسے، طریقت کے سلسلے ایجاد کئے انہیں قیامت تک ثواب ملتا رہے گا۔ یہاں اسلام میں اچھی بدعتیں ایجاد کرنے کا ذکر ہے نہ کہ چھوڑی ہوئی سنتیں زندہ کرنے کا، جیسا کہ اگلے مقابلے سے معلوم ہو رہا ہے اس حدیث سے بدعت حسنہ کے خیر ہونے کا اعلیٰ ثبوت ہوا۔

یہ حدیث ان تمام احادیث کی شرح ہے جن میں بدعت کی برائیاں آئیں۔ صاف معلوم ہوا کہ بدعت سیئہ بری ہے اور ان احادیث میں یہی مراد ہے۔ یہ حدیث بدعت کی دو قسمیں فرما رہی ہیں، بدعت حسنہ اور سیئہ، اس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہو سکتی ان لوگوں پر افسوس ہے جو اس حدیث سے آنکھیں بند کر کے ہر بدعت کو برا کہتے ہیں حالانکہ خود ہزاروں بدعتیں کرتے ہیں۔

حدیث 41

نماز جنازہ کے بعد دعائے مغفرت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرمایا:

إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ.

جب تم میت پر نماز پڑھ لو تو اس کے لئے خلوص دل سے دعا کرو۔

(ابوداود حدیث:۳۱۹۹ کتاب الجنائز ابن ماجہ حدیث:۱۴۹۷ ، مشکوۃ حدیث:۱۶۷۴

کتاب الروح-المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص:۱۹۲ - از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ)

وضاحت:

فا سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے بعد فوراً دعا کی جائے بلاتاخیر جو لوگ اس کے معنی کرتے ہیں کہ نماز میں اس کے لئے دعا مانگو وہ فا کے معنی سے غفلت کرتے ہیں صَلَّيْتُمْ شرط ہے اور فَاَخْلِصُوْا کی جزا شرط اور جزا میں تغایر چاہئے نہ یہ کہ اُس میں داخل ہو پھر صَلَّيْتُمْ ماضی ہے اور فَاَخْلِصُوْا امر ہے جس سے معلوم ہوا کہ دعا کا حکم نماز پڑھ چکنے کے بعد ہے جیسے قرآن پاک میں آتا ہے فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اس کا مطلب یہ نہیں کھانے کے درمیان ہی منتشر ہو جاؤ بلکہ کھانا کھانے کے بعد منتشر ہو جاؤ یا جیسے نماز جمعہ کے متعلق حکم ہوا

فَإذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الأرضِ

جب نماز جمعہ پڑھ لو تو زمین میں پھیل جاؤ اللہ کا فضل تلاش کرو۔ (سورۃ الجمعہ)

اب نماز پڑھنے کے بعد زمین میں منتشر ہونا ہے یا نماز کے اندر۔ اسی طرح حکم ہوا جب تم میت پر نماز پڑھ لو تو اُس کے لئے خلوص دل سے دعا کرو۔

حدیث:42

صحابی کا عمل

مبسوط شمس الائمہ سرخسی جلد۲ ص:۶۷ باب غسل المیت میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک جنازہ پر نماز کے بعد پہنچے اور فرمایا

اِنْ سَبَقْتُمُوْنِی بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَلا تَسْبِقُوْنِی بِالدُّعَاءِ

اگر تم نے مجھ سے پہلے نماز پڑھ لی ہے تو دعا میں تو مجھ سے آگے نہ بڑھو یعنی آؤ میرے ساتھ مل کر دعا کرو۔

(جاء الحق ص:۲۷۴ مراۃ جلد۲ ص ۴۷۹)

حدیث:43

کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ

روایت ہے حضرت ابو امامہ سے فرمایا عرض کیا گیا یا رسول اللہ کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ فرمایا آخری رات کے بیچ میں اور فرض نماز کے بعد

(ترمذی 3421-3499 مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب الذکر بعد الصلاۃ 968)

نماز جنازہ بھی فرض ہے لہٰذا اس کے بعد بھی دعا سنت

حدیث:44

اصل دوست کون؟

اصل دوست وہ ہوتا ہے جو مشکل میں کام آئے تو قبر سے زیادہ مشکل وقت کوئی نہیں

عَنْ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ كَانَ عُثْمَانُ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرٍ بَكَى حَتَّى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ فَقِيلَ لَهُ تُذْكَرُ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَا تَبْكِي وَتَبْكِي مِنْ هَذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا الْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ

روایت ہے حضرت عثمان سے کہ آپ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی تر ہو جاتی عرض کیا گیا کہ آپ جنت دوزخ کا ذکر کرتے ہیں

تو نہیں روتے اس سے روتے ہیں تو فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ قبر آخرت کی منزلوں سے پہلی منزل ہے اگر اس سے نجات پا گیا تو بعد والی
منزلیں اس سے آسان تر ہیں اور اگر اس سے ہی نجات نہ پائی تو بعد والی
منزلیں اس سے سخت ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں نے کوئی منظر نہ دیکھا
مگر قبر اس سے زیادہ وحشت ناک ہے 2230

(اسے ترمذی 2308 و ابن ماجہ نے روایت کیا مشکوۃ کتاب الایمان باب عذاب القبر 132)

حدیث: 45

اے اللہ تو طلحہ سے اس طرح مل کہ تو اس سے راضی ہو

حضرت طلحہ بن براء رات کو فوت ہوئے اور انہیں رات ہی کو دفن کر دیا گیا صبح
نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی گئی

فَجَاءَ حَتّٰی وَقَفَ عَلٰی قَبْرِهٖ فَصَفَّ النَّاسُ مَعَهٗ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فقال اَللّٰهُمَّ اَلْقِ طلحَةَ وَيَضْحَكُ اِلَيْكَ

تو آپ ان کی قبر پر تشریف لے گئے تو لوگوں نے آپ کے ساتھ صفیں باندھیں
پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اے اللہ تو طلحہ سے اس طرح
مل کہ تو اس سے راضی ہو۔ (طبرانی فی الکبیر ج ۴ ص ۲۸-۲۹ رقم ۳۵۵۴)
امام ہیثمی نے کہا اس کی سند حسن ہے۔ مجمع الزوائد، ج: ۳، ص: ۳۷)

امام ابن عبد البر اور امام محمد بن عبد الباقی زرقانی نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں

ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وقال اَللّٰهُمَّ اَلْقِ طلحَةَ يَضْحَكُ اِلَيْكَ وتَضْحَكُ اِلَيْهِ

پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اے اللہ تو طلحہ سے اس
طرح ملاقات کر کہ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی ہو۔

(التمہید، ج: ۶، ص: ۲۷۲- زرقانی علی الموطا ج ۲ ص ۷۶)

اس حدیث مبارکہ سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جنازہ سے سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ مبارک اٹھا کر دعا کی اس سے یہ اعتراض بھی ختم ہو گیا کہ نماز جنازہ خود دعا ہے اور اس کے بعد دعا کی ضرورت نہیں کیونکہ نماز جنازہ کے اندر تو ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کی جاتی پس اس روایت سے نماز جنازہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بھی واضح ہے۔

حدیث: 46

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کا عمل

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں پڑھیں

ثُمَّ قَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ قَدْرَ مَا بَيْنَ التَّكْبِيْرَتَيْنِ يَسْتَغْفِرُ لَهَا وَيَدْعُوْا وَقَالَ كان رسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ هٰكَذَا

پھر چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر کھڑے میت کے لئے دعا اور استغفار کرتے رہے
جتنا دو تکبیروں کا دورانیہ تھا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔

(مستدرک للحاکم مترجم شبیر برادرز ج اص ۷۲۳ حدیث ۱۳۳۰) بیہقی سنن کبری ج ۴ ص ۴۲)

حدیث: 47

حضرت عبداللہ بن عمر کا عمل

نافع بیان کرتے ہیں کہ

كَانَ ابْنُ عُمَرُ اِذَا انْتَهٰى اِلٰى جَنَازَةٍ وقَدْ صُلِّىَ عَلَيْهَا دَعَا وَانْصَرَفَ وَلَمْ يُعِدِ الصلاةَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز جنازہ کے لئے آتے اور نماز جنازہ
پڑھی جا چکی ہوتی تو دعا کرتے اور واپس ہو جاتے۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص 519 رقم 6545)

حدیث:48

حضرت ابوہریرہ h کا عمل:

سعید بن المسیب h بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک بچہ کی نماز جنازہ پڑھی پھر دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

اے اللہ اس کو عذاب قبر سے بچا۔

(بیہقی سنن کبری ج ۴، ص ۹، کنز العمال ج 15 ص 717 رقم 42858)

حدیث:49

حضرت علی h کا عمل:

عن عمیر بن سعید قال صَلَّيْتُ مَعَ عَلِيٍّ عَلٰی یزید بنِ المُکَفَّفِ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا ثُمَّ مَشٰى حَتّٰى اَتَاهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ عَبْدُکَ وَابْنُ عبدِکَ نَزَلَ بِکَ الیومَ فَاغْفِرْ لَهٗ ذَنْبَهٗ وَوَسِّعْ عَلَيْهِ مَدْخَلَهٗ فَإِنَّا لا نَعْلَمُ مِنْهُ إِلَّا خَيْرًا وَأَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ

حضرت عمیر بن سعید h سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی h کے ساتھ یزید بن المکفف کا جنازہ پڑھا آپ نے چار تکبیریں کہیں پھر چلے اور اس کے پاس آئے اور کہا اے اللہ تیرا بندہ تیرے بندے کا بندہ آج تیرے پاس آیا ہے فَاغْفِرْ لَهٗ ذَنْبَهٗ وَوَسِّعْ عَلَيْهِ مَدْخَلَهٗ کے گناہ معاف فرما اور اس کی قبر کشادہ فرما پس ہم اس کے بارے میں اچھا ہی جانتے ہیں اور تو اس کو سب سے بہتر جاننے والا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۰ حدیث 11710 فی الدعاء للمیت بعد ما یدفن ویسوی علیہ)

مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی کا فتوی

س: بعد نماز جنازہ قبل از دفن چند نمازیوں کا ایصال ثواب کے لئے ایک بار فاتحہ اور تین بار سورہ اخلاص آہستہ آواز سے پڑھنا اور امام جنازہ یا کسی نیک آدمی کا دونوں ہاتھ اٹھا کر مختصر دعا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۵ ص ۴۳۳)

علامہ شمس الحق افغانی دیوبندی نے لکھا: مفتی کفایت اللہ نے تطبیق یوں دی ہے کہ دعا صفیں توڑنے سے پہلے منع اور صفیں توڑنے کے بعد جائز ہے میرے نزدیک یہ تطبیق درست ہے (الکلام الموزون ص ۹۱)

فتاوی دیوبند میں ہے فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور دعا کے بعد ہاتھ منہ پر پھیرنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے منکر اس کا جاہل اور بے خبر ہے سنت سے اور تارک سنت ہو کر مورد ملامت وطعن ہے۔ پس مجموعہ ان احادیث صحیحہ سے ہر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور اس کا سنت ہونا ثابت ہوا۔ فتاوی دیوبند ج۱ ص ۱۲۹)

اشرف علی تھانوی لکھتا ہے: کیا معترض صاحب ہر دعا کے لئے نقل کو شرط کہیں گے؟ ......دعا و ذکر کے لئے ثبوت و نقل و اجازت کی ضرورت ہی نہیں۔

(بوادر النوادر، ص: ۶۲۳)

محدث دیوبند انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں: نماز جنازہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ذکر ہے جس کا ہمارے سلفی اور نجدی بھائی انکار کرتے ہیں اور اس کو بدعت کہتے ہیں...... بھلا جس امر کا ثبوت رسول اللہ ﷺ سے ہوا ہے وہ بھی کبھی بدعت ہو سکتی ہے یہ بے بجا تشدد نہیں تو اور کیا ہے۔

(انوار الباری ج۱۹ ص ۳۸۲)

غیر مقلد علماء کا نظریہ

مولوی اسماعیل سلفی لکھتا ہے۔میت کے لئے دعا ہر وقت بلا تخصیص کی جا سکتی ہے

(فتاوی سلفیہ،ص:۴۳)

مولوی ابوالبرکات احمد لکھتا ہے۔میت پر جب چاہیں دعا مانگیں،گھر والے جب بھی دعا مانگیں،خواہ نماز کے بعد ہو یا آگے پیچھے سب جائز ہے۔(فتاوی برکاتیہ،ص ۱۲۷)

مولوی بشیر الرحمٰن سلفی لکھتا ہے ۔ایک آدمی نے نماز سے فارغ ہونے سے قبل دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے تو عبداللہ بن زبیر نے اسے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو نماز کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔

(رجالہ ثقات تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی،ج ۱،ص:۲۴۵،بحوالہ مجمع الزوائد وطبرانی،فتاوی ثنائیہ،ج ۱،ص:۵۱۱)

باب: 7

قبر پر اذان دینا

حدیث:50

مسلمان کی ہر جائز کام میں مدد کرنے کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ

اور جو کسی تنگی والے پر آسانی کرے اللہ دین ودنیا میں اس پر آسانی فرمائے گا اللہ بندہ کی مدد پر رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد پر رہے۔

(مسلم:2699،مشکوۃ،کتاب العلم:204)

حدیث:51

مسلمان کو ہر جائز کام میں فائدہ پہنچانے کا حکم

روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ

تم میں سے جو اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے وہ اسے نفع پہنچائے

(مسلم:2199،مشکوۃ،کتاب الطب:4529)

حدیث:52

تلقینِ میت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مُردوں کو "لاالٰہ الااللہ" سکھاؤ

(مسلم 1524-(916)مشکوۃ 1616 کتاب الجنائز باب ما یقال عند من حضرہ الموت)

شرح:

یہ حکم استحبابی ہے،یہی جمہور علماء کا مذہب ہے،بعض مالکیوں کے ہاں وجوبی ہے۔موتے کے حقیقی معنے ہیں جو مر چکا ہو،مجازاً قریب الموت کو موتے کہہ دیتے ہیں یعنی جو مر رہا ہو اسے کلمہ سکھاؤ اس طرح کہ اس کے پاس بلند آواز سے کلمہ پڑھو اس کا حکم نہ دو کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ

حدیث:53

خوش بخت کون؟

عَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

جس کا آخری کلام "لاالہ الااللہ" ہو وہ جنتی ہے۔(ابوداود 3116- 2709 مشکوۃ 1621)

مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں:

خیال رہے کہ اگر مؤمن بوقت موت کلمہ نہ پڑھ سکے جیسے بے ہوش یا شہید وغیرہ تو وہ ایمان پر ہی مرا کہ زندگی میں مؤمن تھا لہذا اب بھی مؤمن بلکہ اگر نزع کی غشی میں اس کے منہ سے کلمہ کفر سنا جائے تب بھی وہ مؤمن ہی ہوگا اس کا کفن دفن، نماز سب کچھ ہوگی کیونکہ غشی کی حالت کا ارتداد معتبر نہیں۔(از شامی) اس سے معلوم ہوا کہ مرتے وقت کلمہ پڑھانا اس حدیث مذکورہ پر عمل کے لیے ہے نہ کہ اسے مسلمان بنانے کے لیئے، مسلمان تو وہ پہلے ہی ہے یا مطلب یہ ہے کہ میت کو بعد دفن کلمہ کی تلقین کرو کہ قبر پر کلمہ پڑھو یا قبر کے سرہانے اذان کہہ دو کیونکہ یہ وقت امتحان قبر کا ہے، اذان میں نکیرین کے سارے سوالات کے جوابات کی تلقین بھی ہے اور اس سے میت کے دل کو تسکین بھی ہوگی اور شیاطین کا دفعیہ بھی ہوگا اور اگر قبر میں آگ ہے تو اس کی برکت سے بجھے گی اسی لیے پیدائش کے وقت بچے کے کان میں دل کی گھبراہٹ، آگ لگنے، جنات کے غلبے وغیرہ پر اذان سنت ہے، یہ دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں۔ شامی نے یہ ہی معنے اختیار کیے کیونکہ حقیقتاً موتیٰ وہی ہے جو مر چکا ہو مگر زیادہ قوی یہ ہے کہ عموم مجاز کے طریقہ پر دونوں معنے ہی مراد لیے جائیں، یعنی جو مر رہا ہو اور جو مر چکا ہو دونوں کو تلقین کرو، ہمارے ہاں بعد دفن قبر پر اذان دی جاتی ہے، اس کا ماخذ یہ حدیث بھی ہے۔ اس مسئلے کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاءالحق" حصہ اول میں دیکھو۔

حدیث:54

قبر کے پاس تسبیح وتکبیر کی فضیلت:

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلَى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِينَ تُوُفِّيَ قَالَ فَلَمَّا صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ سَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَّحْنَا طَوِيلًا ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ كَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَايَقَ عَلَى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهُ

روایت ہے حضرت جابر h سے فرماتے ہیں جب حضرت سعد ابن معاذ h نے وفات پائی تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی طرف گئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز پڑھ لی اور وہ اپنی قبر میں رکھے گئے اور ان پر مٹی برابر کردی گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت دراز تسبیح پڑھی ہم نے بھی تسبیح پڑھی پھر تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اولا تسبیح پھر تکبیر کیوں کہی؟ فرمایا اس نیک بندے پر ان کی قبر تنگ ہوگئی تھی حتی کہ اللہ نے کشادہ کردی۔(اسے احمد نے روایت کیا)

(مسند احمد 14459 مشکوۃ باب عذاب القبر 135)

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ بعد دفن قبر پر تسبیح وتکبیر پڑھنا سنت ہے کہ اس سے غضب الٰہی دفع ہوتا ہے، لگی ہوئی آگ بجھ جاتی ہے۔ اس سے قبر پر اذان کا مسئلہ ماخوذ ہے کہ اس

میں تکبیر بھی ہے اور تلقین بھی اور یہ دونوں سنت ہیں۔

یہ تنگی قبر عذاب نہ تھی بلکہ قبر کا پیار تھا، قبر مؤمن کو ایسے دباتی ہے جیسے ماں بچے کو گود میں لے کر، مگر میت اس سے ایسی گھبراتی ہے جیسے ماں کے دبانے پر بچہ روتا ہے، اسی لیئے حضور نے عبد صالح فرمایا، عذاب قبر کافر یا گنہگار کو ہوتا ہے، اگلی حدیث اس کی شرح ہے حضور کی برکت اور تکبیر وتہلیل کے ذریعہ یہ تنگی بھی دور ہو گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبر پر تسبیح وتکبیر میت کو مفید ہے، نیز پتہ لگا کہ حضورﷺ کی نگاہ اوپر سے قبر کے اندر کا حال دیکھ لیتی ہے، آپ کے لیئے کوئی شے آڑ نہیں۔ خیال رہے کہ حضور کے قدم کی برکت سے قبر کی مصیبتیں دور ہوتی ہیں، یہ تکبیر فرمانا ہم کو تعلیم دینے کے لیئے ہے، کوئی گستاخ یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضور کے ہوتے ہوئے عذاب کیوں ہوا کیونکہ یہ عذاب تھا ہی نہیں۔

قبر پر اذان دینا جائز اور مستحب ہے اذان صرف نماز کے لئے نہیں بہت سی دیگر چیزوں کے لئے بھی ہے

بہار شریعت میں ہے:

مسئلہ: دفن کے بعد مُردہ کو تلقین کرنا، اہل سنت کے نزدیک مشروع ہے۔ (جوہرہ) یہ جو اکثر کتابوں میں ہے کہ تلقین نہ کی جائے یہ معتزلہ کا مذہب ہے کہ انہوں نے ہماری کتابوں میں یہ اضافہ کردیا۔ (ردالمحتار) حدیث میں ہے،

حدیث: 55

دفن کے بعد تین سوالوں کو یاد کرانے کا حکم

حضور اقدسﷺ فرماتے ہیں": جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اُس کی مٹی دے چکو تو تم میں ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ سُنے گا اور جواب نہ دے گا پھر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا پھر کہے یا فلاں بن

فلانہ وہ کہے گا، ہمیں ارشاد کر اللہ (عزوجل) تجھ پر رحم فرمائے گا، مگر تمھیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے:

اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَّ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: 7979)

نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے، چلو ہم اُس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے، اس پر کسی نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کی، اگر اُس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو؟ فرمایا: حوا کی طرف نسبت کرے۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر والضیاء فی الاحکام وغیرھما۔ بعض اجلہ ائمہ تابعین فرماتے ہیں: جب قبر پر مٹی برابر کر چکیں اور لوگ واپس جائیں تو مستحب سمجھا جاتا کہ میت سے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہا جائے:

یا فلان بن فلان قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔

تین بار پھر کہا جائے:

قُلْ رَّبِّيَ اللّٰهُ وَدِيْنِيَ الْاِسْلَامُ وَنَبِيِّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(فتاوی رضویہ ج۹ ص۴۷ (بہار شریعت حصہ چہارم ص 850)

اسی لئے یہ تین سوال امت کو یاد کرائے گئے کہ وہ صبح وشام اس کو تین تین بار پڑھیں تا کہ قبر میں فوراً جواب دے سکے اور اللہ اس کو قیامت کے دن راضی کرے

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُم عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَقُولُ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمْسِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُم عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُرْضِيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کوئی بندہ مسلمان نہیں جو شام اور صبح تین بار یہ کہہ لیا کرے میں اللہ کی ربوبیت اسلام کے دین ہونے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے راضی ہوا مگر اللہ کے ذمہ کرم ہوگا کہ قیامت میں اسے راضی فرمالے۔ (مسند احمد: 18488 مشکوۃ: 2399)

شرح:

یعنی قیامت میں رب اسے اتنا دے گا کہ بندہ خوش ہوجائے گا۔ خیال رہے کہ یہ صفت کہ رب بندے کو راضی کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے، رب تعالیٰ نے فرمایا "وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ" پھر حضور کے صدقے سے حضرت صدیق اکبر کو یہ وصف ملا کہ رب تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا "وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ" پھر ان سرکار کے صدقے سے یہ کلمات پڑھنے والے کو بھی عطا ہوا، حضرت صدیق اکبر عملی طور پر اللہ، اسلام اور حضور سے راضی تھے انہوں نے یہ کر کے دکھادیا رضی اللہ عنہ۔

حدیث: 56

اذان سے شیطان بھاگتا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ فَإِذَا قَضَى النِّدَاءَ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ حَتَّى إِذَا

قَضَى التَّثْوِيبَ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى

روایت ہے حضرت ابوہریرہ h سے فرماتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز کی اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا بھاگتا ہے حتی کہ اذان نہ سنے پھر جب اذان ختم ہوجاتی ہے تو آجاتا ہے حتی کہ جب نماز کی تکبیر کہی جاتی ہے تو بھاگ جاتا ہے جب تکبیر ختم ہوجاتی ہے تو آجاتا ہے تاکہ انسان کے دل میں وسوسے ڈالے کہتا ہے فلاں فلاں چیزیں یاد کر وہ چیزیں جو اسے یاد نہ تھیں یہاں تک کہ آدمی نہیں جانتا کہ کتنی رکعت پڑھیں

(مسلم 389، بخاری 608-573 مشکوۃ 655)

شرح:

خواہ نماز میں بلانے کے لیے دی جائے یا کسی اور مقصد کے لئے، جیسے بچے کے کان میں یا بعد دفن قبر پر وغیرہ۔ للصّلوۃ اس لیے فرمایا تاکہ کوئی اذان کے لغوی معنی نہ سمجھ جائے۔ یہاں بھاگنے کے ظاہری معنی ہی مراد ہیں اور اذان میں دفع شیطان کی تاثیر ہے اسی لیے طاعون پھیلنے پر اذان کہلواتے ہیں کہ یہ وباء جنات کے اثر سے ہے۔ بچے کے کان میں اذان دیتے ہیں کہ اس کی پیدائش پر شیطان موجود ہوتا ہے جس کی مار سے بچہ روتا ہے۔ دفن کے بعد قبر کے سرہانے اذان دی جاتی ہے کیونکہ وہ میت کے امتحان اور شیطان کے بہکانے کا وقت ہے، اس کی برکت سے شیطان بھاگے گا، نیز میت کے دل کو سکون ہوگا، نئے گھر میں دل لگ جائے گا، نکیرین کے سوالات کے جوابات یاد آجائیں گے۔ گوز مارنے سے مراد اس کی انتہائی ذلت اور خوف ہے کہ ایسی حالت میں ڈرنے والا گوز مارتا ہوا ہی بھاگا کرتا ہے۔

حدیث:57

اذان کے سبب دعا قبول ہوتی ہے اور رحمت کے دروازے کھلتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا نَادَی الْمُنَادِیْ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَاسْتُجِیْبَ الدُّعَاءُ

جب اذان دینے والا اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔(رواہ الحاکم ترغیب 407)

لہٰذا بعد دفن اذان کہنے کے بعد دعا مانگی جائے تو ضرور قبول ہوگی۔اور جہاں اذان ہوگی وہاں رحمتوں کا نزول ہوگا اور میت کو سوالات میں آسانی ہوتی ہے۔

حدیث:58

اذان باعث مغفرت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالْمُؤَذِّنُ یُغْفَرُ لَهٗ مَدٰی صَوْتِهٖ وَیَسْتَغْفِرُ لَهٗ کُلُّ رَطْبٍ وَّیَابِسٍ

مؤذن کے لئے اس کی انتہائے آواز تک بخشش کردی جاتی ہے اور ہر خشک وتر چیز اس کے لئے بخشش کی دعا کرتی ہے۔(احمد،نسائی ترغیب 361)

خود حدیث میں ہے کہ مغفور سے دعا کراؤ کیونکہ اس کی دعا رد نہیں ہوتی۔

حدیث:59

مغفور کی دعا زیادہ قابل قبول ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَقِیْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَکَ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بَیْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ

روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم حاجی سے ملو تو اسے سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنی دعائے مغفرت کے لیے کہو کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔

(احمد 6077-5838 مشکوۃ 2538)

پس دفن کے بعد قبر کے پاس کسی نیک آدمی سے اذان کہلوائی جائے تا کہ اس کی بخشش ہو پھر میت کے لئے دعا کرے تو اس کی دعا میں قبولیت کی زیادہ امید ہے۔

اذان کے سات فائدے ہیں:

۱: تلقین میت **لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لا الٰہ الا اللّٰہ**۔

۲: اذان کی آواز سے شیطان بھاگتا ہے۔**اذا نودی للصلٰوۃ ادبر الشیطان**

(بخاری 608 مشکوۃ 655)

۳: اذان دل کی وحشت دور کرتی ہے۔ابو نعیم اور ابن عساکر میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں اُترے اور ان کو سخت وحشت ہوئی پھر جبریل آئے اور اذان دی اور میت بھی اس وقت عزیز و اقارب سے چھوٹ کر تاریک مکان میں اکیلا پہنچتا ہے،سخت وحشت ہے اور وحشت میں حواس باختہ ہو کر امتحان میں ناکامی کا خطرہ ہے۔اذان سے دل کو اطمینان ہوگا اور جوابات درست دے گا۔

۴: اذان کی برکت سے غم دور ہوتا ہے اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے۔ اب مردے کے دل پر اس وقت جو صدمہ ہے اذان کی برکت سے دور ہوگا اور سرور حاصل ہوگا

۵: اذان کی برکت سے لگی ہوئی آگ بجھتی ہے۔ابو یعلیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لگی ہوئی آگ کو تکبیر سے بجھاؤ اور جب تم لگی ہوئی آگ دیکھو تو تکبیر کہو کیونکہ یہ آگ بجھاتی ہے۔اور اذان میں تکبیر بھی ہے اگر قبر میں آگ لگی ہو تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے بجھا دے۔

۶: اذان ذکر اللہ اور ذکر اللہ کی برکت سے عذاب قبر دور ہوتا ہے اور قبر فراخ ہوتی ہے۔ تنگی قبر سے نجات ملتی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان ہو چکی ہے۔

۷: اذان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے اور صالحین کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے اور میت کو اس وقت رحمت کی تخت ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ہماری تھوڑی سی زبان کی جنبش سے میت کو اتنے بڑے بڑے سات فائدے پہنچ جائیں تو کیا حرج ہے؟ ثابت ہوا کہ قبر پر اذان دینا باعث ثواب وفائدہ ہے۔

(جاء الحق، ص: 251-254)

فقہا احناف کا نظریہ:

دیوبندی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں تو فقہ حنفی کے اس مسئلہ کو تسلیم کریں یا پھر غیر مقلد ہونے کا اعلان کر دیں

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

در مختار میں ہے دس جگہ اذان کہنا سنت ہے: فرض نماز کے لئے، بچہ کے کان میں، آگ لگنے کے وقت، جنگ کے وقت، مسافر کے پیچھے، جنات کے ظاہر ہونے پر، غمگین پر، غصہ والے پر، جو مسافر راستہ بھول جائے اور مرگی والے پر۔

(در مختار، ج:۱، باب الاذان)

شامی میں اسی کے تحت ہے نماز کے علاوہ چند جگہ اذان دینا سنت ہے اس میں اضافہ کیا میت کو قبر میں اتارتے وقت اس کے پیدا ہونے پر قیاس کرتے ہوئے۔

شامی جلد اول باب الدفن بحث تلقین بعد الموت میں ہے:

اہل سنت کے نزدیک یہ حدیث لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے اور حضور ﷺ سے منقول ہے کہ آپ نے دفن کے بعد تلقین

کرنے کا حکم دیا پس قبر پر کہا اور کہا اے فلاں کے بیٹے فلاں تو اس دین کو یاد کر جس پر تھا شامی میں اسی جگہ ہے دفن کے بعد تلقین سے منع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس میں کوئی نقصان تو ہے نہیں بلکہ اس میں نفع ہی نفع ہے کیونکہ میت ذکر الٰہی سے انس حاصل کرتی ہے۔ (جاء الحق، ص: 252)

اذان اور علماء دیوبند

مانعین اعتراض کرتے ہیں کہ اذان تو نماز کے لئے ہوتی ہے دفن کے بعد قبر پر جو اذان دیتے ہو وہ کونسی نماز کے لئے ہے؟

وہ نہیں جانتے کہ نماز کے علاوہ بھی اذان کے بہت سے مقاصد ہیں علماء دیوبند کی گواہی ملاحظہ ہو۔

مولوی یونس پالن پوری دیوبندی لکھتا ہے:

حدیث: 60

غمگین کے کان میں اذان

عن علي بن أبي طالب قال: رَآنِي رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم حَزِينًا، قَالَ: فَمُرْ بَعْضَ أَهْلِكَ يُؤَذِّنُ فِي أُذُنِكَ، فَإِنَّهُ دَوَاءُ الْهَمِّ، قال: فَفَعَلْتُ فَزَالَ عَنِّي، قَالَ الحسينُ فَجَرَّبْتُهُ فَوَجَدْتُهُ كَذٰلِكَ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے غمگین دیکھ کر فرمایا اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کہو تمہارے کان میں اذان دے کیونکہ یہ غم کا علاج ہے۔ میں نے یہ عمل کیا تو میرا غم دور ہو گیا امام حسین فرماتے ہیں میں نے تجربہ کیا تو اسی طرح پایا۔ (کنز العمال، ج:۲، ص:۶۵۸، حدیث: 5001)

حدیث:61

بداخلاق کے کان میں اذان

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَآءَ خُلُقُهُ مِنْ اِنْسَانٍ اَوْ دَآبَّةٍ فَاَذِّنُوْا فِي اُذُنِهِ

جو بداخلاق ہوجائے چاہے انسان ہو یا جانور اس کے کان میں اذان کہو۔

(دیلمی ، مرقات ج۲ ص۱۴۹)

حدیث:62

غول بیابانی (بھوتوں) کو دیکھ کر اذان کہنا

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا تَغَوَّلَتْ لَكُمُ الْغِيْلَانُ فَاَذِّنُوْا جب تمہارے سامنے بھوت پریت مختلف شکلوں میں نمودار ہوں تو اذان کہو۔

(مصنف عبدالرزاق ، ج۵ ص۱۶۳ بکھرے موتی مولوی یونس پالن پوری دیوبندی ج۱ ص۱۶-۱۷)

دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہنا بھی آسیب کو بھگا دیتا ہے۔

(اشرف علی تھانوی: بہشتی زیور حصہ:۹ ص:۱۸۵ عمال قرآنی:۱۴۲)

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ اذان سے غم دور ہوتے ہیں خوشی آتی ہے شیطان بھاگتا ہے اگر اذان دینے سے میت کا غم دور ہوجائے اور وہ شیطان سے محفوظ ہوجائے تو ہمارا کوئی نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فائدہ پہنچانے کا حکم دیا ہے مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ تم میں سے جو اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے وہ اسے نفع پہنچائے (مسلم 2199(مشکوۃ کتاب الطب 4529)

حدیث:63

بعداز دفن دعائے مغفرت

عَنْ عثمان بن عفان رضی اللّٰه عنه قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَسَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِيْتِ فَاِنَّهُ الْآنَ يُسْاَلُ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو وہاں کچھ دیر ٹھہرتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو پھر اُس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کہ اس سے اب سوالات ہو رہے ہیں۔

(ابوداود حدیث ۳۲۲۱ کتاب الجنائز ، مشکوۃ حدیث :۱۳۳ کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر ، کتاب الروح۔المسالۃ الاولی ص:۲۰، ۱۹۳۔از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ)

اس سے معلوم ہوا کہ زندوں کی دعا سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے ایسے ہی ان کے صدقات خیرات ان کو مفید ہیں اور بعد از دفن قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگنا سنت رسول ہے۔

شارح مسلم امام نووی نے اس حدیث کو ریاض الصالحین حدیث: نمبر ۹۴۶ میں درج کرنے کے بعد لکھا: امام شافعی نے فرمایا ہے: میت کے پاس کچھ قرآن پڑھنا مستحب ہے اور اگر پورا قرآن ختم کیا جائے تو بہت بہتر ہے۔

ریاض الصالحین حدیثوں کا وہ مجموعہ ہے جسے مشکوۃ شریف کی طرح بہت قبولیت حاصل ہوئی ادیب عربی کے نصاب میں اس کتاب کا باب الادب شامل ہے اور سعودیہ عرب کی تقریباً تمام مساجد میں نماز عصر کے بعد اسی کتاب سے درس حدیث دیا جاتا ہے۔

حدیث:64

بعد از دفن قبر کے پاس ٹھہرنے کا حکم

روایت ہے حضرت عمرو ابن عاص سے کہ انہوں نے اپنے فرزند سے بحالت موت فرمایا:

فَإِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُورٌ وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتَّى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي

جب میں مرجاؤں تو میرے ساتھ نہ کوئی نوحہ والی جائے نہ آگ جب تم مجھے دفن کردو تو مجھ پر مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے اردگرد اس قدر کھڑے رہنا جتنی دیر اونٹ ذبح کرکے اس کا گوشت بانٹ دیا جائے تاکہ تم سے مجھے انس ہو اور جان لو کہ میں رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں۔

(مسلم: 121 مشکوۃ باب دفن المیت: 1716)

شرح:

زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جنازہ کے ساتھ پیٹنے والی عورتیں بھی جاتی تھیں اور آگ بھی کیونکہ وہ آگ کا احترام کرتے تھے اس لیے آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو یہ وصیت کی اور یہ وصیت دوسروں کو سنانے کے لیے تھی، ورنہ ان کے بیٹے عبداللہ خود صحابی ہیں وہ کیسے یہ کام کرسکتے تھے۔ سبحان اللہ! کیسے پاکباز لوگ ہیں کہ وفات کے وقت بھی تبلیغ کررہے ہیں۔

فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي اس وصیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے:

ایک یہ کہ دفن کے وقت قبر پر مٹی آہستگی سے ڈالی جائے کیونکہ شن آہستہ مٹی ڈالنے کو کہتے ہیں گویا چھڑکنا۔ دوسرے یہ کہ بعد دفن قبر کے آس پاس حلقہ باندھ کر

کھڑے ہونا سنت ہے۔ تیسرے یہ کہ میت حاضرین کو جانتا پہچانتا ہے اور ان کی موجودگی سے اس کی وحشت قبر دور ہوتی ہے، انس حاصل ہوتا ہے۔ چوتھے یہ کہ حاضرین کا میت کو بعد دفن تلقین کرنا، یعنی کلمہ طیبہ یا اذان سنا کر اسے سوالات نکیرین کے جوابات بتانا سنت سے ثابت ہے۔ آپ کی وصیت کا منشاء یہ ہے کہ بعد دفن قبر کا گھیرا ڈال کر ذکر اللہ کرنا تاکہ تمہاری موجودگی سے مجھے انس حاصل ہو اور تمہارے ذکر سے نکیرین کو جوابات دینے میں آسانی ہو۔

حدیث 65

کھجور کی شاخوں سے صاحبِ قبر کو فائدہ پہنچنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيْرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ) ثُمَّ أَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ، فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً. قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ: (لَعَلَّهُ يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گذرے تو فرمایا کہ یہ دونوں عذاب دیئے جارہے ہیں اور کسی بڑی چیز میں عذاب نہیں دیئے جارہے ان دونوں میں سے ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا شخص چغلی کھایا کرتا تھا پھر آپ نے ایک سبز تر شاخ لی اور اُس کے دو ٹکڑے کیے پھر ہر قبر پر ایک ایک شاخ گاڑ دی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو فرمایا جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہیں ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

(بخاری: ۲۱۸ کتاب الوضوء، مسلم: ۲۹۲ کتاب الطہارہ، مشکوۃ: ۳۳۸، کتاب الطہار، باب آداب الخلاء)

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

میرے شیخ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بتلا کر کہ ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے یہ ظاہر فرمادیا کہ اگر چہ میں بظاہر عالمِ دنیا میں رہتا ہوں لیکن عالم برزخ کے احوال بھی میری نظر سے اوجھل نہیں ہوتے، کیونکہ عذاب اور ثواب عالمِ برزخ میں ہوتا ہے، اور جب یہ فرمایا کہ ان میں سے ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا تو ظاہر فرمادیا کہ میں صرف عذاب نہیں دیکھ رہا بلکہ میں ان کے سببِ عذاب کو بھی جانتا ہوں یا یہ بتلا دیا کہ میں صرف ان کے حال کو نہیں دیکھ رہا بلکہ ان کے ماضی اور حال دونوں سے باخبر ہوں اور جب شاخ کے ٹکڑے ان کی قبروں پر رکھ دیئے اور فرمایا جب تک یہ خشک نہیں ہونگے ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی تو یہ ظاہر فرمادیا کہ میں صرف ان کے عذاب کو دیکھ ہی نہیں رہا بلکہ ان سے اس عذاب کو دور بھی کرسکتا ہوں نیز آپ نے یہ بھی بتلا دیا کہ اے میرے غلامو! اچھی طرح جان لو کہ جب میں تمہارے درمیان رہ کر عالمِ برزخ سے غافل نہیں رہتا تو عالم برزخ میں جا کر تمہارے احوال سے کیسے ناواقف ہو سکتا ہوں، اور جب تم میں رہ کر قبر والوں کی مدد کرتا ہوں تو خوب سمجھ لو میں قبر میں جا کر تمہاری مدد کرتا رہوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کا رابطہ ایک عالم میں رہتے ہوئے دوسرے عالم سے منقطع نہیں ہوتا، جب عالم نیند میں ہوں تو بیداری سے رابطہ منقطع نہیں ہوتا (کیونکہ فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا ہے)

(بخاری:۱۱۴۷ کتاب التہجد، مسلم:۷۳۸، ریاض الصالحین:۱۱۷۴)

اور جب عالم دنیا میں ہوتا ہوں تو برزخ سے تعلق نہیں ٹوٹتا اور جب برزخ میں ہوں تو دنیا سے رابطہ منقطع نہیں ہوتا، بندوں میں رہ کر مولیٰ کو نہیں بھولے اور شب معراج مولیٰ کے پاس جا کر بندوں کو نہیں بھولے۔ (شرح مسلم ج۱ص:۹۸۹)

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اُس کی اپنی عادت کیجئے
نعرۂ کیجئے یارسول اللہ ﷺ کا
مفلسو سامانِ دولت کیجئے
کیجئے چرچا انہیں کا صبح وشام
جانِ کافر پر قیامت کیجئے
تجھ سا سیاہ کار کون ان سا شفیع ہے کہاں
پھر تجھ کو بھول جائیں دل یہ ترا گمان ہے
خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

(امام احمد رضا)

جن کے لب پر رہا امتی امتی
یاد ان کی نیازی نہ بھولو کبھی
وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی ﷺ
آقا حاضر ہوں تیری چاکری کے لئے

(عبدالستار نیازی)

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں:

یہ حدیث بڑے معرکے کی ہے اس سے بے شمار مسائل استنباط ہو سکتے ہیں پھر انہوں نے گیارہ مسائل بیان کئے ہیں میں اُن میں چند بیان کرتا ہوں:

(۱) گناہ صغیرہ پر حشر و قبر میں عذاب ہو سکتا ہے دیکھو چغلی وغیرہ گناہ صغیرہ ہے مگر عذاب ہو رہا ہے۔

(۲) قبروں پر سبزہ پھول وغیرہ ڈالنا سنت سے ثابت ہے کہ اس کی تسبیح سے مردے کو راحت ملتی ہے۔

(۳) قبر پر قرآن کی تلاوت وہاں حافظ بٹھانا بہت اچھا ہے کہ جب سبزہ کے ذکر سے عذاب ہلکا ہوتا ہے تو انسان کے ذکر سے ضرور ہلکا ہوگا بخاری شریف کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر میں حضرت بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی میری قبر پر دو ہری شاخیں ڈال دی جائیں۔

(۴) گنہگاروں کی قبر پر سبزہ عذاب ہلکا کریگا بزرگوں کی قبروں پر سبزہ مدفون کا ثواب ودرجہ بڑھائے گا جیسے مسجد کے قدم وغیرہ۔

(۵) حلال جانوروں کا پیشاب نجس ہے جس سے بچنا واجب دیکھو اونٹ کا چرواہا اونٹ کے پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوا۔

(۶) خشک نہ ہونے کی قید سے معلوم ہوا کہ یہ تاثیر صرف حضور ﷺ کے ہاتھ شریف کی نہ تھی ہم بھی قبر پر سبزہ ڈالیں تو یہی تاثیر ہوگی۔

(۷) بزرگوں کے قبرستان میں قدم رکھنے کی برکت سے وہاں سے عذاب اٹھ جاتا ہے یا کم ہو جاتا ہے۔ مراۃ ج ا ص:۲۶۰

قبر پر پھول ڈالنا:

مرقات میں شیخ علی قاری فرماتے ہیں: اسی وجہ سے ہمارے متاخرین اصحاب میں سے بعض ائمہ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ درخت کی شاخوں اور پھولوں کو (قبر پر) رکھنے کا معمول اس حدیث کی بنا پر سنت ہے۔ (مرقات ج ا ص:۳۵۱ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

علامہ شامی فرماتے ہیں: ہمارے زمانہ میں آس کے پھولوں کی شاخیں جو قبر پر رکھی جاتی ہیں وہ اسی پر قیاس ہیں۔ (ردالمحتار ج ا ص:۸۴۶ بحث زیارت القبور)

ملا نظام الدین حنفی لکھتے ہیں:

وضع الورد والریاحین علی القبور: پھولوں کا قبروں پر رکھنا مستحسن ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص:۳۵۱ کتاب الکراہت باب زیارت القبور)

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

بعض لوگوں نے کہا کہ قبروں پر پھول رکھنا منع ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر سے جو قبر پر شاخیں رکھنے کے لئے فرمایا تھا یہ آپ کی خصوصیت ہے یہ قول باطل ہے یہ فعل خصوصیت اس وقت ہوتا جب آپ نے بالعموم قبر پر شاخین رکھنے سے منع فرمایا ہوتا۔ (شرح مسلم سعیدی ج ۷ ص:۹۸۷)

نبی ﷺ کے مبارک ہاتھوں کی برکت کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا لیکن نبی ﷺ کے اقوال کی اطاعت اور آپ کے افعال کی اتباع مطلقاً ثابت ہے ماسوا ان کاموں کے جو آپ کی خصوصیت ہوں اور خصوصیت کا معیار یہ ہے کہ جس کام سے آپ نے امت کو علی العموم منع فرمایا ہو اور خود اس کام کو کیا ہو جیسے بہ یک وقت چار سے زیادہ ازواج کو نکاح میں رکھنا، آپ کی ازواج سے آپ کے وصال کے بعد نکاح حرام ہونا اور آپ کے ترکہ میں وراثت کا نہ جاری ہونا وغیرہ وغیرہ۔

نبی کریم ﷺ نے درخت کی شاخ کو قبر پر گاڑنے سے منع نہیں فرمایا اس لئے یہ فعل آپ کی خصوصیت نہیں ہے اور آپ کے وصال کے بعد یہ فعل بعض صحابہ سے ثابت ہے۔

(شرح مسلم جلد ا ص:۹۸۲)

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی کا عقیدہ:

اس حدیث کے شروع میں ایسی کوئی چیز نہیں جس سے قطعی طور پر یہ معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے ان شاخوں کو قبر پر رکھا تھا (حتی کہ آپ کی خصوصیت کا دعویٰ کیا جائے) بلکہ یہ احتمال بھی ہے کہ آپ نے ان شاخوں کے رکھنے کا

امر کیا ہوا اور حضرت بریدہ بن حصیب صحابی نے آپ کی اتباع کی ہے اور اپنی قبر پر شاخوں کے رکھنے کی وصیت کی اور، اور لوگوں کی بجائے حضرت بریدہ کی اتباع کرنا زیادہ مناسب ہے۔ (فتح الباری ج ا ص:۳۲۰ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ بیشک یہ بھی ایک قول ہے کہ شاخ جب تک تر رہے گی تسبیح کرتی رہے گی اور تسبیح کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہو گی، اس بناء پر یہ حکم ہر اس چیز پر جاری ہوگا جس میں تراوٹ ہو خواہ وہ درخت ہو یا غیر اس طرح جس چیز میں برکت ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور قرآن مجید اور ان سے بطریق اولیٰ عذاب میں تخفیف ہو گی۔ (فتح الباری ج ا ص:۳۲۰ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

حضرت بریدہ نے اس حدیث کو عموم پر محمول کیا اور اس عمل کو ان دو قبر والوں کے ساتھ مخصوص نہیں قرار دیا۔ (فتح الباری ج ۳ ص:۲۲۲)

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

, الحمد للہ علیٰ احسانہ مذاہب اربعہ کے فقہاء اور محدثین کی تصریحات سے واضح ہو گیا کہ قبر پر سبز شاخوں اور پھولوں کا رکھنا سنت ہے جس طرح پھولوں کی تسبیح گنہ گاروں کیلئے رفع عذاب کا موجب ہے اسی طرح وہ مقربین کے لئے درجات کی بلندی کا سبب ہے، اس لئے بلا وجہ مقربین اور عباد صالحین سے عناد اور مسلمانوں سے سوء ظن رکھنا اچھا نہیں۔ اور شیخ بدر عالم میرٹھی، شیخ شبیر احمد عثمانی اور شیخ انور شاہ کشمیری (دیوبندی) کا اس فعل کو عبث اور بدعت کہنا صحیح نہیں ہے۔ (شرح مسلم جلد ا ص:۹۸۶)

حدیث: 66

کلمہ طیبہ کی برکت سے عذاب قبر معاف

محدث کبیر مولانا علی قاری فرماتے ہیں:

قَالَ الشَّیْخُ مُحْیُ الدِّیْنِ ابن عربی بَلَغَنِی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ

قَالَ: مَنْ قَالَ لا إِلٰهَ إِلا اللهُ سَبْعِیْنَ أَلْفًا غَفَرَ اللهُ تعالیٰ لَهُ وَمَنْ قِیْلَ لَهُ غُفِرَ لَهُ أَیْضًا فَكُنْتُ ذَكَرْتُ التَّهْلِیْلَةَ بِالْعَدَدِ الْمَرْوِیِّ مِنْ غَیْرِ أَنْ أَنْوِیَ لِأَحَدٍ بِالْخُصُوْصِ فَحَضَرْتُ طَعَامًا مَعَ بَعْضِ الأَصْحَابِ وَفِیْهِمْ شَابٌ مَشْهُوْرٌ بِالْكَشْفِ فَإِذَا هُوَ فِی أَثْنَاءِ الأَكْلِ أَظْهَرَ الْبُكَاءَ فَسَأَلْتُهُ عَنِ السَّبَبِ فَقَالَ أَرَی أُمِّی فِی الْعَذَابِ فَوَهَبْتُ فِی بَاطِنِی ثَوَابَ التَّهْلِیْلَةِ الْمَذْكُوْرِ لَهَا فَضَحِكَ وَقَالَ إِنِّی أَرَاهَا الآنَ فِی حُسْنِ الْمَآبِ فَقَالَ الشَّیْخُ فَعَرَفْتُ صِحَّةَ الْحَدِیْثِ بِصِحَّةِ كَشْفِهِ وَصِحَّةَ كَشْفِهِ بِصِحَّةِ الْحَدِیْثِ۔

شیخ محی الدین ابن عربی نے کہا مجھے نبی کریم ﷺ سے یہ روایت پہنچی کہ جس شخص نے ستر ہزار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہا اُس کی مغفرت کر دی جائے گی اور جس کو اُس کا ثواب بخش دیا اُس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی میں نے ستر ہزار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا اس میں کسی کے لئے خاص نیت نہ کی اپنے بعض دوستوں کے ساتھ ایک دعوت میں گیا اُن میں سے ایک نوجوان کے کشف کا شہرہ تھا (یعنی اُس کو قبروں کے حالات کا پتہ چل جاتا تھا) کھانا کھاتے کھاتے رونے لگا میں نے سبب پوچھا تو کہا اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں میں نے اپنے دل میں کلمہ کا ثواب اُس کی ماں کو بخش دیا فوراً وہ جوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اُسے اچھی جگہ دیکھتا ہوں امام ابن عربی فرماتے ہیں

فَعَرَفْتُ صِحَّةَ الحدیثِ بصحةِ كَشْفِهِ وصحةَ كشفِهِ بصحةِ الحدیثِ

میں نے حدیث کی صحت اس جوان کے کشف کی صحت سے جانی اور اس کے

کشف کی صحت اس حدیث کی صحت سے جانی۔

(مرقات باب ما علی الماموم من المتابعہ ج ۲ ص (۹۸-۹۹) مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، تفسیر تبیان القرآن ج ۱ ص ۱۵۴، منیر العین فی تقبیل الابہامین ص:۵۱، تحذیر الناس ص:۳۸ مصنفہ قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند)

نوٹ: احسان الٰہی ظہیر نے اپنی کتاب "بریلویت" میں اس حدیث کا سخت مذاق اڑایا ہے اور کہا کہ بریلوی حضرات ایسی حکایتوں سے اپنا عقیدہ ثابت کرتے ہیں اُس بے چارے یتیم فی العلم کو پتہ ہی نہیں یہ حکایت نہیں حدیث ہے "نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ جس شخص نے ستر ہزار مرتبہ لا إلہ إلا اللہ کہا اُس کی مغفرت کردی جائے گی" اور اس حدیث کو صرف امام احمد رضا نے نقل نہیں کیا ائمہ محدثین صاحب مرقات شیخ علی قاری، شیخ محی الدین ابن عربی اور بانی مدرسہ دیوبند نے "تحذیر الناس" میں درج کیا ہے کیا علامہ علی قاری اور شیخ محی الدین عربی اور قاسم نانوتوی بھی بریلوی ہیں؟ شیخ ابن عربی فرمارہے ہیں کہ ضعیف الاسناد حدیث تجربہ سے بھی قوی ہوجاتی ہے۔

اب میں آپ سے سوال کرتا ہوں جو نبی ﷺ کے فرمان کا مذاق اڑائے وہ اہل حدیث یا نبی ﷺ کا محب ہوسکتا ہے میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا احسان الٰہی ظہیر اور جماعت اہل حدیث کو ان کے پیر ومرشد اور مجدد کے اقوال یاد دلانا چاہتا ہوں۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی نے دس نواقض الاسلام لکھے ہیں یعنی جس میں ان اقوال میں سے کوئی پایا جائے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔

نواقض نمبر ۶: من استھزا بشیء من دین الرسول ﷺ جس نے رسول اللہ ﷺ کے دین میں سے کسی بھی چیز کا مذاق اڑایا وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے

ظہیر صاحب حدیث رسول ﷺ کا مذاق اڑا رہے ہیں اس لئے وہ اپنے اکابر کے فتویٰ کی زد میں ہیں

بچ گئے تم نہ ساتھی تمہارے گرنا وڈوبی تو ڈوبو گے سارے

شیخ قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے یہی واقعہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا نقل فرمایا اور اُس میں کلمہ طیبہ کی تعداد ایک لاکھ پچھتر ہزار بتائی۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ ایک لاکھ پچھتر ہزار بار پڑھنے سے مردے کی بخشش ہوجاتی ہے اور جنوں پر بھی پڑھا جاتا ہے۔

اس سے ایصال ثواب کی اہمیت بھی معلوم ہوئی اور پتہ چلا کہ صرف دل میں نیت کرنے سے بھی فوراً ثواب مرحوم کو پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ذکر اذکار یا تلاوت قرآن کرتے وقت کسی خاص آدمی کی نیت ضروری نہیں بلکہ پڑھنے کے بعد بھی ایصال ثواب کی نیت کرنا درست ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تجربہ سے بھی ضعیف حدیث قوی ہوجاتی ہے اور محدثین کے نزدیک اس پر عمل جائز ہے۔

باب: 8

والدین کے لئے آخرت کا بہترین ذخیرہ بنک بیلنس

حدیث 67

اولاد کے لئے والدین کا بہترین تحفہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ

کسی باپ نے اپنے بچے کو ایسا عطیہ نہیں دیا جو اچھے ادب سے بہتر ہو

(ترمذی 1952، بیہقی شعب الایمان) مشکوۃ 4977

شرح:

اچھے ادب سے مراد بچے کو دیندار متقی پرہیزگار بنانا ہے اولاد کے لیے اس سے اچھا عطیہ کیا ہوسکتا ہے کہ یہ چیزیں دین و دنیا میں کام آتی ہیں۔ ولد میں لڑکیاں لڑکے دونوں ہی داخل

ہیں، ماں باپ کو چاہیے کہ اولاد کو صرف مالدار بنا کر دنیا سے نہ جائیں انہیں دیندار بنا کر
جائیں جو خود انہیں بھی قبر میں کام آوے کہ زندہ اولاد کی نیکیوں کا ثواب مردہ کو قبر میں ملتا ہے۔
یہی اصل کمائی ہے کہ والدین اولاد کی ایسی تربیت کر کے جائیں کہ وہ نمازی قرآن کا قاری
اور صحیح العقیدہ ہو مرنے کے بعد ان کے لئے ایصال ثواب کرتے رہے۔ والدین تربیت بھی
کریں اور ان کے لئے دعا بھی کریں کہ الٰہی میرے تمام نسل کو نبی کریم ﷺ کی سچی غلامی
نصیب فرمادے

یارسول اللہ ﷺ میرے نسلیں تیرے عشق ہی میں پلیں
انہیں نیک تم بنانا مدنی مدینے والے

جب اولاد کے لئے دعا مانگو تو صرف اولاد نہیں کہنا بلکہ نیک اولاد کہنا ہے کیونکہ
مال واولاد فتنہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِنَّ مِنْ أَزْوَٰجِكُمْ وَأَوْلَـٰدِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ
فَاحْذَرُوهُمْ وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اے ایمان والو تمہاری کچھ بیبیاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں تو ان سے احتیاط
رکھو اور اگر معاف کرو اور درگذر کرو اور بخش دو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَـٰدُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ

تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ ہی ہیں اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے
(التغابن 14-15)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی: رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّـٰلِحِينَ
الٰہی مجھے لائق اولاد دے (الصافات: 100)

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَوٰةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ

اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو (اے ہمارے رب اور
ہماری دعا سن لے (ابراہیم 40)

حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُۥ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَآءِ

یہاں پکارا زکریا اپنے رب کو بولا اے رب میرے مجھے اپنے پاس سے دے ستھری اولاد
بے شک تو ہی ہے دعا سننے والا (آل عمران 39)

مومنین اس طرح دعا کرتے ہیں

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَٰجِنَا وَذُرِّيَّـٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَ
اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا

اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری
اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا (الفرقان 74)

نیک اولاد وہ جو مرنے کے بعد بھی والدین کو دعاؤں میں یاد رکھے۔

حدیث: 68

اپنی اولاد کو تین چیزوں کی تعلیم دو

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَدِّبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ: حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ أَهْلِ
بَيْتِهِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فَإِنَّ حَمَلَةَ الْقُرْآنِ فِي ظِلِّ اللَّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ
إِلَّا ظِلُّهُ مَعَ أَنْبِيَائِهِ وَأَصْفِيَائِهِ

اپنی اولاد کو تین چیزوں کی تعلیم دو اپنے نبی کی محبت اور اہل بیت کی محبت اور
قرآن پڑھنا بیشک قرآن پڑھنے والا اللہ (کے عرش) کے سایہ میں ہوگا جس

دن اس سائے کےعلاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے ساتھ

(جامع صغیر حدیث 311)

نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے اپنی اور اپنی آل کی محبت کا ذکر کیا اور بعد میں قرآن کی تعلیم تو پتہ چلا قرآن پڑھنا اسی کا قبول ہوگا جس کے دل میں نبی کریم ﷺ اور آپ کی محبت ہوگی ۔ورنہ کوئی عبادت قابل قبول نہیں۔

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے اسی میں ہو گر کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اذانِ ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی نماز فقط تیرے دیدار کا بہانہ بنی

مغزِ قرآں روحِ ایماں جانِ دین ہست حُبِّ رحمۃ للعالمین ﷺ

حدیث:69

تعلیمِ قرآن کی فضیلت

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

يَا أَبَاذَرٌ لَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ وَلَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِهِ أَوْ لَمْ يُعْمَلْ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ أَلْفَ رَكْعَةٍ.

اے ابوذر صبح کے وقت قرآن پاک کی ایک آیت سیکھنے کیلئے نکلنا تیرے لئے سو رکعت پڑھنے سے بہتر ہے اور صبح کے وقت علم کا ایک باب سیکھنے کے لئے نکلنا تیرے لئے ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔

(ابن ماجہ حدیث:۲۱۹ کتاب المقدمہ باب فضل من تعلم القرآن)

صبح کے وقت مسجد یا مدرسہ میں تعلیم کے لئے جائیں اور جو سو یا ہزار رکعت پڑھنے کا ثواب ملے اسے والدین کو بخش دیں والدین قبر میں خوش ہو جائیں گے خصوصاً جمعہ کے دن اولاد کے اعمال والدین کو پیش کئے جاتے ہیں۔

حدیث:70

دینی تربیت والدین کے لئے قبر میں خوشی کا باعث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ عَلَى اللهِ وَتُعْرَضُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى الْآبَاءِ وَالْأُمَّهَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَفْرَحُوْنَ بِحَسَنَاتِهِمْ وَتَزْدَادُ وُجُوْهُهُمْ بَيَاضًا وَإِشْرَاقًا فَاتَّقُوا اللهَ وَلَا تُؤْذُوْا مَوْتَاكُمْ

اعمال اللہ تعالی پر پیر اور جمعرات کو پیش ہوتے ہیں اور پیغمبروں اور باپوں پر اور ماؤں پر جمعہ کے دن پیش ہوتے ہیں تو وہ ان کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور اُن چہروں کی سفیدی اور چمک میں اضافہ ہوجاتا ہے اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنے گناہوں سے رنج نہ دو۔

(جامع صغیر حدیث:۳۳۱۶) حدیث حسن

حدیث:71

قرآنی تعلیم کا والدین کو قبر میں فائدہ

قال الإمام فخر الدين رازى مَرَّ عيسى بنُ مريمَ عليه السلام عَلَى قَبْرٍ فَرَأَى مَلَائِكَةَ الْعَذَابِ يُعَذِّبُوْنَ مَيِّتًا فَلَمَّا انْصَرَفَ مِنْ حَاجَتِهِ مَرَّ عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَى مَلَائِكَةَ الرَّحْمَةِ مَعَهُمْ أَطْبَاقٌ مِنْ نُوْرٍ فَتَعَجَّبَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَلّٰى وَدَعَا اللهَ تَعَالٰى فَأَوْحَى اللهُ تَعَالٰى إِلَيْهِ يَا عِيْسٰى كَانَ هٰذَا الْعَبْدُ عَاصِيًا كَانَ مَحْبُوْسًا فِيْ عَذَابِي وَكَانَ قَدْ تَرَكَ امْرَأَةً حُبْلٰى فَوَلَدَتْ وَلَدًا وَرَبَّتْهُ حَتّٰى كَبُرَ

فَسَلَّمْتُهُ إِلَى الْكُتَّابِ فَلَقَّنَهُ الْمُعَلِّمُ بِسْمِ اللهِ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْ عَبْدِيْ أَنْ أُعَذِّبَهُ بِنَارِيْ فِي بَطْنِ الْأَرْضِ وَوَلَدُهُ يَذْكُرُ اسْمِيْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ عذاب کے فرشتے ایک مردہ کو عذاب دے رہے ہیں، جب اپنی حاجت سے واپس لوٹے تو اس قبر کے پاس سے گذرے تو رحمت کے فرشتوں کو دیکھا جن کے پاس نور کے طباق تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس سے تعجب ہوا، انہوں نے نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰ! یہ شخص گنہگار تھا اور جب یہ مرا تو عذاب میں مبتلا ہو گیا لیکن موت کے وقت اس کی بیوی حاملہ تھی، اس کے بچہ پیدا ہوا، اُس نے اس کو پالا حتیٰ کہ وہ بڑا ہو گیا، اس نے اس کو عالم کے سپرد کیا، اور معلم نے اُس کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھائی تو مجھے حیا آئی کہ جو بچہ زمین کے اوپر میرا نام لے رہا ہے، اس کے باپ کو میں زمین کے نیچے عذاب میں مبتلا رکھوں!۔

(تفسیر کبیر جلد ۱ ص ۷۸-۸۹ تفسیر سورۃ الفاتحہ، تفسیر تبیان القرآن جلد ۱ ص: ۱۶۵)

تعلیم قرآن کا والدین کو کتنا فائدہ ہوتا ہے آپ اس واقعہ سے اندازہ لگا سکتے ہیں لیکن آج کل بچوں کو موبائل گیم ٹی وی گیم پر لگا دیا گیا ہے اب بچے قرآن اور دینی تعلیم کو بوجھ سمجھتے ہیں۔

ہماری حالت یہ ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے

انہوں نے دین کب سیکھا ہے شیخ کے گھر جا کر
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

علامہ اقبال نے کہا

درس قرآن گر ہم نے نہ بھلایا ہوتا — یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا
وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر — اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

حدیث: 72

قرآنی تعلیم کا والدین کو قیامت کے دن فائدہ

عَنْ مُعَاذٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُم عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهَذَا *

روایت ہے حضرت معاذ جہنی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو قرآن پڑھے اور اس کے احکام پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے اچھی ہوگی جو اگر سورج تم میں ہوتا تو دنیاوی گھروں میں ہوتی تو اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جو اس پر عامل ہو۔ (احمد، ابوداؤد 1453 مشکوۃ 2139)

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ یہاں قرآن پڑھنے سے مراد روزانہ اس کی تلاوت کرنا ہے اور ہوسکتا ہے کہ قرآن پڑھنے سے مراد علوم قرآن سیکھنا ہو یعنی عالم باعمل کا ثواب وہ ہے جو آگے مذکور ہے۔

یعنی عالم باعمل کے مؤمن ماں باپ کا درجہ یہ ہوگا خواہ انہوں نے اسے اپنی کوشش سے پڑھا ہو یا نہیں کیونکہ حدیث مطلق ہے پڑھانے کی قید نہیں۔

یعنی اگر سورج زمین پر ہوتا تو بتاؤ اس کی چمک دمک روشنی تمہارے گھروں میں کتنی ہوتی اس سے زیادہ اس تاج کے موتی چمکتے ہوں گے۔

یعنی پھر عالم باعمل کے متعلق سوچو کہ اس کا درجہ قیامت میں کیا ہوگا، وہ تو ہمارے خیال سے وراء ہے۔

حدیث:73

نماز نہ پڑھنے پر اولاد کو مارنے کا حکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ

اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوں اور انہیں نماز پر مارو جب وہ دس سال کے ہوں اور علیحدگی کر دو ان کے درمیان خوابگاہوں میں

(ابوداؤد)

شرح:

ان عمروں میں اگرچہ ان پر نماز فرض نہیں کہ وہ نابالغ ہیں لیکن عادت ڈالنے کے لئے انہیں ابھی سے نمازی بناؤ، چونکہ دس سال کی عمر میں بچے کو سمجھ بوجھ کافی ہو جاتی ہے اس لئے مارنے کا بھی حکم دیا، چونکہ نماز زیادہ اہم ہے اس لیے اس ہی پر مارو وغیرہ کا حکم دیا گیا۔ مُرُوْا سے معلوم ہوا کہ بچے کو سات سال سے پہلے بھی رغبت دی جائے مگر اس کا حکم سات سال کی عمر میں۔

یعنی بہن بھائیوں کو علیحدہ بستروں پر سلاؤ کہ اب وہ مراہق یعنی قریب بلوغ ہو گئے۔

کھول کے دیکھ چشم دل لطف ہے کیا نماز میں آتا ہے ہر طرف نظر نورِ خدا نماز میں

بوڑھا ہو یا جوان ہو سب پر نماز فرض ہے اور بچے کو دس سال کے مار کے لاؤ نماز میں نماز نہ پڑھنے پر کون مارے گا جو خود نماز پڑھتا ہو جو خود بے نماز ہو وہ کس منہ سے مارے گا اور اس کی تبلیغ کا اثر کیا ہوگا ہماری حالت تو یہ ہے۔

نمازِ عصر کی فرصت نہیں
کہ ہیں وہ مصروف ٹی پارٹی میں
پڑھیں وہ (قل ہو اللہ احد) کیوں
انکے دل تو ہیں ون ٹو تھری میں

ہم بچوں کو سکول یا کام پر نہ جانے پر مارتے ہیں لیکن نماز یا قرآن نہ پڑھنے پر کچھ نہیں کہتے تو وہ بچہ مرنے کے بعد ہمارے لئے دعا کے لئے کیسے ہاتھ اٹھائے گا۔

حدیث:74

تین اعمال کا ثواب ہمیشہ جاری رہتا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْا لَهُ۔

جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین عمل منقطع نہیں ہوتے، صدقہ جاریہ، علم نافع اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہتی ہے۔

(مسلم حدیث:۱۶۳۱ کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، ترمذی کتاب الاحکام حدیث:۱۳۹۷، النسائی حدیث:۳۶۵۱ کتاب الوصایا باب فضل الصدقۃ عن المیت، ابوداؤد حدیث:۲۸۸۰ کتاب الوصایا باب ماجاء فی الصدقۃ عن المیت، دارمی فی المقدمۃ حدیث:۵۵۸، مشکوۃ حدیث:۲۰۳، کتاب العلم، کتاب الروح، المسئلۃ السادسۃ عشرۃ ص:۱۹۱ از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ)

ان تمام محدثین نے اس حدیث کو نقل کر کے اپنا نظریہ وعقیدہ ظاہر فرما دیا ہے کہ ان کے نزدیک ایصال ثواب جائز ہے۔

یہ وہ تین چیزیں ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد خواہ مخواہ پہنچتا رہتا ہے کوئی ایصالِ ثواب کرے یا نہ کرے صدقہ جاریہ سے مراد اوقاف ہیں جیسے مسجدیں مدرسے وقف کئے ہوئے باغ جن سے لوگ نفع اُٹھاتے رہتے ہیں، ایسے ہی علم سے مراد دینی تصانیف، نیک شاگرد جن سے دینی فیض پہنچتے رہیں، نیک اولاد سے مراد عالم باعمل بیٹا مرقاۃ نے فرمایا یــدعــو کی قید ترغیبی ہے یعنی بیٹے کو چاہئے کہ باپ کو دعائے خیر میں یاد رکھے حتیٰ کہ نماز میں ماں باپ کو دعائیں پہلے دے پھر سلام پھیرے ورنہ اگر نیک بیٹا دعا نہ بھی کرے ماں باپ کو ثواب ملتا رہے گا۔

خیال رہے کہ یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس میں ارشاد ہوا کہ جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اُسے قیامت تک ثواب ملتا ہے یا فرمایا گیا کہ غازی کو ہمیشہ ثواب ملتا رہتا ہے کیونکہ وہ سب چیزیں صدقہ جاریہ ہیں یا علم نافع میں داخل ہیں۔

(مراۃ ج ا ص:۱۸۸)

مرن والے رہندے جے سدا زندہ
زندہ جہاں دی جگ تے یاد ہووے
وِدھ اگے توں وی ہندا جے نام پیدا
نیک جہاندی پچھے اولاد ہووے
کرو تلاوتاں پڑھ کے قرآن بخشو
جان والے دی انج امداد ہووے
اوہدی خوش نصیبی دی حافظاؔ حد کوئی نئیں
جھدے ختم تے سوہنے دا میلاد ہووے

حدیث:75

صدقہ جاریہ کی سات اقسام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ، عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ، وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ، أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ.

جو اعمال اور نیکیاں مومن کو بعد موت بھی پہنچتی رہتی ہیں (۱) ان میں سے وہ علم ہے جسے سیکھا گیا اور پھیلایا گیا (۲) اور نیک اولاد جو چھوڑ گیا (۳) یا قرآن شریف جس کا وارث بنا گیا (۴) یا مسجد (۵) یا مسافر خانہ جو وہ بنا گیا (۶) یا نہر جو جاری کر گیا (۷) یا خیرات جسے اپنے مال سے اپنی تندرستی اور زندگی میں نکال گیا کہ یہ چیزیں اُسے موت کے بعد بھی پہنچتی رہتی ہیں۔

(ابن ماجہ، المقدمہ حدیث ۲۴۲) مشکوۃ کتاب العلم حدیث (۲۵۴) مرآۃ شرح مشکوۃ (کتاب الروح المسألۃ السادسۃ عشرۃ ص:۱۹۱ ازشیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ)

ایک روایت میں ہے کہ سات چیزوں کا اجر انسان کی موت کے بعد قبر میں بھی جاری رہتا ہے اور اس میں صدقہ کی جگہ کھجور کا درخت لگانے اور مسافر خانے کی جگہ کنواں کھدوانے کا ذکر ہے۔ (ابونعیم، بزار، شرح الصدور ص:۳۹۴)

توضیح:

اس حدیث پاک میں سات چیزوں کا ذکر ہے جب کہ مسلم شریف کی حدیث میں تین چیزوں کا ذکر تھا دراصل یہ تمام چیزیں صدقہ جاریہ اور علم نافع میں موجود تھیں یہاں یہ چیزیں صراحتاً ذکر کردی گئیں ہیں

(۱)(وہ علم ہے جسے سیکھا گیا اور پھیلایا گیا) زبان سے یا قلم سے کہ اپنے کامل شاگرد اور بہترین تصنیفات چھوڑیں جب تک مسلمان ان سے فائدہ اٹھاتے رہینگے اُسے ثواب پہنچتا رہے گا اسی میں اسلامی کیسٹیں نعتیں اور علماءاہل سنت کی تقریریں بھی شامل ہیں۔

(۲) (اور نیک اولاد جو چھوڑ گیا) خواہ اولاد کو نیک بنا کر گیا یا اس کے مرنے کے بعد اولاد نیک ہوگئی دونوں صورتوں میں اسے ثواب ملتا رہے گا۔

(۳) قرآن شریف جس کا وارث بنا گیا) اس طرح کہ اپنے ہاتھ سے قرآن شریف لکھ کر یا خرید کر چھوڑ گیا اسی حکم میں تمام دینی کتب ہیں جو اسلامی لائبریریوں میں رکھی جاتی ہیں یا علماء اور طلباء کو دی جاتی ہیں یا کسی اسلامی کتاب کو شائع کروا کر تقسیم کیا جاتا ہے

(۷) یا خیرات جسے اپنے مال سے اپنی تندرستی اور زندگی میں نکال گیا) تندرستی کی اس لیے قید لگائی کہ مرض الموت میں خیرات کرنے کا ثواب آدھا ہے کیوں کہ اس وقت خود اپنے کو مال کی حاجت نہیں رہتی، اس میں تمام صدقہ جاریہ آ گئے جیسے کنویں کھدوانا، نلکے لگوانا، ہسپتال بنانا وغیرہ۔ (مرآۃ شرح مشکاۃ از مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ج ا ص ۲۱۸)

جو کام گنہگاروں کے لئے تخفیف عذاب کا باعث ہے وہی کام نیکوں کے لئے بلندی درجات کا باعث ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔

حدیث:76

بیٹے کی دعا سے بلندیءِ درجات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ أَنَّى هَذَا فَيُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ.

جنت میں کسی کا درجہ بلند ہوتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے الٰہی مجھے یہ بلندی درجات کہاں سے ملی رب فرماتا ہے تیرے بچے کے تیرے لئے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔

(ابن ماجہ حدیث:۳۶۶۰ ،احمد حدیث ۱۰۲۳۲،مشکوۃ حدیث:۲۳۵۴ کتاب الدعوات باب الاستغفار الادب المفرد از امام بخاری حدیث:۳۶ باب بر الوالدین بعد موتہما کتاب الروح ۔المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص:۱۹۳ ۔از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ)

اس سے معلوم ہوا کہ نیک اولاد جو ماں باپ کو ان کے وصال کے بعد دعائے مغفرت ایصال ثواب سے یاد رکھے صدقہ جاریہ ہے اور رب تعالی کی رحمت ہے، جس کے ذریعہ مردہ کو قبر میں فائدہ پہنچتا ہے۔ (مراۃ ج ۳ ص:۳۷۴)

باب:9

عام مومنین کی دعا کا فائدہ

حدیث:77

دعائے مغفرت سے امت مرحومہ کی بخشش

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اُمَّتِی اُمَّۃٌ مَرْحُوْمَۃٌ تَدْخُلُ قُبُوْرَھَا بِذُنُوْبِھَا وَتَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِھَا لَاذُنُوْبَ عَلَیْھَا یُمَحَّصُ عَنْھَا بِاسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِیْنَ لَھَا۔

میری امت امتِ مرحومہ ہے وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی لیکن جب وہ قبروں سے باہر نکلے گی تو اُن پر کوئی گناہ نہیں ہوگا مومنوں کے استغفار کی وجہ سے اُن کے گناہوں کو مٹا دیا جائے گا۔

(شرح الصدور ص:۳۹۷ مکتبہ مجمع الزوائد ۶۹/۱۰)

حدیث:78

میت کے لئے سب سے بڑا تحفہ دعائے مغفرت ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْہُ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا وَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَیُدْخِلُ عَلٰی اَھْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ ھَدِیَّۃَ الْاَحْیَاءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ۔

میت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتی ہے کہ ماں باپ بھائی یا دوست کی دعائے خیر کے پہنچنے کی منتظر رہتی ہے پھر جب اُسے دعا پہنچ جاتی ہے تو

اُسے یہ دعا دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا سے قبر والوں کو پہاڑوں کی مثل ثواب عطا فرماتا ہے اور یقیناً زندہ کا مُردوں کے لئے تحفہ اُن کے لئے دعائے مغفرت ہے۔

(بیہقی فی شعب الایمان ج ۷ ص:۱۲، مشکوۃ حدیث:۲۳۵۴ کتاب الدعوات باب الاستغفار)

تشریح:

تازہ میت برزخ میں ایسے ہوتی ہے جیسے نئی دلہن سسرال میں کہ اگرچہ وہاں اُسے ہر طرح کا عیش و آرام ہوتا ہے مگر اس کا دل میکہ میں پڑا رہتا ہے جب کوئی سوغات یا آدمی میکہ سے پہنچتا ہے تو اس کی خوشی کی کوئی حد نہیں رہتی پھر دل لگتے لگتے لگ جاتا ہے اسی لئے نئی میت کو جلد از جلد نیاز تیجا دسواں، بیسواں، چالیسواں وغیرہ سے یاد کرتے ہیں۔ (مراۃ ج ۳ ص:۳۷۴)

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
حقیقت میں وہ کبھی بھی ہم سے جُدا ہوتے نہیں

اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک نہیں اگر شرک ہوتا تو نہ ڈوبنے والا فریاد کرتا اور نہ مرنے والا اور نہ قیامت کے دن انبیاء کرام سے مدد مانگی جاتی کیونکہ قبر میں شرک ہوسکتا ہے اور نہ حشر میں حدیث میں [illegible] کے الفاظ آئے ہیں یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے یعنی فریاد کرنے والا استغاثہ کرنے والا اور جو اس کی امداد کرے گا اس کی فریاد کو پہنچے گا اس کو غوث کہتے ہیں۔ہم ایصال ثواب کی صورت میں عام مومنوں کی مدد کرتے ہیں اور خواص کو جو ہم ہدیہ پیش کرتے ہیں تو ان کے درجات بلند ہوتے ہیں تو وہ ہماری دنیا میں بھی مدد کرتے ہیں اور آخرت میں بھی مدد اور شفاعت فرمائیں گے۔جیسا کہ اس حدیث میں ہے ...... جو میرے لئے وسیلہ مانگے اس پر میری شفاعت لازم ہے

حدیث:79

درود وسلام پڑھ کر شفاعت کے حقدار بن جاؤ

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ

جب تم مؤذن کو سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جو وہ کہہ رہا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے پھر اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگو وہ جنت میں ایک جگہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک ہی کے لائق ہے مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں جو میرے لئے وسیلہ مانگے اس پر میری شفاعت لازم ہے۔ (مسلم 384) مشکوۃ 657)

وسیلہ مقام شفاعت مقامِ محمود جو آپ کو پہلے ہی حاصل ہے پھر ہمیں مانگنے کا حکم دیا جا رہا ہے تا کہ تم میری شفاعت کے حقدار بن جاؤ

حدیث:80

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو اذان سنتے وقت یہ کہا کرے یا اللہ اس عام دعوت اور کامل نماز کے رب محمد مصطفیٰ ﷺ کو وسیلہ اور بزرگی دے اور انہیں اس مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگی۔

(بخاری 614 مشکوۃ 659)

روزِ قیامت ہم نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کریں گے یا رسول اللہ ہماری بھی شفاعت فرما کر مشکل حل کردیں ہم بھی آپ کو یاد کرتے رہیں آپ کی نعتیں اور درود و سلام پڑھتے رہے ہیں:

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں
لئے ہوئے دلِ بیقرار ہم بھی ہیں
ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا
تیرے فقیروں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں
سر پہ رکھنے کو مل جائے گر نعلِ پاکِ حضور ﷺ
تو پھر کہیں کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں
میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

روحیں گھروں میں آ کر ایصالِ ثواب کا مطالبہ کرتی ہیں

مرنے والے اپنی قبروں پر آنے جانے والوں کو پہچانتے ہیں اور انہیں زندوں کی دعاؤں سے فائدہ پہنچتا ہے جب زندوں کی طرف سے تحفے آنا بند ہو جاتے ہیں تو ان کو آگاہی حاصل ہو جاتی

ہےاور اللہ انہیں اجازت دیتا ہے تو وہ گھروں پر جا کر ایصالِ ثواب کا مطالبہ بھی کرتے ہیں۔

امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

حدیث:81

شبِ جمعہ ارواح گھروں میں آتی ہیں

دستور القضاۃ مسند صاحب مائۃ مسائل میں فتاوی امام نسفی سے ہے

اِنَّ اَرْوَاحَ المومِنِیْنَ یَاتُونَ فِی کُلِّ لَیْلَۃِ الْجمعۃِ ویومَ الجمعۃِ فَیَقُومونَ بِفَنَاءِ بُیُوتِہِمْ ثُمَّ یُنَادِی کُلُّ و احدٍ مِنْہُمْ بِصَوتٍ حَزِیْنٍ یا اَھْلِی ویَا اَوْلَادِیْ ویا اَقْرِبَائِی اِعْطِفُوْا عَلَیْنَا بِالصَّدَقَۃِ وَاذْکُرُونَا ولا تَنْسَونَا وَارْحَمُوْنَا فِی غُرْبَتِنَا الخ۔

بیشک مسلمانوں کی روحیں ہر روز و شب جمعہ اپنے گھر آتی اور دروازے کے پاس کھڑی ہوکر دردناک آواز سے پکارتی ہیں کہ اے میرے گھر والو! اے میرے بچو! اے میرے عزیزو! ہم پر صدقہ سے مہر کرو، ہمیں یاد کرو بھول نہ جاؤ، ہماری غریبی میں ہم پر ترس کھاؤ۔ (دستور القضاۃ)

نیز خزانۃ الروایات مستند صاحب مائۃ مسائل میں ہے:

حدیث:82

روز جمعہ، یوم عاشورا اور شبِ براءت کو بھی ارواح گھروں میں آتی ہیں

عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اِذَا کَانَ یَومُ عِیدٍ اَوْیومُ جمعۃٍ اَوْیومُ عاشوراءَ اَوْلَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنَ الشَّعبانِ تَاتِی اَرْوَاحُ الاموَاتِ ویَقُومُونَ عَلٰی اَبْوَابِ بُیُوْتِہِمْ فَیَقُوْلُونَ ھَلْ مِنْ اَحَدٍ یُذَکِّرُنَا ھَلْ مِنْ اَحَدٍ یَتَرَحَّمُ عَلَیْنَا ھَلْ مِنْ اَحَدٍ یُذَکِّرُ غُرْبَتَنَا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے جب عید یا جمعہ یا عاشورہ کا دن یا شب برات ہوتی ہے اموات کی روحیں آکر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی اور کہتی ہیں: ہے کوئی کہ ہمیں یاد کرے، ہے کوئی کہ ہم پر ترس کھائے، ہے کوئی کہ ہماری غربت کی یاد دلائے۔

(خزانۃ الروایات)(فتاوی رضویہ ج۹ ص۶۵۰)

حدیث:83

اپنے اموات کو یاد رکھنا خصوصاً ماہِ رمضان میں

یا اَصْحَابِی لا تَنْسَوا اَمْوَاتَکم فی قُبُورِھِم خَاصَّۃً فی شَھْرِ رَمَضَانَ فَاِنَّ اَرْوَاحَھُمْ یَاْتُوْنَ بُیُوْتَھُمْ فَیُنَادِیْ کُلُّ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اَلْفَ مَرَّۃٍ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ اعْطِفُوا عَلَیْنَا بِدِرْھَمٍ اَوْ بِرَغِیْفٍ اَوْ بِکِسْرَۃِ خُبْزٍ اَوْ بِدَعْوَۃٍ اَوْ بِقِرَاءَۃِ آیَۃٍ اَوْ بِکِسْوَۃٍ کَسَاکُمُ اللّٰہُ مِنْ لِبَاسِ الْجَنَّۃِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے میرے صحابہ اپنے مردوں کو ان کی قبروں میں بھلا نہ دینا خصوصاً رمضان شریف کے مہینے میں۔ اس لئے یقیناً ان کی روحیں اپنے اپنے گھروں میں آتی رہتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک روح اپنے گھر والوں، مردوں عورتوں کو ہزار مرتبہ پکارتی ہے کہ ہم پر مہربانی کرو ایک (درہم کا صدقہ) دیکر، یا ایک روٹی صدقہ کرکے، یا روٹی کا ایک ٹکڑا صدقہ کرکے، یا دعا کرکے ہم پر مہربانی کرو، یا ایک آیت پڑھ کر (اس کا ثواب ہمیں پہنچا کر، یا ایک کپڑا دے کر ہم پر مہربانی کرو تمہیں اللہ تعالی جنت کا لباس پہنائے

(تفسیر روح البیان ج۶ ص۲۵۵ سورۃ الرعد آیت۲۲)

ثابت ہوا اہل اسلام کو ختم پڑھ کر ہمیشہ ثواب پہنچانا رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی تعمیل ہے اور اس سے روکنا سنت کی مخالفت اور رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ کرنا ہے۔ اور یہ ثابت ہوا کہ مردوں کی روحیں اپنے گھروں میں آتی رہتی ہیں۔

باب نمبر:10

میت کے لئے قرآنی خوانی

قرآن پڑھنے سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا

اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے ۔(سورۂ بنی اسرائیل:۸۲)

حدیث:84

قرآن پڑھنے والوں کو فرشتے گھیرے میں لے لیتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ

کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں قرآن پڑھنے اور آپس میں قرآن سیکھنے سکھانے کے لیے نہیں جمع ہوئی مگر ان پر دل کا چین اترتا ہے اور انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ اسے اس جماعت میں یاد کرتا ہے جو اس کے پاس ہے۔

(مسلم-2699-4867 مشکوۃ کتاب العلم 204)

اور ختم شریف نبی کریم ﷺ کے ان فرامین سے ماخوذ ہے

حدیث:85

ختم شریف میں فرشتے صبح سے شام تک دعا کرتے رہتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ خَتَمَ الْقُرآنَ اَوَّلَ النَّهَارِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى يُمْسِيَ وَمَنْ خَتَمَهُ آخِرَ النَّهَارِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى يُصْبِحَ

اگر ختم قرآن دن کے اول حصے میں ہو تو فرشتے شام تک اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور اگر ختم قرآن دن کے آخری حصے میں ہو تو فرشتے صبح تک اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔(جامع صغیر حدیث 8655)

ختم شریف سے روکنے والے لوگوں کو فرشتوں کی دعا سے روکنے چاہتے ہیں یہ مسلمانوں سے دشمنی نہیں تو اور کیا ہے یہ زندوں کے بھی دشمن اور مردوں کے بھی دشمن ہیں۔

حدیث:86

ختم شریف کی دعا پر چار ہزار فرشتوں آمین کہتے ہیں

عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ قَالَ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَخَتَمَهُ ثُمَّ دَعَا أَمَّنَ عَلٰى دُعَائِهِ أَرْبَعَةُ آلَافِ مَلَكٍ ثُمَّ لَا يَزَالُونَ يَدْعُونَ لَهُ وَيَسْتَغْفِرُونَ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ إِلَى الْمَسَاءِ أَوْ إِلَى الصَّبَاحِ۔

حضرت حمید اعرج بیان کرتے ہیں کہ جو شخص قرآن ختم کرے پھر دعا مانگے تو اُس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں پھر اُس کے لئے شام یا صبح تک دعا کرتے رہتے ہیں اور مغفرت مانگتے رہتے ہیں ۔

(دارمی حدیث :۳۳۲۵ کتاب فضائل القرآن باب ختم القرآن، تفسیر روح البیان پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت:۱۵۵، کتاب الاذکار ص:۹۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاں ختم قرآن کی محفل ہو وہاں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور ایصال ثواب کی محفلوں میں قرآن پاک ختم کئے جاتے ہیں معلوم ہوا کہ ایسی محفلوں میں شریک ہونا سنتِ ملائکہ ہے اور ملائکہ معصوم ہیں شرک و بدعت سے پاک ہیں اگر ایسی محفلیں شرک و بدعت ہوتیں تو فرشتے کبھی ایسی محفلوں میں حاضر نہ ہوتے۔

دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ چار ہزار فرشتہ آمین کہتا ہے اس سے اجتماعی دعا کا ثبوت ہوا کہ اجتماعی دعا بھی سنت ملائکہ ہے۔

حدیث:87

ختم شریف کی محفل میں ساٹھ ہزار فرشتوں کا نزول

حضرت عمرو بن شعیب h عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا خَتَمَ الْعَبْدُ الْقُرْآنَ صَلّٰی عَلَیْهِ عِنْدَ خَتْمِهٖ سِتُّوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ

جب کوئی شخص قرآن پاک ختم کرے تو ساٹھ ہزار فرشتے ختم قرآن کے وقت اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ جامع صغیر (570)

ختم شریف میں قرآن پڑھا جاتا ہے وہاں فرشتے آتے ہیں فرشتے شرک و بدعت سے معصوم ہیں اگر ختم شرک و بدعت ہوتا تو فرشتے اس نورانی محفل میں شریک نہ ہوتے جیسے گھر میں تصویر لگانا یا بلاضرورت کتا رکھنا جائز ہے وہاں فرشتے نہیں آتے اگر ختم بھی ناجائز ہوتا تو فرشتے نہ آتے۔ ختم شریف کی محفل میں گھر میں فرشتوں کا آنا ختم شریف کے جائز اور باعثِ رحمت ہونے کی دلیل ہے لیکن افسوس ہم نے گھروں میں جانداروں کی تصویریں آویزاں کر کے خود ہی رحمت کے فرشتوں کا داخلہ بند کیا ہوا۔

حدیث:88

بے برکتی کا سبب دو چیزیں ہیں:

عَنْ أَبِی طَلْحَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَةُ بَیْتًا فِیهِ کَلْبٌ وَلَا تَصَاوِیرُ

روایت ہے حضرت ابو طلحہ سے فرماتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس گھر میں فرشتے نہیں آتے جس میں کتا ہو نہ اس گھر میں جس میں تصویریں ہوں

(مسلم 2106، بخاری 5949، مشکوۃ 4489 کتاب اللباس باب التصویر)

شرح:

ملائکہ سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں، حافظین کاتبین اور عذاب کے فرشتے تو ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں۔ کتے سے مراد غیر ضروری کتا ہے اور تصاویر سے مراد جاندار کی تصویریں ہیں جو شوقیہ بلاضرورت ہوں اور احترام سے رکھی جاویں یہ قیدیں ضروری یاد رہیں لہذا نوٹ روپیہ پیسہ کی تصاویر جو ضروری ہیں اور فرش و بستر پر تصاویر جو پاؤں سے روندی جاویں جائز ہے ان کی وجہ سے فرشتے آنے سے نہیں روکتے، بچوں کی گڑیاں ان سے کھیلنا بچوں کے لیے جائز ہے مگر اس کی تجارت ممنوع ہے مذہب امام مالک، بعض نے فرمایا کہ گڑیا سازی کی احادیث منسوخ ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ غیر منسوخ ہیں۔ (مرقات) اور بچیوں کا گڑیاں بنانا ان سے کھیلنا درست ہے۔

حدیث:89

تصویر والے گھر میں آقا کریم تشریف نہیں لاتے

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِینَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِیهَا تَصَاوِیرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعَذَّبُونَ فَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ

روایت ہے ان ہی سے کہ انہوں نے ایک پردہ خریدا جس میں تصویریں تھیں پھر جب اسے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اندر نہ آئے میں نے آپ کے چہرے میں ناپسندیدگی محسوس کی فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اللہ رسول عزوجل ﷺ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اس پردہ کا کیا حال ہے میں نے عرض کیا کہ یہ میں نے آپ کے لیے خریدا ہے تا کہ آپ اس پر بیٹھیں اور آپ اس سے تکیہ لگائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان تصویروں والے لوگ قیامت کے دن عذاب دیئے جائیں گے ان سے کہا جاوے گا کہ جو تم نے بنایا انہیں زندہ کرو اور فرمایا کہ وہ گھر جس میں تصویر ہو اس میں فرشتے نہیں آتے

(مسلم 2107، بخاری 2105 مشکوۃ 4492 کتاب اللباس باب التصویر)

شرح:

نمرقہ اور ر کے کسرہ سے بھی آتا ہے اور ان دونوں کے پیش سے بھی۔ تکیہ، پردہ، زین پر ڈالنے کی چادر ان سب کو نمرقہ کہا جاتا ہے۔ غالبًا یہ پردہ تھا جو دروازہ پر لٹکایا گیا تھا اس میں جاندار چیزوں کی تصویریں تھیں۔

اظہار ناراضگی کے لیے یہ عملی تبلیغ ہے۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر با اثر عالم یا شیخ کسی فسق کی جگہ نہ جائے تو فسق بند ہو جاوے ایسی صورت میں ہرگز نہ جائے اور اگر اس کے نہ جانے سے اثر نہ پڑے تو جا سکتا ہے اس مسئلہ کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

آپ میں مزاج شناسی رسول حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ شریف سے کچھ نہ فرمایا مگر آپ نے چہرہ انور پر ناپسندیدگی کے آثار معلوم کر لیے۔

سبحان اللہ ! کیسا ایمان افروز کلمہ ہے اس عرض معروض سے دو مسئلہ معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اللہ کے ساتھ حضور کا نام لینا بغیر فاصلہ کے بالکل جائز ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ" یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ رسول بھلا کرے، اللہ رسول کی بڑی مہربانی ہے۔ دوسرے یہ کہ توبہ اور دوسری عبادات میں اللہ کے ساتھ حضور کو راضی کرنے کی نیت کرنا بالکل جائز ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ" اور فرماتا ہے: "وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْۢ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" صوفیا فرماتے ہیں کہ ہر گناہ میں اللہ تعالیٰ کی بھی ناراضگی ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی "عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ" گناہ سے دو حق تلفیاں ہوتی ہیں لہذا ہر گناہ کی توبہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی کرے اور حضور کی بارگاہ میں بھی دونوں ذاتوں سے معافی چاہیے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ دوبارہ الی فرمانے سے معلوم ہوا کہ دونوں ذاتوں کی طرف رجوع کرنا مشکل ہے کوئی کسی کے تابع نہیں۔

اس فرمان سے معلوم ہو رہا ہے کہ تصویریں بنانے والے اور ان کو شوقیہ رکھنے والے دونوں ہی اس مذکورہ سزا کے مستحق ہیں کیونکہ ام المؤمنین نے یہ تصاویر بنائی نہ تھیں صرف رکھی تھیں اور حضور نے یہ ارشاد فرمایا۔ (مرقات) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شوقیہ تصویر کھچوانا بھی حرام ہے کہ تصویر کھچوانے اور تصویر رکھنے میں تصویر بنانے والے کی امداد ہے گناہ پر مدد کرنا بھی گناہ ہے۔

حدیث:90

بے جان تصویریں بالاتفاق جائز ہیں

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يَجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ وَقَالَ إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا نَفْسَ لَهُ

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہر تصویر ساز (فوٹوگرافر) آگ میں ہوگا ہر تصویر کے عوض جو وہ بنائے ایک ذات بنائی جائے گی جو اسے دوزخ میں عذاب دے گی ابن عباس نے فرمایا کہ اگر تم ضرور یہ ہی کرو تو درخت اور وہ چیزیں بناؤ جن میں جان نہیں۔ (مسلم 2110، مشکوۃ 4498 کتاب اللباس باب التصویر)

شرح:

اس استثناء سے معلوم ہوا کہ ہر غیر جاندار کی تصویر بنانا جائز ہے بعض علماء نے فرمایا کہ پھل دار درختوں کی تصویر بنانا مکروہ ہے مگر حق یہ ہی ہے کہ مکروہ بھی نہیں، ہاں لہو ولعب کی نیت سے بنانا اس لیے مکروہ ہوگا کہ کھیل کود مکروہ ہے۔

حدیث:91

اجتماعی دعا:

حضرت حبیب بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَجْتَمِعُ مَلَأٌ فَيَدْعُو بَعْضُهُمْ وَيُؤَمِّنُ بَعْضُهُمْ إِلَّا أَجَابَهُمُ اللّٰهُ

جب کوئی قوم جمع ہوتی ہے اُن میں سے بعض دعا کرتے ہیں اور بعض آمین کہتے

ہیں تو اللہ تعالی اُن کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔

(ترغیب والترہیب حدیث: ۲۴۰ جلد اص: ۱۹۶ کتاب الصلاۃ باب الترغیب فی التامین خلف الامام وفی الدعاء، مجمع الزوائد ۱۰/۱۷۰، حاکم)

اجتماعی دعا کی ایک دلیل یہ ہے کہ جب امام سورہ فاتحہ ختم کرتا ہے تو سب آمین کہتے ہیں تو سورہ فاتحہ بھی دعا ہے جب عین حالتِ نماز میں اجتماعی دعا کرنا جائز ہے تو خارج نماز بھی جائز ہے۔

حدیث:92

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

دعا میں ہاتھ اٹھانے کے متعلق دو احادیث نمبر (36 اور 38) پہلے گذر چکی ہیں ایک حدیث اور ملاحظہ ہو۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ رَبَّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا۔

تمہارا رب حیاء والا ہے کرم والا ہے اس سے حیا فرماتا ہے کہ بندہ اُس کی بارگاہ میں ہاتھ اُٹھائے اور وہ انہیں خالی لوٹائے۔

(ابوداود حدیث ۱۴۸۸ کتاب الصلاۃ باب الدعاء اس حدیث کو ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔)

حدیث:93

ہر نماز اور ختم شریف کے بعد دعا قبول ہوتی ہے

حضرت عرباض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى صَلَاةً فَرِيضَةً فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ وَمَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ

جس نے فرض نماز ادا کی اس کے لئے ایک مقبول دعا ہے اور جس نے قرآن پاک ختم کیا اس کے لئے ایک مقبول دعا ہے۔

(جامع صغیر حدیث 8818)

ختم شریف پر لوگوں کو اس لئے بلایا جاتا ہے کہ معلوم نہیں کس کی دعا قبول ہوجائے ختم شریف کے منکر شاید یہ چاہتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہ ہوں اگر قبول ہوگئیں تو مسلمانوں کی بخشش ہوجائے گی یعنی ختم شریف کے منکر اہل اسلام کی بخشش کے دشمن ہیں۔خبردار اپنے دشمنوں کو پہچانو اور اس جماعت میں شامل ہوجاؤ جو زندگی میں تمہاری خیر خواہ اور وصال کے بعد بھی۔

نہ قرآن پڑھنے پر وقت کی پابندی نہ دعا مانگنے پر وقت کی پابندی اور درود شریف پڑھنے پر وقت کی پابندی اور نہ صدقہ وخیرات کرنے پر وقت کی پابندی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ قرآن پڑھنا یا دعا مانگنا منع ہے

حدیث:94

تین بار سورہ اخلاص پڑھنے سے ختمِ قرآن کا ثواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَاَ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ثَلاثَ مَرَّاتٍ فَکَاَنَّمَا قَرَاَ الْقُرْآنَ اَجْمَعُ

جس نے تین مرتبہ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ گویا کہ اس نے پورا قرآن پاک پڑھ لیا۔(جامع صغیر حدیث 8945)

حدیث:95

سورہ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ قَالُوا وَكَيْفَ يَقْرَأُ ثُلُثَ

الْقُرْآنِ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ

روایت ہے ابو الدرداء سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم اس سے عاجز ہو کہ ہر رات تہائی قرآن پڑھ لیا کرو لوگ بولے کیسے تہائی قرآن پڑھا جا سکتا ہے فرمایا "قل ھو اللہ احد" تہائی قرآن کے برابر ہے

(مسلم : 1344) مشکوۃ 2127

شرح:

شارحین نے اس جملہ کے بہت معنے کئے ہیں، بہترین معنے یہ ہیں کہ ایک بار "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" پڑھنے کا ثواب دس پارے تلاوت کرنے کے برابر ہے۔لہذا تین بار تلاوت کر لینے سے سارا قرآن شریف پڑھ لینے کا ثواب ہے۔ختم شریف وغیرہ میں تمام سورتیں ایک ایک بار پڑھی جاتی ہیں مگر سورہ اخلاص تین بار،اس عمل کی اصل یہی حدیث ہے۔خیال رہے کہ قرآن کریم میں تین قسم کے مضامین ہیں : اللہ تعالٰی کی ذات وصفات، قصے، احکام اور سورہ اخلاص میں ذات وصفات الٰہی کا مکمل ذکر ہے،اس لیے یہ سورۃ قرآن کریم کے تہائی کا ثواب رکھتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ حمد کی آیات دیگر آیات سے افضل ہے۔

حدیث:96

﴿اِذَا زُلْزِلَتْ﴾ نصف قرآن کے برابر ہے

روایت ہے حضرت ابن عباس وانس ابن مالک سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ

إِذَا زُلْزِلَتْ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْآنِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ تَعْدِلُ رُبْعَ الْقُرْآنِ

اذا زلزلت آدھے قرآن کے برابر ہے اور قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر اور قل یا ایہا الکافرون چوتھائی قرآن کے برابر

(ترمذی- 2894 مشکوۃ: 2156)

یعنی اذا زلزلت دو بار پڑھنے سے پورے قرآن کا ثواب ملے گا، یعنی قل ھو اللہ احد تین بار پڑھنے سے پورے قرآن کا ثواب ملے گا، یعنی قل یا ایہا الکافرون چار بار پڑھنے سے پورے قرآن کا ثواب ملے گا۔

حدیث: 97

نبی کریم ﷺ ہر رات سونے سے قبل ختم شریف پڑھتے یعنی تین بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات میں جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنے ہاتھ جمع کر کے ان میں پھونکتے جن میں "قل ھو اللہ احد" اور "قل اعوذ برب الفلق" اور "اعوذ برب الناس" پڑھتے پھر جسم کے جس حصہ تک ہو سکتا وہاں ہاتھ پھیرتے اپنے سر مبارک اور چہرے پاک کے سامنے والے حصے سے شروع فرماتے یہ تین بار کرتے تھے

(مسلم 1723، بخاری 5017 – 4630 – مشکوۃ 2132)

حدیث: 98

صبح وشام ختم پڑھنے والے ہر قسم کی آفت سے محفوظ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خُبَيْبٍ قَالَ: خَرَجْنَا فِي لَيْلَةٍ مَطِيرَةٍ وَظُلْمَةٍ

شَدِيدَةٍ نَطْلُبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لَنَا قَالَ فَأَدْرَكْتُهُ فَقَالَ قُلْ فَقُلْتُ مَا أَقُولُ قَالَ قُلْ: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِينَ تُمْسِي وَتُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ۔

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن خبیب سے فرماتے ہیں کہ ہم ایک بارشی اور سخت اندھیری رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈنے نکلے تا کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں تو ہم نے حضور کو پالیا حضور نے فرمایا کہو میں بولا کیا کہوں فرمایا صبح وشام کے وقت "قل ھو اللہ احد" اور فلق وناس تین تین بار پڑھ لیا کرو یہ تمہیں ہر چیز سے کافی ہوں گی

(ترمذی 3575 - 3499، ابوداؤد ونسائی (مشکوۃ 2163)

شرح:

یعنی تجھ سے ہر آفت کے ٹالنے اور ہر مصیبت کو دفع کرنے میں کافی ہوں گی یا تجھے ہر ورد وظیفے سے غنی کردیں گی کہ ان کے ہوتے تجھے دفع ضرر کے لیے اور کوئی وظیفہ کرنا نہ پڑے گا اس دوسرے معنے کی تفسیر وہ حدیث ہے کہ ان سورتوں سے بہتر کوئی تعویذ نہیں یہ بہترین تعویذ وامان ہے۔

مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں:

ہمارے سلسلہ میں ایک عمل ہے کہ بعد نماز فجر ومغرب حسب ذیل سورتیں پڑھ لیا کرے سورہ حشر کا آخری رکوع، اذا زلزلت الارض، قل یا ایھا الکفرون، قل ھو اللہ احد، تین بار فلق، ناس ہمیشہ اس پر عمل کرے ان شاء اللہ دنیاوی مصیبتوں سے محفوظ رہے گا اور ایمان پر خاتمہ نصیب ہوگا اور مرتے وقت اپنی جنت کی جگہ خواب میں دیکھ لے گا اور قریب موت اسے خواب میں

اطلاع دے دی جائے گی کہ تیرا وقت قریب ہے تیاری کر لے فقیر نے یہ عمل اپنے بزرگوں سے پایا ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ اس پر عامل ہے اس کے نتائج کی اپنے رب سے امید رکھتا ہے اللہ نصیب کرے۔

حدیث: 99

ختم شریف پڑھنے والوں کے لئے جنت میں گھر تیار ہو رہے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ عَشَرَ مَرَّاتٍ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

جس نے دس مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیا۔ (جامع صغیر حدیث 8945)

حدیث: 100

ہر نماز کے بعد ختم شریف پڑھنے والے جنتی ہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ مَعَ اِيْمَانٍ دَخَلَ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ وَزُوِّجَ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ كَمْ شَاءَ مَنْ اَدّٰى دَيْنًا خَفِيًّا وَعَفَا عَنْ قَاتِلِهِ وَقَرَأَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ عَشَرَ مَرَّاتٍ قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَوْ اِحْدَاهُنَّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ اَوْ اِحْدَاهُنَّ۔

جو ایمان کے ساتھ تین چیزیں لایا وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے اور جنتی حوروں سے چاہے نکاح کر لے: جس نے پوشیدہ قرض ادا کیا، اپنے قاتل کو معاف کر دیا اور ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

پڑھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول! اگر ان تینوں میں سے ایک پر بھی عمل کر لے؟ فرمایا: (ہاں) اگر ان تینوں میں سے ایک پر بھی عمل کر لے۔ (جامع صغیر حدیث 3426)

ایک نماز کے بعد دس بار قل ھو اللہ احد [illegible] کے بعد پچاس ہو گیا اور تین بار قل ھو اللہ احد پڑھنا ایک ختم قرآن کے برابر تو یہ تقریبا (۱۷) قرآن کا ثواب بنتا ہے اور صبح و شام بھی تین تین بار قل ھو اللہ احد پڑھنا اور سوتے وقت تین بار قل ھو اللہ احد پڑھنا سنت ہے تو ایک دن میں تقریبا بیس ختم قرآن بنتے ہیں تو ایک ماہ میں (600) ختم قرآن بنتے ہیں سبحان اللہ لوگ ایک ختم شریف سے بھاگتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں ایک ماہ میں (600) ختم شریف پڑھ کر میری سنت کو زندہ کر کے سو شہید کا ثواب حاصل کرو۔

حدیث: 101

قبرستان میں گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنے کی فضیلت

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ ﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اِحْدٰى عَشْرَةَ مَرَّةً ، ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهُ لِلْأَمْوَاتِ، اُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بِعَدَدِ الْأَمْوَاتِ۔

جو شخص قبرستان سے گذرا اور اُس نے گیارہ مرتبہ قل ہو اللہ احد (سورہ اخلاص) پڑھی اور اُس کا ثواب مردوں کو پہنچا دیا تو اُس شخص کو مردوں کی تعداد کے برابر اجر دیا جائے گا۔ (شرح الصدور: علامہ سیوطی، ص: ۳۰۳)

(حاشیہ رد المحتار علی در المختار ج ۲ ص: ۵۹۶ بحث قراءت للمیت باب الدفن، حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ۱/ ۴۱۲، شرح فتح القدیر ۱/ ۱۴۳۔)

شامی میں اسی جگہ ہے جو ممکن ہو قرآن پڑھے سورہ فاتحہ سورہ بقرہ کی اول آیات آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور سورہ یس ،سورہ ملک ،سورۃ التکاثر ،سورہ اخلاص بارہ یا گیارہ ،سات یا تین دفعہ پڑھے پھر کہے کہ یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں کو یا فلاں لوگوں کو پہنچا دے۔

ان عبارات میں فاتحہ کا مروّجہ پورا طریقہ بتایا گیا یعنی مختلف جگہ سے قرآن پڑھنا پھر ایصالِ ثواب کی دعا کرنا اور دعا میں ہاتھ اُٹھانا سنت لہذا ہاتھ اُٹھائے۔

حدیث 102

ختم شریف میں دعا مانگنے کا سنت طریقہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، كَانُوْا شُفَعَاءَ لَهُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى۔

جو شخص قبرستان میں داخل ہوا پھر اس نے سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور الہاکم التکاثر پڑھی پھر کہا: یا اللہ میں نے جو تیری کلام پڑھی ہے اس کا ثواب اس قبرستان کے مومنین اور مومنات کو بخشتا ہوں تو تمام اہل قبور اللہ کی بارگاہ میں اُس کی شفاعت کریں گے۔

(شرح الصدور از علامہ سیوطی ،ص:۳۰۴،باب: فی قراءۃ القرآن للمیت او علی القبر)

حکایت

سورہ اخلاص کا ثواب ایک سال تک تقسیم ہوتا ہے

حضرت سلمہ بن عبید سے روایت ہے حماد مکی نے کہا کہ میں ایک رات مکہ کے

قبرستان کی طرف نکلا اور میں اپنا سر ایک قبر پر رکھ کر سو گیا میں نے دیکھا قبرستان والے حلقہ بنا کر بیٹھے ہیں، میں نے اُن سے کہا

قَامَتِ الْقِيَامَةُ قَالُوْا لَا

کیا قیامت قائم ہو گئی؟

انہوں نے کہا نہیں

وَلٰكِنْ رَجُلٌ مِنْ إِخْوَانِنَا قَرَأَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لَنَا فَنَحْنُ نَقْتَسِمُهُ مُنْذُ سَنَةٍ

لیکن ہمارے ایک بھائی نے سورہ اخلاص پڑھ کر ہمیں ثواب بخشا ہے ہم اُسے ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

(شرح الصدور علامہ سیوطی ص:۳۰۴ باب فی قراءۃ القرآن للمیت او علی القبر)

اب حرمین شریفین میں بھی رمضان کی ستائیس یا انتیس کو قرآن ختم کیا جاتا ہے اور پھر حالتِ نماز ہی میں تمام مسلمانوں کے لئے بخشش کی دعا جاتی ہے اور ان الفاظ کے ساتھ دعا کی جاتی ہے:

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ فِي لَيْلَتِنَا هٰذِهِ اِجْمَعِيْنَ وَهَبِ الْمُسِيْئِيْنَ مِنَّا لِلْمُحْسِنِيْنَ۔

اے اللہ تمام مومنین اور مومنات کو بخش دے جو ان میں سے زندہ ہیں یا وفات پا گئے ہیں اور اے اللہ ہمارے گنہگاروں کو ہمارے نیکوں کی طفیل بخش دے۔

اگر قرآن پڑھ کر بخشش کی دعا کرنا جائز نہیں یا وسیلہ سے دعا نا جائز اور بدعت ہے تو ہم سے بحث کرنے سے پہلے حرمین کے ائمہ پر فتویٰ لگنا چاہئے کہ وہ حرمین شریفین میں

بدعت کا ارتکاب کیوں کر رہے ہیں۔اور اگر سعودی عرب میں ختم جائز ہے اور صالحین کے وسیلہ سے دعا جائز ہے تو پاکستان میں ناجائز کیوں۔اور اگر عین حالتِ نماز میں ختم جائز اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے تو نماز کے بعد بھی ختم پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے۔

تین بار قـــل ہـــو الـــلہ پڑھنے سے ختم قرآن کا ثواب اور ختم شریف پر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

صحابہ کرام وتابعین جب گھروں میں ختم شریف پڑھتے تو دوست احباب کو بلاتے۔

حدیث:103

ختم شریف میں تمام اہل خانہ کو جمع کر کے دعا مانگنا

عَنْ قتادة التابعی رضی اللّٰه عنه قال: كَانَ اَنَسُ بنُ مالكٍ رضی اللــه عنــه إِذَا خَتَـمَ الْقُرْآنَ جَمَعَ أَهْلَهُ وَدَعَا ۔روی ابن أبی داود بِاِسنادَينِ صَحِيْحَيْنِ

امام نووی شارح مسلم لکھتے ہیں:

کہ ابن ابی داؤد نے دو صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا کہ حضرت قتادہ تابعی بیان کرتے ہیں: کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب قرآن پاک ختم فرماتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع کرتے اور دعا فرماتے۔

(کتاب الاذکار ص:۹۷،کتاب تلاوۃ القرآن (داری حدیث:۳۴۳۹،۳۴۳۸،کتاب فضائل القرآن باب ختم القرآن) جلاء الافہام: ابن قیم جوزی ص:۳۰۲سو طن درود شریف نمبر۱۷عقب ختم القرآن)

حدیث:104

عَنْ ثَـابِـتٍ الْبُـنَـانِـيِّ قَـالَ كَـانَ أَنَـسُ بْنُ مَـالِكٍ إِذَا أَشْفَـى عَلَـى خَتْمِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ بَقَّى مِنْهُ شَيْئًا حَتَّى يُصْبِحَ فَيَجْمَعَ أَهْلَهُ فَيَخْتِمَهُ مَعَهُمْ

ثابت بنانی کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب رات کو قرآن پاک ختم ہونے کے قریب ہوتا تو اس میں سے کچھ چھوڑ دیتے یہاں تک صبح اپنے اہل وعیال کو جمع کرتے اور ان کے ساتھ ختم فرماتے۔

(داری حدیث ۳۴۳۸، کتاب فضائل القرآن باب ختم القرآن)

حدیث:105

ختم شریف میں عزیز واقارب کو بلانا

عَـنِ الْـحَـكَـمِ بْنِ عُتَيْبَةَ الـتـابـعـی رضـی اللّٰـه عنـه قـال: أَرْسَلَ إِلَيَّ مُـجَـاهِـدٌ وَعَبَـادَةُ بْنُ أَبِى لُبَابَةَ فَقَالا: إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكَ لِأَنَّا أَرَدْنَا أَنْ نَـخْـتِـمَ الْقُرْآنَ ،وَإِنَّهُ بَلَغَنَا أَنَّ الدُّعَاءَ يُسْتَجَابُ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْآنِ قَالَ: فَدَعَوْا بِدَعَوَاتٍ.

حکم بن عتیبہ تابعی بیان کرتے ہیں کہ مجھے مجاہد اور عبادہ بن ابولبابہ نے بلایا اور فرمایا ہم نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ ہم نے ختم قرآن کا ارادہ کیا ہے اور ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے پھر انہوں نے دعا مانگی۔

(کتاب الاذکار ص:۹۷،کتاب تلاوۃ القرآن جلاء الافہام ابن قیم جوزی ص:۳۰۲ موطن درود شریف نمبر۱۷عقب ختم القرآن (داری حدیث:۳۴۳۶ کتاب فضائل القرآن باب ختم القرآن)

ان احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ صحابہ کرام وتابعین عظام ختم قرآن کے وقت اپنے گھر والوں اور لوگوں کو جمع کر کے دعا مانگتے تھے اور یہ دعا صرف اپنے لئے نہیں

ہوتی تھی بلکہ پوری امت کے لئے بخشش کی دعا مانگی جاتی تھی اور ہم بھی ایصال ثواب گیارہویں شریف عرس شریف اور تیجے دسویں چالیسویں میں ختم قرآن کر کے لوگوں کو جمع کر کے دعا مانگ کر سنتِ صحابہ کرام وتابعین عظام پر عمل کرتے ہیں۔

حدیث: 106

دس بار قرآن ختم کرنے کا ثواب

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْآنِ يٰس وَمَنْ قَرَأَ يٰس كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہر چیز کا ایک دل ہے اور قرآن کا دل سورہ یٰس ہے جو سورہ یٰسین پڑھے تو اللہ اسے اس کی تلاوت کی برکت سے دس بار قرآن ختم کرنے کا ثواب دے گا۔

(ترمذی 2887 دارمی 3416 مشکوۃ 2147)(جامع صغیر حدیث 2423)

شرح:

جیسے دل سے اصل زندگی وابستہ ہے کہ اگر یہ ٹھیک ہے تو جاندار جاندار ہے اس کو ٹھیس لگتے ہی بے جان ہو جاتا ہے ایسے ہی قرآن کریم کا اصل مقصود سورہ یٰسین سے وابستہ ہے یہ سورہ پورے قرآن شریف کا گویا خلاصہ ہے کہ اس میں قیامت کے حالات کا مکمل بیان ہے اس کی تلاوت سے دل زندہ، ایمان تازہ، روح شاداں وفرحاں ہوتے ہیں قریب موت اس کی تلاوت سے جان کنی آسان ہوتی ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ ایمان کا دل ہے قیامت کے حالات کو ماننا اور حالات قیامت جس تفصیل سے سورہ یٰسین میں مذکور ہیں دوسری سورت میں مذکور نہیں اس لیے اسے قرآن کا دل فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ سارا قرآن شریف ہی کلام الٰہی ہے مگر اس کی سورتوں کی تاثیریں مختلف ہیں ایک بار سورہ یٰسین کی تلاوت دس قرآن کا ثواب رکھتی ہے یہ اس کی بے مثال خصوصیت ہے۔ خیال رہے کہ دس 10 ختم قرآن کا ثواب ملنا اور ہے اور حقیقتاً دس 10 قرآن کریم ختم کرنا کچھ اور۔ طبیب کہتے ہیں کہ ایک مقوی گرم کر کے کھانے میں ایک روٹی کی طاقت ہے مگر پیٹ بھرے گا روٹی ہی کھانے سے، ختم قرآن ہوگا تیسوں پارے پڑھنے سے۔(مراۃ المناجیح)

نجدی مفسر صلاح الدین یوسف لکھتا ہے: سورہ یٰسین کی فضیلت میں سند کے لحاظ سے کوئی روایت بھی درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔ بعض بالکل موضوع ہیں یا ضعیف۔(تفسیر احسن البیان ص 1232) یہ نام نہاد مفسر قرآن کا خیر خواہ ہے یا دشمن کیا اس حدیث کی صرف ایک ہی سند ہے یا فضائل اعمال میں عمل کے لئے حدیث کا صحیح ہونا شرط ہے۔ فضائل اعمال میں عمل کے لئے کسی محدث نے یہ شرط نہیں لگائی صحیح نہ سہی اس کے نیچے بھی تو حدیث کے درجات ہیں حسن لذاتہ، حسن لغیرہ اور فضائل اعمال میں عمل کے لئے تمام محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے لہذا آپ کی یہ خودساختہ شرائط نا قابل التفات ہیں۔ اور پھر حافظ ابن کثیر کی تفسیر کا مطالعہ کیا ہوتا کہ اس میں سورہ یاسین کی ایک سند کو ,,جید،، بھی کہا گیا ہے اور متعدد اسناد ذکر کی گئی ہیں۔ البانی کی اندھی تقلید کرنے کی بجائے دیگر محدثین اور مفسرین کو بھی پڑھنے کی زحمت کر لیا کرو اور لوگوں کو قرآن پڑھنے سے روک کر دشمن اسلام ہونے کا ثبوت مہیا نہ کرو۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں بعض علماء نے یہ کہا کہ اس سورۃ کی خصوصیت میں سے ہے کہ جس بھی مشکل کام میں اسے پڑھا جائے تو اللہ تعالی اسے آسان کر دیتا ہے اور میت کے پاس پڑھنے سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں اور روح آسانی سے نکل جاتی ہے۔ اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ہم سے ابوالمغیرہ اور صفوان نے بیان کیا کہ بزرگ فرماتے تھے۔ سورہ

یاسین میت پر پڑھی جائے اللہ اس کی برکت سے میت پر تخفیف فرماتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر سورہ یاسین)

امام مناوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ اس کی فضائل میں اثار تواتر کی حد تک پہنچ چکے ہیں حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں مرفوعا روایت کیا ہے کہ

حدیث: 107

سورہ یس بیمار کے لئے شفا اور بھوکے کے لئے کھانا ہے

مَنْ قَرَأَ یس وهو خَائِفٌ اَمِنَ اَوْ سَقِيْمٌ شُفِيَ اَوْجَائِعٌ شَبِعَ

خوف زدہ سورہ یاسین پڑھے تو اسے امن ملے، بیمار پڑھے تو اسے شفا ملے اور بھوکا پڑھے تو وہ سیر ہو جائے۔ (فیض القدیر حدیث 2423ج 2 ص 660)

حدیث: 108

صبح کے وقت سورہ یس پڑھنے کی فضیلت

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ يس فِي صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهُ

روایت ہے حضرت عطاء ابن ابی رباح سے فرماتے ہیں مجھے خبر ملی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شروع دن میں سورہ یٰس پڑھ لے اس کی تمام ضرورتیں پوری ہوں گی۔ (دارمی مرسلا 3418 مشکوۃ 2177)

شرح:

بعض بزرگ نماز فجر کے بعد سورہ یٰس کی تلاوت کرتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے یہ عمل نہایت مجرب ہے اس کا عامل ان شاءاللہ کبھی فقر و فاقہ یا دیگر آفات میں نہ پھنسے گا۔ دفع حاجات کے لیے یہ سورہ اکسیر ہے۔

حدیث: 109

رات کو سورہ لیس پڑھنا

امام طبرانی حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر رات لیس پڑھنے پر دوام کرے تو وہ مر جائے گا تو شہادت کی موت مرے گا۔

(تفسیر تبیان القرآن ج 9 ص 708)

حدیث: 110

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ يس فِي لَيْلَةٍ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ غُفِرَ لَهُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی رات میں سورہ لیس اللہ کی رضا کی لئے پڑھی اس کی اس رات میں بخشش کر دی جائے گی۔ (دارمی تفسیر تبیان القرآن ج 9 ص 707)

حدیث: 111

سورہ لیس کی تلاوت ہر مشکل کے لئے

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابو قلابہ سے بیان کیا جس شخص سورہ لیس کو پڑھا اسے بخش دیا جائے گا اور جس شخص کو کھانے کی کمی کا خوف ہے تو وہ سورہ لیس پڑھے تو وہ کھانا اسے کافی ہو جائے گا، اور جس نے میت کے پاس اسے پڑھا تو اس پر آسانی ہو جائے گی اور جس عورت کے ہاں مشکل سے ولادت ہو رہی ہو تو اس کے پاس اسے پڑھا جائے تو ولادت میں آسانی ہو جائے گی۔ (تفسیر تبیان القرآن ج 9 ص 708)

اسی لئے ختم شریف میں سورہ لیس پڑھی جاتی ہے تا کہ کھانے میں برکت ہو جائے۔ اور اسی لئے آیت الکرسی کھانے پر پڑھی جاتی ہے۔

حدیث 112

وقتِ موت یا قبر پر یاسین پڑھنے کا حکم

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَأُوْا ﴿ یٰسٓ ﴾ عَلٰی مَوْتَاکُمْ اپنے مُردوں پر سورہ یٰس پڑھو۔

(ابوداود حدیث ۳۱۲۱، ابن ماجہ حدیث ۱۴۴۸، مشکوۃ حدیث: ۱۶۲۲ کتاب الجنائز) رواہ النسائی فی الیوم واللیلہ

امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ امام قرطبی فرماتے ہیں: اس میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ وقت موت پڑھی جائے دوسرا احتمال یہ ہے کہ قبر کے پاس پڑھی جائے۔

(شرح الصدور ص ۴۰۴) کتاب الروح ص (۳۵) السراج الوہاج از نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد جلد ۲ ص (۵۵)

شارح مسلم امام نووی فرماتے ہیں زائر کے لئے یہ مستحب ہے کہ جتنا قرآن میسر ہو پڑھے اور اس کے بعد دعا مانگے۔ (شرح المہذب)

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر قبر پر قرآن ختم کیا جائے تو افضل ہے۔

(شرح الصدور ص ۴۰۳) ریاض الصالحین کتاب عیادۃ المریض باب الدعاء للمیت بعد دفنہ)

حدیث: 113

وعن معقل بن یسار المزنی رضی اللّٰہ عنہ أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: مَنْ قَرَأَ (یٰسٓ) اِبْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ تعالٰی غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ فَاقْرَؤُوْھَا عِنْدَ موتاکُمْ

روایت ہے حضرت معقل ابن یسار مزنی سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو رضائے الٰہی کے لیے سورہ یٰس پڑھے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے لہٰذا اسے مرنے والے کے پاس پڑھا کرو۔

(بیہقی شعب الایمان مشکوۃ کتاب فضائل القرآن 2178)

شرح:

یہ سورہ یٰس کا اخروی فائدہ ہے اس کی تلاوت کرنے والا دنیاوی آفات سے محفوظ رہے گا اور اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے ان شاء اللہ کبیرہ گناہ بھی۔ (مرقات)

ظاہر یہ ہے کہ یہاں موتی سے مراد وہ ہے جس کی جان نکل رہی ہو قریب الموت ہو، ایسی حالت میں سورہ یٰس تلاوت کرنے کا عام رواج ہے، اس کی اصل یہ حدیث ہے، چونکہ اس سورۃ سے مشکل بھی حل ہوتی ہے اور گناہ بھی معاف، اس لیے اس وقت سورہ یٰس پڑھنا نہایت مناسب ہے اور ہو سکتا ہے کہ موتی سے مراد میت ہی ہو یعنی قبر پر یا دفن سے پہلے سورہ یٰس پڑھا کرو پہلے معنے زیادہ موزوں ہیں (لمعات و مرقات)

شیخ ابن قیم لکھتے ہیں: -عبد الحق نے روایت کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر سورۃ بقرہ پڑھی جائے۔ امام احمد بن حنبل پہلے اس کا انکار کرتے تھے مگر جب انہیں حضرت ابن عمر کے اس قول کا علم ہوا تو انہوں نے اس انکار سے رجوع کر لیا۔

(کتاب الروح ص: ۳۳، السراج الوہاج از نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد جلد ۲ ص (۵۵)

علی بن موسی الحداد بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جنازہ میں امام احمد بن حنبل اور محمد بن قدامۃ الجوہری کے ساتھ تھا جب میت کو دفن کیا گیا ایک نابینا آدمی قبر پر بیٹھ کر قرآن پڑھنے لگا تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا: اے قاری قبر پر قرآن پڑھنا بدعت ہے جب ہم قبرستان سے نکلے تو محمد بن قدامہ نے احمد بن حنبل سے کہا۔ آپ مبشر حلبی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کہا ثقہ ہے۔ میں نے کہا آپ نے اس سے کوئی روایت لی ہے؟ فرمایا: ہاں، مجھے مبشر نے (کتاب الروح ابن قیم ص: ۳۳، کتاب القراءۃ عند القبور للخلال)

حدیث:114

قبر پر قرآن پڑھنے کا ثبوت

وعَنْ عَبْدُ اللّٰہ بن عمر قال :سمعت النبیﷺ یقول :

"إِذَا مَاتَ أَحَدُكم فَلا تَحْبِسُوهُ وأَسْرِعُوْا بِهِ إِلى قَبْرِهِ وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ فَاتِحَةُ الْبَقَرَةِ وعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ البقرةِ ۔" وَقالَ والصحيح أنه موقوف عليه

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر h سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریمﷺ کو فرماتے سنا جب کوئی مرجائے تو اسے روک نہ رکھو اس کی قبر تک جلدی پہنچاؤ اس کے سر کے پاس سورہ بقر کا شروع اور پیروں کے پاس بقر کا آخری رکوع پڑھو (بیہقی ،شعب الایمان)اور فرمایا صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ان پر موقوف ہے۔ (مشکوۃ کتاب الجنائز: 6،باب: دفن المیت)

شرح:

یعنی بعد دفن قبر کے سرہانے الٓمٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور قبر کی پائتی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر تک پڑھو کیونکہ جیسے نزع کے وقت سورہ یٰسین پڑھنے سے جانکنی آسان ہوتی ہے ایسے ہی بعد دفن یہ رکوع پڑھنے سے قبر کی مشکلات حل ہوتی ہیں ۔مرقات میں ہے کہ امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں جب بھی قبرستان جاؤ تو قُلْ ہُوَ اللہُ، فلق اور ناس اور سورہ فاتحہ پڑھ کر قبر والوں کو ثواب بخشو اور جب انصار میں کوئی فوت ہوتا تو وہ حضرات عرصہ تک قبر پر آتے جاتے رہتے۔

حدیث:115

اللہ کی رحمت کا خزانہ اور دنیا و آخرت کی ہر بھلائی

عَنْ أَيْفَعَ بْنُ عَبْدِ الْكَلاعِيُّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ سُورَةِ الْقُرْآنِ أَعْظَمُ قَالَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ قَالَ فَأَيُّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ أَعْظَمُ قَالَ آيَةُ الْكُرْسِيِّ (اللَّهُ لا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ) قَالَ فَأَيُّ آيَةٍ يَا نَبِيَّ اللَّهِ تُحِبُّ أَنْ تُصِيبَكَ وَأُمَّتَكَ قَالَ خَاتِمَةُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فَإِنَّهَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَةِ اللَّهِ مِنْ تَحْتِ عَرْشِهِ أَعْطَاهَا هَذِهِ الْأُمَّةَ لَمْ تَتْرُكْ خَيْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ

روایت ہے حضرت ایفع ابن عبد الکلاعی سے فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہﷺ قرآن کریم کی کون سی سورۃ بہت بڑی ہے فرمایا" قل ھو اللہ احد "عرض کیا پھر قرآن کریم کی کون سی آیت بہت بڑی ہے فرمایا آیۃ الکرسی ،یعنی "اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم "عرض کیا یا نبی اللہﷺ کس آیت کے متعلق آپ چاہتے ہیں کہ اس کی برکت آپ کو اور آپ کی امت کو پہنچے فرمایا سورہ بقر کی آخری آیات کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے عرشی خزانے ہیں جو اللہ نے اس امت کو بخشے ان آیتوں نے دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی ایسی نہ چھوڑی جو اپنے میں لے نہ لی ہو۔(دارمی 3246 مشکوۃ 2169)

شرح:

کیونکہ اس سورت میں رب تعالیٰ کی توحید کا نہایت جامع اور مکمل بیان ہے اور کلام کی عظمت اس کے مضمون کی عظمت سے ہوتی ہے لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں

جن میں ارشاد ہوا کہ سورہ فاتحہ بڑی اعظم سورۃ ہے کہ وہاں اعظمیت اور لحاظ سے ہے کہ وہ بہت سے مضامین کی جامع ہے اور یہاں اعظمیت دوسری حیثیت سے غالباً یہاں سوال بھی اسی اعظمیت کا تھا لہذا جواب سوال کے مطابق ہے۔

"اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" سے آخر تک اور بہتر یہ ہے کہ "لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ" سے آخر تک پڑھا کرے ان خزانوں کا نزول عرش سے ہوا اور اس امت کے سواء کسی امت کو اس جیسی عظیم الشان نعمت نہ ملی۔

کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالٰی کی توحید ملکیت عامہ غفاری، ستاری وغیرہ صفات کا بھی اعلیٰ بیان ہے اور جامع دعائیں بھی ہیں اور رب تعالٰی کو بندے کا مانگنا بہت محبوب ہے یہ آیت عموماً اور تہجد کی نماز میں خصوصاً پڑھنا چاہیے اس کے بڑے فائدے دیکھے گئے ہیں۔

حدیث: 116

دو بے مثال نوروں کی برکت سے قبر بھی منور ہو جائیگی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَيْنَمَا جِبْرِيلُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ نَقِيضًا مِنْ فَوْقِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ هٰذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ أَبْشِرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيتَهُ *

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں جب حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے تو آپ نے اوپر سے آواز سنی تو آپ نے سر مبارک اٹھایا حضرت جبریل d نے عرض کیا یہ آسمان کا وہ دروازہ کھولا

گیا ہے جو آج کے سوا کبھی نہ کھولا گیا اس سے ایک فرشتہ اترا جبریل بولے یہ وہ فرشتہ زمین پر اترا ہے جو آج کے سوا کبھی نہ اترا اس نے سلام کیا پھر بولا آپ خوش و خرم ہوں ان دو نوروں سے جو آپ کو دیئے گئے آپ سے پہلے کسی کو نہ دیئے گئے سورہ فاتحہ اور سورہ بقر کی آخری آیتیں ان دونوں کا ایک حرف بھی آپ نہ پڑھیں گے مگر آپ کو اس کا اجر ملے گا۔(مسلم 806 مشکوۃ 2124)

شرح:

چونکہ یہ دونوں سورتیں دنیا میں سیدھے راستہ کی ہادی ہیں اور پل صراط پر روشنی جس کے ذریعہ ان کی تلاوت کرنے والا آسانی سے اسے طے کرلے گا اس لیے انہیں نور فرمایا۔ خیال رہے کہ حضور انور ﷺ خود نور ہیں پھر آپ پر یہ نور اترے تو بفضلہ تعالٰی نورٌ علٰی نور ہوئے۔

یعنی آپ سے پہلے نبیوں میں سے کسی کو ایسی شاندار آیات و سورتیں نہ ملیں تو ریت انجیل وغیرہ میں ایسی شان کی آیت نہیں، یوں تو سارا قرآن شریف ہی ان کتب سے افضل ہے مگر یہ آیات بہت ہی افضل۔ یوں کہہ لو کہ بے مثال نبی ﷺ کو دو بے مثال نور عطا ہوئے نور والے نبی ﷺ کو نور عطا ہوا۔

نور والا آیا ہے نور لیکر آیا ہے
دونوں عالم میں یہ دیکھو کیسا نور چھایا ہے

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

حدیث: 117

ختم شریف پڑھنے سے شیطان قریب نہیں آتا

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مَنْ قَرَأَ أَرْبَعَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ وَآيَتَانِ بَعْدَ آيَةِ الْكُرْسِيِّ وَثَلَاثًا مِنْ آخِرِ سُورَةِ

الْبَقَرَةِ لَمْ يَقْرَبْهُ وَلَا أَهْلَهُ يَوْمَئِذٍ شَيْطَانٌ وَلَا شَيْءٌ يَكْرَهُهُ وَلَا
يُقْرَأْنَ عَلَى مَجْنُونٍ إِلَّا أَفَاقَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس نے سورہ بقرہ کی پہلی چار آیات، آیۃ الکرسی اور اس کے بعد والی دو آیات اور سورہ بقرہ کی آخری تین آیات پڑھیں تو اس دن شیطان اس کے اور اس کے اہل وعیال کے قریب نہیں آئے گا اور اسے کوئی مکروہ چیز بھی پیش نہیں آئے گی اور اگر ان آیات کو دیوانہ پر پڑھا جائے تو اسے افاقہ ہو جائے۔

(دارمی 3249 سنن کتاب فضائل القرآن باب فضل أول سورة البقرة وآية الكرسي)

حدیث: 118

رات کو ختم شریف کی برکت سے قرآن محفوظ رہتا ہے

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سُبَيْعٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنَ الْبَقَرَةِ عِنْدَ مَنَامِهِ لَمْ يَنْسَ الْقُرْآنَ أَرْبَعُ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِهَا وَآيَةُ الْكُرْسِيِّ وَآيَتَانِ بَعْدَهَا وَثَلَاثٌ مِنْ آخِرِهَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے مُغِیرَۃ بن سُبَیع فرماتے ہیں: جس نے سوتے وقت سورہ بقرہ کی دس آیات پڑھیں تو وہ قرآن نہیں بھولے گا سورہ بقرہ کی پہلی چار آیات، آیۃ الکرسی اور اس کے بعد والی دو آیات اور سورہ بقرہ کی آخری تین آیات۔

(دارمی 3251 کتاب فضائل القرآن باب فضل أول سورة البقرة وآية الكرسي)

ختم شریف کا متبرک کھانا صرف اہل ایمان ہی کھا سکتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ

تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اُس کی آیتوں کو مانتے ہو

گھی اور سوجی کا یہ عمدہ نوالہ کھائے وہی جو ہو ایمان والا

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

اور تمہیں کیا ہوا کہ اُس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا

معلوم ہوا کہ گیارھویں شریف کی گائے یا بکرا بھی حلال ہے کیونکہ وہ اللہ کے نام پر ذبح ہوتا ہے۔ اور قانون یہ ہے کہ حرام چیزوں کا مفصل ذکر ہوتا ہے اور جس چیز کو حرام نہ فرمایا گیا ہو وہ حلال ہے۔

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ.

اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا اور وہ بیشک حکم عدولی ہے اور بیشک شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑیں اگر تم اُن کا کہنا مانو تو اس وقت تم مشرک ہو۔ (سورہ الانعام آیت: ۱۱۸-۱۱۹،۱۲۱)

معلوم ہوا کہ شیاطین اپنے چیلوں اور ایجنٹوں کو تیار کر کے مسلمانوں کی طرف بھیجتے ہیں اور وہ ان سے بحث اور مناظرے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ رزق اور

کھانے حرام ہیں اللہ فرماتا ہے تم اُن کی باتیں میں نہ آنا اور کبھی بھی میرے حلال رزق کو حرام نہ کہہ دینا اگر تم نے اُن کی بات مان کر حلال کھانوں کو حرام کہہ دیا تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔

حدیث: 119

بسم اللہ کی برکت سے کھانا شیطان محفوظ رہتا ہے

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ

روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ شیطان کھانے کو اپنے لیے حلال بنالیتا ہے اس بناء پر کہ اس پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے

(مسلم 2017-3761 کتاب الأشربۃ *باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما *مشکوۃ کتاب الاطعمہ 4160)

شرح:

یعنی کھانے کے اول بسم اللہ پڑھ لینے سے شیطان کے لیے رکاوٹ ہو جاتی ہے اور اگر بسم اللہ نہ پڑھی جاوے تو وہ کھانا پینا شیطان کے لیے حلال ہو جاتا ہے۔شیطان سے مراد قرین ہے جو ہر انسان کے ساتھ رہتا ہے۔یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے والے کے ساتھ کھانا کھانے پر یہ شیطان قادر ہو جاتا ہے۔اگر بسم اللہ پڑھ لی جائے یا قرآن کا کوئی حصہ پڑھ لیا جائے تو وہ اس کے لئے حرام ہو جاتا ہے اس لئے وہ کہتا ہے کہ ختم حرام ہے۔ وہ جتنی مخالفت کرتا ہے ہم اتنا ہی ختم شریف زیادہ پڑھتے ہیں تا کہ ہمارے کھانے میں برکت زیادہ ہو اور شیطان اس میں شریک نہ ہو۔

حدیث: 120

شیطان کا معدہ بسم اللہ والا کھانا ہضم نہیں کرتا

عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَرَجُلٌ يَأْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهِ إِلَّا لُقْمَةٌ فَلَمَّا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهِ

روایت ہے حضرت امیہ ابن مخشی سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص کھانا کھاتا تو اس نے بسم اللہ نہ پڑھی حتی کہ نہ باقی رہا اس کے کھانے سے مگر ایک لقمہ پھر جب اسے اپنے منہ کی طرف اٹھایا تو اس کے اول و آخر بسم اللہ کہا حضور ہنس پڑے پھر فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا پھر جب اس نے اللہ کا نام لیا تو جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا سب قے کر دیا

(ابوداؤد: 3276-3768 مشکوۃ: کتاب الاطعمہ: 4203)

شرح:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں حقیقت میں چھپی مخلوق کو بھی ملاحظہ فرماتی ہیں اور حدیث بالکل اپنے ظاہری معنی پر ہے کہ کسی تاویل کی ضرورت نہیں جیسے ہمارا معدہ مکھی والا کھانا ہضم نہیں کرسکتا ایسے شیطان کا معدہ بسم اللہ والا کھانا ہضم نہیں کرتا اگرچہ اس کا قے کیا ہوا کھانا ہمارے کام نہیں آتا مگر مردود تو بیمار بھی پڑ جاتا ہے اور بھوکا بھی رہ جاتا ہے اور ہمارے کھانے کی فوت شدہ برکت لوٹ آتی ہے۔غرضیکہ اس میں ہمارا فائدہ ہے اس کے دو نقصان اور ممکن ہے کہ وہ مردود آئندہ ہمارے ساتھ بغیر بسم اللہ والا

کھانا بھی ڈر کے سبب نہ کھائے کہ شاید یہ بیچ میں بسم اللہ پڑھ لے اور مجھے قے کرنی پڑے۔غالبًا یہ شخص اکیلا کھا رہا تھا اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھاتا ہوتا تو بسم اللہ نہ بھولتا وہاں تو حاضرین بسم اللہ بلند آواز سے کہتے تھے اور ساتھیوں کو بسم اللہ کہنے کا حکم کرتے تھے۔

حدیث 121

بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کیا پڑھے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَإِنْ نَسِيَ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے کھانے پر اللہ کا ذکر بھول گیا تو کہہ لے بسم اللہ اس کے اول میں اور اس کے آخر میں ۔

(ترمذی 1858،ابوداؤد 3767 مشکوۃ کتاب الاطعمہ)

شرح:

یعنی جو شخص کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں جب یاد آجائے تب یہ کہہ لے بلکہ بعض علماء نے فرمایا کہ کھانا کھا چکنے ہاتھ دھو لینے کلی کر لینے کے بعد یاد آوے تب بھی یہ ہی کہہ دے مگر صحیح یہ ہے کہ دوران کھانے میں یاد آتے وقت ہی کہنا کہ شیطان کھایا ہوا کھانا قے کر دے بعد فراغ یہ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

حدیث:122

بے برکتی کا سبب سنت کا چھوڑنا ہے

عَنْ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ قَالَ فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُونَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ

روایت ہے حضرت وحشی ابن حرب سے وہ اپنے والد سے راوی وہ اپنے دادا سے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے فرمایا شاید تم الگ الگ کھاتے ہو عرض کیا ہاں فرمایا اپنے کھانے پر جمع ہو جایا کرو اور اللہ کا نام لو تم کو اس میں برکت دی جائے گی۔

(ابوداؤد 3764-3272 مشکوۃ 4252)

شرح:

یہ ہے ان حکیم مطلق صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج فرمانا کہ جمع ہو کر ایک ساتھ کھانے میں برکت ہے۔خیال رہے کہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ

"لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا"

یعنی تم پر گناہ نہیں مل کر کھاؤ یا الگ الگ

کیونکہ آیت کریمہ میں الگ الگ کھانے کے جواز کا ذکر ہے اور اس حدیث پاک میں مل کر کھانے کے استحباب کا تذکرہ ہے۔

حدیث:123

قبرستان میں سورہ یاسین پڑھنے والے کو لاتعداد نیکیاں

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَأَ سُورَةَ يٰسٓ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَانَ لَهُ بِعَدَدِ مَنْ فِيهَا حَسَنَاتٌ.

جو شخص قبرستان میں داخل ہوا پھر اُس نے سورہ (یٰس) پڑھی تو اللہ تعالیٰ اُن کے عذاب میں تخفیف کر دیتا ہے اور پڑھنے والے کو اُس قبرستان والوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملتی ہیں۔

(شرح الصدور از علامہ سیوطی، ص:۳۰۴، باب فی قراءۃ القرآن للمیت او علی القبر)(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد۳ ص:۱۱۹)

حدیث:124

جمعۃ المبارک کو والدین کی قبر کی زیارت کرنا

روایت ہے حضرت محمد ابن نعمان سے وہ اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کرتے ہیں فرمایا

مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فِی کُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَلَهٗ وَ کُتِبَ بَرًّا

جو اپنے ماں باپ یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ میں زیارت کیا کرے تو اس کی بخشش کی جائے گی اور وہ بھلائی کرنے میں لکھا جائے گا۔

(بیہقی، شعب الایمان، مشکوۃ باب زیارۃ القبور 1768)

شرح:

یعنی ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرنے والا گویا اب بھی انکی خدمت کر رہا ہے۔ جو ثواب ان کی زندگی میں ان کی خدمت کرنے کا ہے وہی ثواب ان کی وفات کے بعد ان کی قبور کی زیارت کا ہے۔ علما فرماتے ہیں کہ والدین کی وفات کے بعد تین کام کرو: ایک یہ کہ ہر جمعہ کو ان کی قبروں کی زیارت کرو، ان کے لیئے دعاء ختم وغیرہ پڑھو۔ دوسرے یہ کہ ان کے قرض ادا کرو، ان کے وعدے پورے کرو۔ تیسرے یہ کہ والد کے دوستوں اور والدہ کی سہیلیوں کو اپنا باپ وماں سمجھو اور ان کی خدمت کرو، ان کا ماخذ یہ حدیث بھی ہے۔

حدیث:125

جمعۃ المبارک کو تین ہزار بخشش حاصل کرنے کا آسان طریقہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرَ وَالِدَیْهِ اَوْ اِحْدَاهُمَا فِی کُلِّ جُمُعَةٍ فَقَرَاَ عِنْدَهٗ یٰس غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ بِعَدَدِ کُلِّ حَرْفٍ مِنْهَا

جو اپنے ماں باپ یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ میں زیارت کیا کرے اور ان کے پاس سورہ یاسین پڑھے تو سورہ یاسین میں جتنے حروف ہیں ان سب کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما دے گا۔

(جامع الاحادیث از امام احمد رضا حدیث 2374 ج4 ص 210)(جامع صغیر حدیث 8717)

سورہ یٰس کے تین ہزار حروف ہیں تو والدین کے پاس اس کی تلاوت کرنے سے تین ہزار بخششیں حاصل ہوں گی۔ اگر پورا قرآن پڑھے گا تو دس لاکھ ستائیس ہزار بخششیں حاصل ہوں گی کیونکہ قرآن کے اتنے ہی حروف ہیں۔

حدیث:126

رضائے الٰہی کے لئے قرآن پڑھنے والے کو دس لاکھ ستائیس ہزار حوریں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْقُرْآنُ اَلْفُ اَلْفِ حَرْفٍ وَسَبْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ اَلْفَ حَرْفٍ فَمَنْ قَرَاَهٗ صَابِرًا مُحْتَسِبًا کَانَ لَهٗ بِکُلِّ حَرْفٍ زَوْجَةٌ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ

قرآن کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف ہیں، جس نے اسے صبر اور ثواب کی نیت سے پڑھا تو اس کے لئے ہر حرف کے بدلے حور العین بیویاں ہونگی۔

(جامع صغیر، حدیث: 6184)

ظاہر ہے اس خصوصی انعام کے مستحق ائمہ مساجد اور علماء ہی ہیں کیونکہ وہ اس دور میں معمولی تنخواہ پر اللہ کی رضا کی خاطر قرآن پڑھتے پڑھاتے اور مساجد کو آباد کرنے والے ہیں ان کو علم ہوتا ہے کہ ہمارے بچوں کا کوئی مستقبل نہیں ہوگا لیکن وہ پھر بھی ان کو خدمتِ دین کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں اور ان کو قاری و عالم بنا رہے ہیں تا کہ دین کا کام نہ رکے ۔

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جاؤں اگر ہو سکے تو خدمتِ اسلام کر جاؤں
یہی ہے آرزو کہ تعلیمِ قرآن عام ہو جائے ہر ایک پرچم سے اونچا پرچمِ اسلام ہو جائے

حدیث: 127

والدین کی قبر کی زیارت سے مقبول حج کا ثواب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا احْتِسَابًا كَانَ كَعَدْلِ حَجَّةٍ مَبْرُوْرَةٍ مَنْ كَانَ زَوَّارًا لَهُمَا زَارَتِ الْمَلَائِكَةُ قَبْرَهُ

جو بہ نیتِ ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی قبر کی زیارت کرے حج مقبول کے برابر ثواب پائے اور جو بکثرت ان کی قبر کی زیارت کرتا ہو تو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں گے۔

(جامع الاحادیث از امام احمد رضا حدیث 2375 ج4 ص 210)

حدیث: 128

زندگی میں بھی والدین کی زیارت سے مقبول حج کا ثواب

عن ابن عباس قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ يَنْظُرُ إِلَى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ

نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُوْرَةً". قَالُوا :وَإِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ ؟

قَالَ: " :نَعَمْ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَأَطْيَبُ "

روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی اپنے ماں باپ سے بھلائی کرنے والا لڑکا جو اپنے والدین کو ایک نظر رحمت سے دیکھے مگر اللہ اس کے لیے ہر نظر کی عوض مقبول حج لکھتا ہے عرض کیا کہ اگرچہ ہر دن سو بار دیکھے فرمایا ہاں اللہ بہت بڑا اور بہت پاک ہے

(مشکوۃ کتاب البر، حدیث: 4944)

شرح:

خلاصہ یہ ہے کہ اطاعت شعار لڑکے کو ان کی فرمانبرداری کا ثواب تو ملے گا ہی پیار و محبت سے انہیں دیکھنے کا ثواب بھی ملے گا ۔ غور کرو کہ جب ماں باپ کے دیکھنے کا اتنا ثواب ہے تو جو مومن ان آنکھوں سے حضور کا چہرہ انور محبت سے دیکھے اس کو ثواب کتنا ملے گا، فقیر تو کہتا ہے کہ ان کے نام کو محبت سے دیکھنا چومنا بھی ثواب ہے ۔ شعر

خوشا وہ وقت کہ طیبہ مقام تھا ان کا
خوشا وہ وقت کے دیدار عام تھا ان کا

سائل نے سمجھا ہوگا کہ دن بھر کی نگاہیں ایک بار میں شمار ہوں گی اس لیے یہ سوال کر کے مسئلہ حل کرلیا۔

حدیث: 129

پانچ چیزوں کی زیارت کرنا بھی عبادت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَمْسٌ مِنَ الْعِبَادَةِ: اَلنَّظَرُ اِلَى الْمُصْحَفِ وَالنَّظَرُ اِلَى الْكَعْبَةِ وَالنَّظَرُ اِلَى الْوَالِدَيْنِ وَالنَّظَرُ فِي زَمْزَمَ وَالنَّظَرُ فِي وَجْهِ الْعَالِمِ

پانچ چیزوں کی زیارت کرنا بھی عبادت ہے۔قرآن کو دیکھنا،کعبہ کو دیکھنا ،زمزم کو دیکھنا،والدین کو دیکھنا اور عالم کے چہرے کی طرف دیکھنا۔

(جامع صغیر 3971)

حدیث:130

بعدالوصال والدین کے پانچ حقوق

عَنْ أَبِی أُسَیْدٍ مَالِکِ بْنِ رَبِیعَةَ السَّاعِدِیِّ قَالَ: بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهم عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِی سَلَمَةَ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ أَبَوَیَّ شَیْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمِ الصَّلَاةُ عَلَیْهِمَا وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِی لَا تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا وَإِکْرَامُ صَدِیقِهِمَا

روایت ہے حضرت ابو اسید ساعدی سے فرماتے ہیں جب کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ بنی سلمہ کا ایک آدمی آیا عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا میرے والدین کی بھلائیوں میں سے کوئی بھلائی باقی ہے جو میں ان کی موت کے بعد ان سے کروں فرمایا ہاں ان کے لیے دعا رحمت ان کی بخشش کی دعا ان کے بعد ان کے وعدے پورے کرنا اور ان رشتوں کو جوڑنا جو ان ہی کی وجہ سے ہی جوڑے جائیں اور ان کے دوستوں کا احترام کرنا۔

(ابوداؤد 5142،ابن ماجہ 3664 مشکوۃ کتاب البر 4936)

شرح:

یعنی میرے ماں باپ کا انتقال ہو چکا ہے اب میں ان سے کوئی سلوک کیسے کروں دل چاہتا ہے کہ سلوک کا سلسلہ قائم رہے۔

یعنی اب تم ان کے ساتھ پانچ قسم کے سلوک کر سکتے ہو :ایک تو ان کے لیے دعاء خیر اور ان کے گناہوں کی معافی کی رب سے درخواست،دعا میں نماز جنازہ بھی داخل ہے۔(مرقات)ہر نماز کے آخر میں رب اغفرلی و لوالدی بھی،ان کے نام پر صدقات و خیرات کرنا بھی،ان کی طرف سے حج بدل کرنا یا کرانا بھی،ان کا تیجہ،دسواں،چالیسواں،برسی وغیرہ کرنا بھی غرضکہ یہ ایک لفظ بہت جامع ہے یعنی ان کی وصیت پوری کرنا اس کےعلاوہ انہوں نے اپنی زندگی میں کسی سے جو وعدہ کیا ہو اور بغیر پورا کیے مر گئے ہوں وہ پورا کرنا اس میں ادائے قرض بھی داخل ہے۔بعض لوگ اپنے والدین کی اچھی رسمیں باقی رکھتے ہیں یہ بھی اسی میں داخل ہے،اگر ماں باپ کسی تاریخ میں خیرات کرتے تھے یا میلاد شریف گیارھویں کرتے تھے تو وہ ہمیشہ نبھاتے ہیں،جس مسجد میں نماز پڑھتے تھے اس مسجد کی آبادی کی کوشش کرتے ہیں،جس خانقاہ سے انہیں عقیدت تھی اس خانقاہ سے وابستہ رہتے ہیں یہ صورتیں اسی حدیث میں داخل ہیں۔

اس فرمان عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں :ایک یہ کہ جن عزیزوں سے رشتہ صرف ماں یا باپ کی وجہ سے ہو دوسری وجہ سے نہ ہو ان سے سلوک کرنا کہ یہ میرے والدین کی خوشنودی کا ذریعہ ہے اس میں بھائی بہن،چچا ماموں،پھوپھی خالہ سب ہی داخل ہیں۔دوسرے یہ کہ خالص رضاء والدین کے لیے ان سے سلوک کرنا اپنی ناموری یا شہرت وغیرہ کو دخل نہ دے۔اس سے معلوم ہوا کہ بندوں کی رضا کے لیے کام کرنا بھی بعض صورتوں میں ثواب کا باعث ہے لہذا حضور کی رضا کے لیے نیک اعمال کرنا بالکل جائز ہے شرک یا گناہ نہیں نبی کریم کا حق ماں باپ سے زیادہ ہے،مرقات و اشعہ نے اسی دوسرے احتمال کو اختیار کیا۔غرضیکہ ان عزیزوں کی والدین کی رضا کے لیے خدمت کرے اور والدین کی رضا اللہ رسول کی رضا کے لیے چاہیے۔احترام میں تعظیم و اکرام بھی داخل ہے اور ان کی خدمت ان پر مال خرچ کرنا بھی شامل ہے،بیٹا باپ کے دوستوں ماں کی سہیلیوں سے سلوک کرے۔

حدیث: 131

ایصال ثواب سے عاق بیٹا فرمانبرداروں میں لکھ دیا جاتا ہے

وعن أنس قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :

" إِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوْتُ وَالِدَاهُ أَو أحَدُهُمَا وَإِنَّهُ لَهُمَا لَعَاقٌ فَلا يَزَالُ يَدْعُوْ لَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰى يَكْتُبَهُ اللهُ بَارًّا "

روایت ہے حضرت انس h سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کوئی بندہ جس کے ماں باپ یا ان میں سے ایک فوت ہو جاوے اور وہ ان کا نافرمان ہو پھر وہ ان کے لیے دعا کرتا رہے بخشش مانگتا رہے حتی کہ اللہ اسے نیک کار لکھ دیتا ہے

شرح:

ماں باپ کی نافرمانی میں حق اللہ کی تلفی بھی ہے اور حق العباد کی بربادی بھی لہذا یہ اسلامی گناہ بھی ہے اور ماں باپ کا حق مارنا بھی اور گناہ بھی ہے کبیرہ۔

یعنی بیٹا فرمان والدین کی وفات کے بعد اولا نافرمانی سے توبہ کرے پھر مرتے دم تک ان کے لیے گناہوں کی بخشش کی دعا اور ایصال ثواب کرتا رہے تو رب تعالی برزخ میں اس کے ماں باپ کو اس سے راضی کردے گا اور اس کا گناہ کبیرہ تھا بغیر توبہ معاف نہیں ہوتا۔(مرقات) آپ ماں باپ کے بعد ان کا تیجہ، چالیسواں، برسی وغیرہ اور وقتاً فوقتاً ان کے نام پر خیرات جو کیا کرتے ہیں ان سب کی اصل یہ حدیث ہے بلکہ ہر نمازی نماز ختم ہوتے وقت ماں باپ کو دعائیں دے کر سلام پھیرتا ہے رب اغفرلي ولوالدي۔

باب نمبر: 11

مالی عبادت یعنی صدقہ وخیرات سے ایصال ثواب

حدیث: 132

بہترین اسلام کھانا کھلانا ہے

عَنْ عَبْدِاللّٰـهِ بْنِ عَمْـرٍو أَنَّ رَجُلًا سَـأَلَ رَسُـولَ اللّٰـهِ صَلَّـى اللّٰه عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ أَيُّ الْـإِسْلَامِ خَيْـرٌ قَـالَ تُـطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو h سے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کون سا اسلام اچھا ہے فرمایا کھانا کھلاؤ اور سلام کرو اسے جسے پہچانو یا نہ پہچانو (مسلم، بخاری 28) مشکوۃ 4629 کتاب الاداب، باب السلام)

حدیث: 133

لوگوں کو کھانا کھلانے سے جنت ملتی ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰـهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰـهِ صَلَّـى اللّٰـه عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ : يَـا أَيُّهَـا النَّـاسُ أَفْشُـوا السَّلَامَ وَأَطْعِـمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْأَرْحَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سلام h فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو سلام کو پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ رشتے جوڑو سب لوگ سوتے ہوں تو نماز پڑھو سلامتی سے جنت میں چلے جاؤ۔

(ترمذی 2485- 2409- ابن ماجہ، دارمی 1460 مشکوۃ 1907)

یعنی نماز تہجد ادا کرو اور کھانا بھی کھلاؤ کیونکہ تہجد پڑھنے والے بغیر حساب و کتاب جنت جائیں گے۔

روایت ہے حضرت اسماء بنت یزید سے وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی فرمایا لوگ قیامت کے دن ایک میدان میں جمع کیے جاویں گے تو پکارنے والا پکارے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو اپنی خواب گاہوں سے الگ رہتے تھے پس وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ تھوڑے ہوں گے تو وہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے پھر باقی تمام لوگوں کو حساب کی طرف جانے کا حکم دیا جاوے گا۔ (بیہقی شعب الایمان مشکوۃ 5565)

حدیث: 134

ختم قرآن پر کھانا پکانا سنت فاروقی ہے

روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ

تَعَلَّمَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ الْبَقَرَةَ فِي اثْنَتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً فَلَمَّا خَتَمَهَا نَحَرَ جُزُوْرًا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ کی تعلیم رسول اللہ ﷺ سے بارہ سال میں لی جب ختم فرمائی تو ایک اونٹ ذبح کیا۔

(فتاوی رضویہ ج 3 ص 568 جامع الاحادیث ج 4 ص 442)

حدیث: 135

صدقہ رب تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ عَنْ مِيتَةِ السُّوءِ

روایت ہے حضرت انس h سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ صدقہ

رب تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے

(ترمذی 664 مشکوۃ 1909)

یعنی خیرات کرنے والے سخی کی زندگی بھی اچھی ہوتی ہے کہ اولاً اس پر دنیوی مصیبتیں آتی نہیں اور اگر امتحاناً آ بھی جائیں تو رب تعالیٰ کی طرف سے اسے سکون قلبی نصیب ہوتا ہے جس سے وہ صبر کرکے ثواب کما لیتا ہے۔ غرضکہ اس کے لیے مصیبت مصیبت لے کر نہیں آتی مغفرت لے کر آتی ہے، معصیت والی مصیبت خدا تعالیٰ کا غضب ہے اور مغفرت والی مصیبت اللہ کی رحمت لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ سخیوں پر مصیبتیں آجاتی ہیں عثمان غنی جیسے سخی بڑی بے دردی سے شہید کیے گئے۔

مِيتَةٌ مَــــوْتٌ سے بنا بیان نوعیت کے لیا ہے بروزن فعلۃ لائے تو میم کے کسرہ کی وجہ واؤ سے بدل گیا، بری موت سے مراد خرابی خاتمہ ہے یا غفلت کی اچانک موت یا موت کے وقت ایسی علامت کا ظہور ہے جو بعد موت بدنامی کا باعث ہو اور ایسی سخت بیماری ہے جو میت کے دل میں گھبراہٹ پیدا کر کے ذکر اللہ سے غافل کردے، غرضکہ سخی بندہ ان تمام برائیوں سے محفوظ رہے گا، میرے پاک نبی ﷺ سچے، ان کا رب سچا، اللہ تعالیٰ ان کے طفیل ہم سب کو سخاوت کی توفیق دے اور یہ نعمتیں عطا فرمائے۔

حدیث: 136

بھوکے مسلمان کو کھانا دینے کی فضیلت

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

أَيُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلَى عُرْيٍ كَسَاهُ اللَّهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ

وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ أَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلَى جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللَّهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ

وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ سَقَى مُسْلِمًا عَلَى ظَمَإٍ سَقَاهُ اللَّهُ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ

روایت ہے ابوسعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مسلمان کسی ننگے مسلمان کو پہنائے اللہ تعالیٰ اسے جنت کے سبز جوڑے پہنائے گا اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھلائے تو اللہ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پلائے تو اللہ اسے مُہر والی پاک وصاف شراب پلائے گا۔ (ابوداؤد 1682، ترمذی مشکوٰۃ 1913)

حدیث: 137

رشتہ دار کو صدقہ دینے کا دگنا اجر ہے

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ

روایت ہے حضرت سلیمان ابن عامر h سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عام مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور وہ ہی صدقہ اپنے قرابت دار پر دو صدقے ہیں ایک صدقہ دوسرا صلہ رحمی

(احمد، ترمذی 658، نسائی، ابن ماجہ، دارمی (مشکوٰۃ 1939)

حدیث: 138

ہر آدمی اپنے صدقہ کے سایہ میں

حضرت عقبہ بن عامر h بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ امْرِئٍ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ

ہر آدمی اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے

(احمد، ترغیب 1277)

حدیث: 139

صدقہ دافع البلاء ہے

حضرت رافع بن خدیج h بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلصَّدَقَةُ تَسُدُّ سَبْعِيْنَ بَابًا مِّنَ السُّوْءِ

صدقہ برائی کے ستر (۷۰) دروازے بند کرتا ہے۔

(طبرانی فی الکبیر ترغیب 1285)

حدیث: 140

صدقہ قبر کی گرمی دور کرتا ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِيءُ عَنْ أَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُوْرِ

بیشک صدقہ صدقہ والوں سے قبروں کی گرمی کو بجھاتا ہے۔

(طبرانی فی الکبیر ترغیب 1279)

حدیث: 141

اولاد کا ماں کی طرف سے صدقہ کرنا

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ :

إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ میری ماں اچانک فوت ہوگئیں ہیں اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ بات کرسکتیں تو صدقہ کرتیں اگر میں اُن کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا اُن کو اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

(بخاری حدیث:۱۳۸۸ کتاب الجنائز باب موت الفجاۃ مسلم حدیث:۱۶۳۰،۱۰۰۴ کتاب الوصیہ باب وصول ثواب الصدقات)مشکوۃ حدیث ۱۹۵۰ کتاب الزکاۃ باب صدقۃ المراۃ من مال الزوج ۔کتاب الروح ۔المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص:۱۹۳ ۔از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ۔نیل الاوطار قاضی شوکانی باب وصول ثواب القرب المھداۃ الی الموتی جلد۴ص:۲۲۱

سائل حضرت عبادہ ابن عبادہ تھے،ان کی والدہ عمرہ بنت مسعود ابن قیس ابن عمرو ابن زید k تھیں، 5 ھ میں ہارٹ فیل (Heart Fail)یعنی حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئیں،ناگہانی موت غافل کے لیے عذاب ہے کہ اسے توبہ اور نیک اعمال کا موقعہ نہیں ملتا مگر ذکر خدا میں رہنے والے مؤمن کے لیے رحمت کہ اللہ تعالی اسے بیماری کی شدتوں سے بچالیتا ہے لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں،آپ کی والدہ صحابیہ ہیں،حضور انور ﷺ سے بیعت کر چکی تھیں،بڑی عابدہ زاہدہ تھیں۔

یعنی ہاں ان کی طرف سے تم صدقہ دو انہیں ضرور ثواب ملے گا۔لمعات میں حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس حدیث سے صراحۃ معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے صدقہ اور اس کے لیے دعا کرنا سنت ہے اس سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔صدقہ کے ثواب پہنچنے میں تمام اہلِ حق کا اتفاق ہے البتہ بدنی عبادت کے متعلق علماء میں اختلاف ہے مگر حق یہ ہے کہ ان کا ثواب بھی پہنچتا ہے ہم ہیرام سعد کی حدیث میں اس مسئلہ کو وضاحت سے بیان کر چکے ہیں کہ اس قسم کی ایصال ثواب کی احادیث نہ تو اس آیت کے خلاف ہیں کہ "لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ نہ اس کے کہ "لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ" کیونکہ ان آیات میں یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کی طرف سے بدنی عبادتیں ادا نہیں کر سکتا کہ اس کی طرف سے نمازیں فرض ادا کر دیا کرے یا روزے رکھ دیا کرے،ادائے فرض اور ہے ثواب کچھ اور اسی لیے آیات میں کسب اور سعی کا ذکر ہوا نہ کہ ثواب کا،ایصال تو قرآن کریم کی آیت سے ثابت ہے،دیکھو ہماری کتاب

"فہرست القرآن"۔اشعۃ للمعات میں اسی جگہ ہے کہ شیخ عزیز الدین عبدالسلام کو کسی نے ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا فرمایا ہم دنیا میں تلاوت قرآن کے ثواب پہنچنے کے منکر تھے مگر اس جہاں میں آکر پتہ لگا کہ اس کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔

(مراۃ ج۳ص:۱۲۸، شرح الصدور ص:۳۰۳ باب فی قراءۃ القرآن للمیت او علی القبر)

حدیث:142

ماں کی طرف سے باغ صدقہ کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللّٰہ عنہما: أَنَّ سَعْدَبْنَ عُبَادَةَ رضی اللّٰہ عنہ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ إِنَّ أُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وأنا غَائِبٌ عَنْهَا، أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ وفات پا گئیں اور وہ موجود نہ تھے،انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں غائب تھا اور میری والدہ فوت ہو گئیں،اگر میں اُن کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا ان کو نفع پہنچے گا؟آپ نے فرمایا ہاں!انہوں نے کہا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنا مِخْرَاف نامی باغ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کر دیا۔

(بخاری حدیث:۲۷۵۶ کتاب الوصایا باب اذا قال ارضی او بستانی صدقۃ للّٰہ عن امی فھو جائز ترمذی حدیث:۶۰۵ کتاب الزکاۃ نسائی کتاب الوصایا حدیث:۳۵۹۴،ابو داود کتاب الوصایا حدیث:۲۸۹۶،احمد حدیث:۲۹۱۹،نیل الاوطار قاضی شوکانی باب وصول ثواب القرب المھداۃ الی الموتی جلد۴ص:۲۲۱۔کتاب الروح ۔المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص:۱۹۳ ۔از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ)

اس سے معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے اس سے میت کو نفع پہنچتا ہے اور اگر نفع نہ پہنچتا تو رسول اللہ ﷺ منع کر دیتے جب منع نہیں کیا تو معلوم ہوا منع کرنے والے منکر حدیث ہیں اور اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے میت کی طرف سے صدقہ خیرات کرنے والے نبی کریم ﷺ کے سچے محب اور غلام ہیں اور صحابہ کرام کے طریقہ پر ہیں یہی لوگ اہل محبت ہیں یہی اہل سنت ہیں یہی اہل جنت ہیں اسی لئے ہم مُردوں کے دشمنوں سے کہتے ہیں تم بھی جلنا چھوڑ کر کنجوسی چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کی غلامی اختیار کر لو تا کہ جنت کے حقدار بن سکو

جنت میں جانے کا ارادہ ہے گر تمامی کا
تو گلے میں پہن پٹہ محمد ﷺ کی غلامی کا
دونوں عالم میں مقصود گر تجھ کو آرام ہے
ان کا دامن تھام لو جن کا محمد ﷺ نام ہے

ایک مسئلہ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مخلوق نفع دیتی ہے اسی لئے جب صحابی نے عرض کیا أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو نفع پہنچے گا قَالَ نَعَمْ آپ نے فرمایا: ہاں! تو پتہ چلا صدقہ جو عام مخلوق ہے وہ نفع دے سکتا ہے تو میرے آقا کریم ﷺ جو محبوب الٰہی امام الانبیاء اور ساری مخلوق سے افضل ہیں وہ بھی یقیناً اللہ کے اذن و عطا سے نفع دے سکتے ہیں۔

نبیوں میں نبی ایسے کہ امام الانبیا ﷺ
ٹھہرے حسینوں میں حسیں ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے
خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی ﷺ
سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ

تیسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ یہ صدقہ فرض یا واجب نہیں مستحب ہے امراء اپنی حیثیت کے مطابق کریں اور غرباء اگر قرآن خوانی کر کے دعا مانگ لیں تو یہ بھی کافی ہے اور غرباء کو بھی نبی کریم نے صدقہ کرنے کا طریقہ بتایا ہے وہ اس سنت پر عمل کر کے صدقہ کرنے کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔

حدیث:143

درود شریف پڑھنا غرباء کا صدقہ ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ صَدَقَةٌ فَلْيَقُلْ فِي دُعَائِهِ فَإِنَّهَا زَكَاةٌ

جس مسلمان کے پاس صدقہ نہ ہو تو وہ اپنی دعا میں اس طرح کہے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَ صَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

(ابن حبان 900 ترغیب 2485)

حدیث:144

سبحان اللہ کہنا غرباء کا صدقہ ہے

عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالْأُجُورِ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ

وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ قَالَ أَوَ لَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ مَا تَصَّدَّقُونَ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةً وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيَأتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرًا (مسلم 1674)

روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں: کہ صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے یا رسول اللہ ﷺ دولت مند صحابہ اجر وثواب میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں وہ نماز ہماری طرح پڑھتے ہیں اور روزہ بھی ہماری طرح رکھتے ہیں لیکن وہ زائد مال سے صدقہ کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ تعالی نے تمہارے لئے وہ چیز نہیں بنائی جس سے تم بھی صدقہ کرسکو؟ بیشک ہر تسبیح میں صدقہ ہے اور ہر تکبیر میں صدقہ ہے اور ہر حمد میں صدقہ ہے اور ہر تہلیل میں صدقہ ہے اور بھلائی کا حکم دینے میں صدقہ ہے اور برائی سے روکنے میں صدقہ ہے اور ہر ایک کی حلال صحبت میں صدقہ ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی اپنی شہوت پوری کرے تو اس میں اسے ثواب ملتا ہے فرمایا بتاؤ تو اگر یہ شہوت حرام میں خرچ کرتا تو اس پر گناہ ہوتا تو یوں ہی جب اسے حلال میں خرچ کرے گا تو اسے ثواب ملے گا۔

(مسلم 1006 مشکوۃ 1898 کتاب الزکوۃ باب فضل الصدقہ)

شرح:

اس فرمان عالی شان سے معلوم ہوا کہ جو کوئی سُبْحَانَ اللهِ یا اَللهُ اَکْبَر یا اَلْحَمْدُلِلّٰهِ یا لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله کسی طرح بھی کہے صدقہ نفلی کا ثواب پائے گا خواہ ذکر اللہ کی نیت سے کہے یا کسی حاجت کی لیے بطور وظیفہ یہ الفاظ پڑھے یا عجیب بات سن کر سبحان اللہ وغیرہ کہے یا خوشخبری پا کر الحمدللہ پڑھے۔ بہر حال ثواب ملے گا کیونکہ اللہ کا نام لینا بہر حال عبادت ہے، اگر کوئی شخص ٹھنڈک کے لیا اعضائے وضو دھوئے تب بھی وضو ہو جائے گا کہ اس سے نماز جائز ہوگی، اللہ کا نام زبان کا وضو ہے۔

وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَة

یعنی ہر تبلیغ میں خیرات کا ثواب ہے بلکہ اس کا ثواب پہلے ثوابوں سے زیادہ کہ اس میں ذکر اللہ بھی ہے اور لوگوں کو فیض پہنچانا بھی۔ قلمی تبلیغ صدقہ جاریہ ہے کہ جب تک لوگ اس کی کتاب سے دینی فائدہ اٹھائیں گے تب تک اسے ثواب ملتا رہے گا، یہ ایک کلمہ بہت جامع ہے۔

وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ

بُضع کے لغوی معنے ہیں ٹکڑا مگر اصطلاح میں شرمگاہ کو کہتے ہیں، یہاں مراد صحبت حلال ہے۔ یہاں فی ارشاد فرما کر اس جانب اشارہ فرمایا گیا کہ صحبت بذات خود ثواب نہیں بلکہ چونکہ اس کے ضمن میں زوجین کی عفت حق زوجیت کی ادا نیک اولاد کی طلب ہے اور یہ ساری چیزیں عبادت ہیں اس لیے صحبت عبادات پر شامل ہے۔ اس سید الفصحاء صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت دیکھو کہ پچھلی چیزوں میں ب ارشاد ہوا تھا اور یہاں فی تا کہ پتہ لگے کہ وہ چیزیں بذات خود عبادت تھیں اور یہ صحبت عبادات پر مشتمل ہے۔ (لمعات) مرقات نے یہاں فرمایا ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال صحبت

مطلقاً صدقہ ہے خواہ ان چیزوں کی نیت سے ہو یا نہ ہو۔

أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ

یعنی بذات خود صحبت ثواب نہیں بلکہ شہوت کو حلال میں خرچ کرنا ثواب ہے جیسے عید کے دن یا رمضان کی سحریوں میں کھانا پینا بذات خود ثواب نہیں بلکہ ان وقتوں میں کھانا عبادت ہے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ جب ہواء ھُدیٰ سے مل جائے تو زہد بن جاتی ہے اسی جانب قرآن کریم اشارہ فرما رہا ہے

"وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ"۔

سبحان اللہ! ہوا ھدیٰ سے مل کر ایسی ہوتی ہے جیسے مکھن شہد سے مل کر۔

(از مرقات)

حدیث: 145

نماز کی طرف جانے والا ہر قدم صدقہ ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَيُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ۔ (بخاری: 2767)

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انسان کے ہر جوڑ کے عوض ہر دن جس میں سورج چمکے اس پر صدقہ ہے دو کے درمیان انصاف کردے یہ بھی صدقہ ہے اور کسی شخص کی اس کے گھوڑے پر

مدد کردے کہ اس پر اسے سوار کردے یا اس پر اس کا سامان چڑھادے یہ بھی صدقہ ہے اور اچھی بات صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جس سے نماز کی طرف جائے صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹادے صدقہ ہے۔

(مسلم 1009، بخاری 2989 مشکوۃ 1896 کتاب الزکاۃ باب فضل الصدقۃ)

شرح:

سُلَامٰی کے لغوی معنے ہیں عضو ہڈی اور جوڑ یہاں تیسرے معنے مراد ہیں۔ انسان کے بدن میں 360 جوڑ ہیں اگر چہ ہمارا ہر رونگٹا اللہ کی نعمت ہے لیکن ہر جوڑ اس کی بے شمار نعمتوں کا مظہر ہے اس لیے خصوصیت سے اس کا شکریہ ضروری ہوا۔ صدقہ سے مراد نیک عمل ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ یہاں بھی علیٰ لغوی لزوم کے لیے ہے نہ کہ شرعی وجوب کے لیے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر شخص پر اخلاقاً دیانۃً لازم ہے کہ روزانہ ہر جوڑ کے عوض کم از کم ایک نفل نیکی کیا کرے اس حساب سے روزانہ تین سو ساٹھ نیکیاں کرنی چاہئیں تاکہ اس دن جوڑوں کا شکریہ ادا ہو، سورج چمکنے کا ذکر اس لیے فرمایا کہ سورج تو ہر شخص پر چمکتا ہے تو شکریہ بھی ہر شخص پر ہے۔

یعنی تہذیب اخلاق، تدبیر منزل، سیاست مدنی، لوگوں سے اچھے برتاوے صدقہ ہیں بشرطیکہ رضائے الٰہی کے لیے ہوں، ہر معمولی سے معمولی کام جب ادائے سنت کی نیت سے کیا جائے گا تو وہ بڑا ہو جائے گا کیونکہ منسوب اگرچہ چھوٹا ہے مگر منسوب الیہ جن کی طرف نسبت ہے صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو بڑے ہیں۔

مرقات نے فرمایا کہ نماز کا ذکر مثال کے طور پر ہے ورنہ طواف، بیمار پرسی، جنازہ میں شرکت، علم دین کی طلب غرضکہ ہر نیکی کے لیے قدم ڈالنا صدقہ ہے۔

"وَيُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ

یعنی رستہ سے کانٹا ہڈی، اینٹ، پتھر، گندگی غرض جس سے کسی مسلمان راہ گیر کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو اس کو ہٹا دینا بھی نیکی ہے جس پر صدقہ کا ثواب اور جوڑ کا شکریہ ہے۔

حدیث:146

ماں کی طرف سے کنواں یا پانی کی سبیل وقف کرنا

عن سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللّٰہ عنہ أنہ قَالَ: یَارَسُوْلَ اللہِ إِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ ھٰذِہٖ لِأُمِّ سَعْدٍ قَالَ الْحَسَنُ فَتِلْکَ سِقَایَةُ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَةِ۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ام سعد وفات پا گئیں ہیں تو اب کونسا صدقہ بہتر ہے فرمایا: پانی لہذا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایا اور فرمایا یہ کنواں امّ سعد کا ہے۔ نسائی میں ہے حضرت حسن بصری کہتے ہیں فَتِلْکَ سِقَایَةُ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَةِ مدینہ میں ہے۔

(ابو داود کتاب الزکاۃ الحدیث: ۱۶۸۱ نسائی حدیث: ۳۶۰۴، ۳۶۰۶ کتاب الوصایا ابن ماجہ حدیث: ۳۶۷۴ کتاب الادب، مشکاۃ کتاب الزکاۃ الحدیث: ۱۹۱۲) کتاب الروح - المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص: ۱۹۴ - از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ۔ نیل الاوطار قاضی شوکانی باب وصول ثواب القرب المہداۃ الی الموتی جلد ۴ ص: ۲۲۱۔ صراط مستقیم از اسماعیل دہلوی ص: ۵۵۵)

یعنی میں کونسا صدقہ دے کر ان کی روح کو اس کا ثواب بخشوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات میت کو نیک اعمال خصوصاً مالی صدقہ کا ثواب بخشنا سنت ہے قرآن کریم میں جو فرمایا گیا": لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ فرمایا گیا "لَیْسَ لِلْاِنْسٰنِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ جن سے معلوم ہوا کہ انسان کو صرف اپنی کی ہوئی نیکیاں فائدہ مند ہیں

وہاں بدنی فرائض مراد ہیں اسی لیے وہاں کَسَبَتْ عَلَیْھَا ہوا یعنی کوئی کسی کی طرف سے فرض نمازیں ادا نہیں کرسکتا ثواب ہر عمل کا بخش سکتے ہیں لہذا یہ حدیث ان آیات کے خلاف نہیں قرآن کریم سے تو یہاں تک ثابت ہے کہ نیکوں کی برکت سے بُروں کی آفتیں ٹل جاتی ہیں، رب تعالٰی فرماتا ہے ": وَکَانَ اَبُوْھُمَا صٰلِحًا".

یعنی ان کی طرف سے پانی کی خیرات کرو کیونکہ پانی سے دینی دنیوی منافع حاصل ہوتے ہیں خصوصاً ان گرم و خشک علاقوں میں جہاں پانی کی کمی ہو، بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں، عام مسلمان ختم فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی بھی رکھ دیتے ہیں ان سب کا ماخذ یہ حدیث ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔

یعنی ام سعد کی روح کے ثواب کے لیے ہے۔ یہ لام نفع کا ہے نہ کہ ملکیت کا۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ ثواب بخشتے وقت ایصال ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا سنت صحابہ ہے کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی چیز پر میت کا نام آجانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی، دیکھو حضرت سعد نے اس کنوئیں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام پر منسوب کیا، وہ کنواں اب تک آباد ہے اور اس کا نام بیر ام سعد ہی ہے، فقیر مفتی احمد یار خاں نے اس کا پانی پیا ہے (اب نجدیوں نے اسے شہید کر دیا ہے)۔ یہ

"وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے خلاف نہیں کہ وہاں وہ جانور مراد ہیں جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیے جائیں۔

خیال رہے کہ یہ حدیث چند اسنادوں سے مروی ہے۔ چنانچہ ابوداؤد کی ایک اسناد میں یوں ہے"

عَنْ اَبِیْ عَنْ اِسْحَاقَ السَّبِیْعِیْ عَنْ رَجُلٍ عَنْ سَعْدِ ابْنِ عُبَادَةَ"۔

چونکہ اس میں عَنْ رَجُلٍ آ گیا لہذا یہ اسناد مجہول ہوگئی۔دوسری اسناد یوں ہے"

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّ سَعْدًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "الخ۔

یہ اسناد ابو داؤد ونسائی ابن حبان میں بھی ہے۔

تیسری اسناد یوں ہے

"عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ وَالْحَسَنِ الْبَصرِیِّ کِلَاھُمَا عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ"

یہ دونوں اسنادیں منقطع ہیں کیونکہ سعید ابن میتب اور حسن بصری کی ملاقات حضرت سعد ابن عبادہ سے نہ ہوئی۔(از مرقات)مگر یہ انقطاع وجہالت کوئی مضر نہیں چند وجوں سے:ایک یہ کہ حدیث اس بنا پر زیادہ سے زیادہ ضعیف ہوسکتی ہے اور یہ حدیث ضعیف فضائل اعمال اور ثبوت استحباب میں کافی ہوتی ہے دیکھو کتب فقہ اور شامی وغیرہ ایصال ثواب فرض یا واجب نہیں صرف سنت مستحبہ ہے۔دوسرے یہ کہ یہ کسی حدیث صحیح کے معارض نہیں،کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ ایصال ثواب حرام ہے تا کہ یہ حدیث چھوڑ دی جائے۔تیسرے یہ کہ اس حدیث کی تائید بہت سی احادیث صحیحہ سے ہوتی ہے۔چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ایک قربانی اپنی امت کی طرف سے کرتے تھے اور فرماتے تھے الٰہی اسے قبول کر لے امت مصطفٰے کی طرف سے۔(مسلم،بخاری)اور سیدنا علی مرتضٰے ہمیشہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرتے رہے،فرماتے تھے مجھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے۔(ابو داؤد،ترمذی)چوتھے یہ کہ اس حدیث کی تائید قرآنی آیات سے بھی ہوتی ہے،رب تعالٰی فرماتا ہے":وَفِیْٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ فرماتا ہے":وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰہِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ"۔پانچویں یہ

کہ ہمیشہ سے سارے مسلمان ایصال ثواب پر عمل کرتے رہے اور عمل امت کی وجہ سے حدیث ضعیف بھی قوی ہوجاتی ہے،۔چھٹے یہ کہ جب امام بخاری کی تعلیق قبول جس میں وہ اسنادیں بیان ہی نہیں کرتے سیدھے کہہ دیتے ہیں قال ابن عباس کیونکہ امام بخاری ثقہ ہیں تو حضرت سعید ابن میتب اور خواجہ حسن بصری کا انقطاع بھی قبول کیونکہ یہ دونوں حضرات امام بخاری سے کم ثقہ نہیں بلکہ اپنے یقین کامل کی بنا پر براہ راست حضرت سعد کا واقعہ بیان کردیا۔(مرآۃ شرح مشکاۃ از مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ج ۳ ص ۱۰۲)

ھـــذہ لام ســعــد معلوم ہوا کہ کھانے کو سامنے رکھنا اور اُس کی طرف اشارہ کرنا بھی جائز ہے کیونکہ ہذہ اسم اشارہ قریب کے لئے آتا ہے۔

حدیث:147

اولاد کا باپ کی طرف سے صدقہ کرنا

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰـہ عنہ أنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ : إنَّ أبِیْ مَاتَ وَتَرَکَ مَالًا وَلَمْ یُوْصِ فَھَلْ یُکَفِّرُ عَنْہُ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْہُ قَالَ نَعَمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ میرے والد فوت ہوگئے ہیں انہوں نے مال چھوڑا ہے اور وصیت نہیں کی،اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اُن کے گناہوں کا کفارہ ادا ہوجائے گا؟آپ نے فرمایا:ہاں!۔

(مسلم حدیث:۱۶۳۰ کتاب الوصیہ باب وصول ثواب الصدقات،کتاب الروح -المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص:۱۹۳ -از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ-نیل الاوطار قاضی شوکانی باب وصول ثواب القرب المھداۃ الی الموتی جلد ۴ ص:۱۴۱)

جتنی احادیث بھی آرہی ہیں سب میں نَعَمْ ہے لا کسی میں بھی نہیں کوئی ایک

حدیث ثابت کردے جس میں نبی کریم ﷺ نے ایصال ثواب سے روکا ہو یا صدقہ خیرات سے روکا ہو تو ہم اسی وقت ایصال ثواب بند کردیں گے لیکن انشاء اللہ صبح قیامت تک کوئی ماں کا لعل ایک حدیث بھی ایسی پیش نہیں کرسکتا جب صاحب شریعت نبی کریم ﷺ اجازت دے رہے ہیں تو کس میں جرات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں ایک نیا دین ایک نئی شریعت گڑھے۔

ضد چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کی غلامی اختیار کرو کیونکہ نبی کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور نبی کی اطاعت سے انسان اللہ کا محبوب بن جاتا ہے اور اسے جنت میں انبیاء کرام کی رفاقت نصیب ہوجاتی ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منھ پھیرا تو ہم نے تمھیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا (سورہ النساء ۸۰)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمھیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

قُلْ اَطِيْعُوا اللهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ

تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منھ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر

(سورہ آل عمران ۳۱-۳۲)

وَمَنْ يُّطِعِ اللهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا

اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں

(سورہ النساء ۶۹)

حدیث: 148

اہل قبور صدقہ وصول کر کے کیسے خوش ہوتے ہیں؟

عن انس رضی اللہ عنہ قال: سُئِلَ رسولُ اللّٰہ ﷺ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ إِنَّا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا وَنَحُجُّ عَنْهُمْ وَنَدْعُوْا لَهُمْ فَهَلْ يَصِلُ ذٰلِكَ إِلَيْهِمْ؟ فَقَالَ: نَعَمْ إِنَّهُ لَيَصِلُ إِلَيْهِمْ وَإِنَّهُمْ لَيَفْرَحُوْنَ بِهِ كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالطَّبَقِ إِذَا أُهْدِيَ لَهُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: ہم اپنے فوت شدہ لوگوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں اُن کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں کیا یہ ان کو پہنچتا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ اُن تک پہنچتا ہے اور وہ اس سے اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تم میں سے کوئی شخص ہدیہ سے خوش ہوتا ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۸ ص: ۲۲۲، حاشیہ رد المحتار علی در المختار ج ۲ ص: ۵۹۶، حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ۱/ ۴۱۲، شرح فتح القدیر ۱/ ۱۴۳)

حدیث: 149

والدین کو نفلی صدقہ کرنے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا تَصَدَّقَ أَحَدُكُمْ بِصَدَقَةٍ تَطَوُّعًا فَيَجْعَلُهَا عَنْ أَبَوَيْهِ فَيَكُوْنُ

لَهُمَا أَجْرُهَا وَلَا يَنْتَقِصُ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا.

جب کوئی شخص نفلی صدقہ کرے اور اس کو اپنے والدین کی طرف سے کر دے تو اُس کے والدین کو اس کا اجر ملتا ہے اور اس کے اجر سے بھی کچھ کمی نہیں ہوتی۔

(رواہ الطبرانی شرح الصدور ص:۳۹۹ باب ما ینفع المیت فی قبرہ مجمع الزوائد ج ۳/۱۳۸)

حدیث: 150

حضرت جبریل امین میت کو صدقہ کا ہدیہ نورانی طبق میں پیش کرتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَامِنْ أَهْلِ بَيْتٍ يَمُوْتُ مِنْهُمْ مَيِّتٌ، فَيَتَصَدَّقُوْنَ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِهِ، إِلَّا أَهْدَاهَا لَهُ جِبْرِيْلُ عَلَى طَبَقٍ مِنْ نُوْرٍ، ثُمَّ يَقِفُ عَلَى شَفِيْرِ الْقَبْرِ فَيَقُوْلُ: يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيْقِ، هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ أَهْدَاهَا إِلَيْكَ أَهْلُكَ، فَاقْبَلْهَا، فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ، فَيَفْرَحُ بِهَا وَيَسْتَبْشِرُ، وَيَحْزَنُ جِيْرَانُهُ الَّذِيْنَ لَا يُهْدٰى إِلَيْهِمْ شَيْءٌ

جس قوم کا کوئی آدمی مر جائے اور وہ اُس کی موت کے بعد صدقہ کریں تو جبریل اُس کو نور کے طبق میں رکھ کر ہدیہ پیش کرتے ہیں پھر قبر کے کنارے کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اے گہری قبر والے یہ ہدیہ ہے جو تیری طرف تیرے اہل نے بھیجا ہے تو اس کو قبول کر لے پھر وہ اس پر داخل ہو جاتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور بشارت حاصل کرتا ہے اور اُس کے پڑوسی غمگین ہوتے ہیں جن کو کوئی ہدیہ نہیں ملتا۔

(شرح الصدور ص:۳۹۹ باب ما ینفع المیت فی قبرہ مجمع الزوائد ج ۳ ص:۱۳۸-۱۳۹)

باب: 12

حدیث: 151

عبادات کا ثواب صرف مومن کو پہنچتا ہے

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عن أبيهِ عن جَدِّهٖ: أَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ أَوْصٰى أَنْ يُعْتِقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ، فَأَعْتَقَ ابْنُهُ هِشَامٌ خَمْسِيْنَ رَقَبَةً فَأَرَادَ ابْنُهُ عَمْرٌو أَنْ يُعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِيْنَ الْبَاقِيَةَ فَقَالَ حَتّٰى أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ إِنَّ أَبِي أَوْصٰى بِعِتْقِ مِائَةِ رَقَبَةٍ، وَإِنَّ هِشَامًا أَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِيْنَ وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُوْنَ رَقَبَةً، أَفَأُعْتِقُ عَنْهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ: إِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ عَنْهُ، أَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ، أَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ، بَلَغَهُ ذٰلِكَ.

حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ عاص بن وائل نے وصیت کی تھی کہ اُس کی طرف سے سو غلام آزاد کر دیے جائیں تو اُس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیے پھر اُس کے بیٹے عمرو نے اُس کی طرف سے باقی پچاس آزاد کرنے کا ارادہ کیا بولے پہلے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے باپ (عاص بن وائل) نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں اور ہشام (میرے بھائی) نے اُس کی طرف سے پچاس آزاد کر دیے ہیں اور اس پر پچاس غلام باقی ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے آزاد کر دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا پھر تم اس کی طرف

سے آزاد کرتے یا اُس کی طرف سے صدقہ خیرات کرتے یا حج کرتے تو یہ سب کچھ اُسے پہنچ جاتا۔

(ابوداود حدیث :۲۸۸۳ کتاب الوصایا، مشکوۃ حدیث :۳۰۷۷ کتاب البیوع باب الوصایا۔ کتاب الروح ۔المسئلۃ السادسۃ عشرۃ ص:۱۹۴ ۔از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ۔ نیل الاوطار قاضی شوکانی باب وصول ثواب القرب المہداۃ الی الموتی جلد۴ص:۱۴۲)

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:۔

حضرت ابن عمرو ابن عاص اپنے بھائی ہشام سے عمر میں بڑے ہیں، آپ 5ھ یا 8ھ میں حضرت خالد ابن ولید اور عثمان ابن طلحہ کے ساتھ ایمان لائے، حضور انور ﷺ نے آپ کو عمان کا حاکم بنایا، پھر حضرت عمر کے زمانہ میں آپ نے ہی مصر فتح کیا، حضرت عمر عثمان h، حضرت معاویہ h کے زمانہ میں عامل رہے امیر معاویہ h نے آپ کو اپنے زمانہ میں مصر میں جاگیر بخشی، آپ وہاں ہی رہے، 43ھ میں ننانوے سال کی عمر میں مصر ہی میں وفات پائی، پھر ان کے بیٹے عبداللہ ابن عمرو مصر کے حاکم رہے جنہیں بعد میں امیر معاویہ نے معزول کردیا۔

اس سوال سے معلوم ہوا کہ نیکی بھی بزرگوں کے مشورہ اور ان کی اجازت سے کرنا چاہیے، دیکھو غلام آزاد کرنا بہرحال ثواب تھا اگر عاص کو اس کا ثواب نہ بھی ملے تب بھی خود حضرت عمرو ابن عاص کو تو ثواب ملنا ہی تھا مگر پھر بھی حضور انور سے اجازت مانگ کر آزاد کرنا چاہتے ہیں۔ صوفیاء کے نزدیک ورد، وظیفے شیخ کی اجازت سے کیے جاتے ہیں کہ اجازت کی برکت سے ان میں الفاظ کی تاثیر کے ساتھ زبان کی تاثیر بھی جمع ہوجاتی ہے، کوئی بارود کی مدد سے مار کرتی ہے، تلوار کی دھار بغیر درست وار کے نہیں کاٹتی۔

مگر چونکہ عاص کافر ہو کر مرا اس لیے اسے تمہاری کسی نیکی کا ثواب نہیں پہنچ سکتا، نہ وہ عذاب الٰہی سے بچ سکتا ہے۔ اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ کافر کو

ثواب بخشنا منع ہے کہ حضور انور نے اس کی اجازت نہ دی۔ دوسرے یہ کہ اگر اسے ایصال ثواب کیا بھی جائے تو ثواب پہنچتا نہیں، جب اسے اپنی نیکیوں کا ثواب نہیں ملتا تو دوسرے کی نیکیوں کا بخشا ہوا ثواب کیسے ملے گا۔ مردہ کو کوئی دوا فائدہ نہیں پہنچاتی، کافر کو کوئی دعا عذاب سے نہیں بچاتی۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کو ہر قسم کی عبادات کا ثواب بخشنا جائز ہے اور انہیں پہنچتا بھی ہے، دیکھو غلام آزاد کرنا، صدقہ وخیرات، حج مختلف قسم کی عبادتیں ہیں مگر سب کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو ثواب پہنچ جاتا۔ خیال رہے کہ کافر کو بعض نیکیوں کی بدولت عذاب ہلکا ہوجاتا ہے مگر عذاب سے رہائی نہیں ہوتی نہ وہ جنت کی کسی نعمت کا مستحق ہوتا ہے، دیکھو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے باعث ابو طالب کا عذاب ہلکا ہے، ولادت پاک کی خوشی منانے کے سبب ابولہب کو سوموار کے دن عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ (بخاری شریف) لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں۔ آج بعض لوگ ایصال ثواب کے انکاری ہیں وہ ان احادیث میں غور کریں۔ (مراۃ، ج۴ ص:۲۸۶)

دعائے مغفرت صرف اہل ایمان کے لئے ہے

ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

اور وہ جو اُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے رب ہمارے بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

(سورہ الحشر آیت :۱۰ پارہ ۲۸ رکوع نمبر۲)

فرشتے صرف اہل ایمان کے لئے دعا کرتے ہیں

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا

وہ فرشتے جو عرش اُٹھاتے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ (سورہ المومن (غافر) آیت:۷ پارہ:۲۴ رکوع:۶)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہل ایمان کے لئے دعا کی

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ☆ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابِ

اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا

(سورہ ابراہیم آیت:۴۰-۴۱، پارہ:۱۳، رکوع۱۸)

مؤمن وہ جو تمام صحابہ مہاجرین و انصار کو مؤمن اور جنتی مانے

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ

اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی

(سورہ انفال:74، پارہ:10)

جو صحابہ کو مومن نہ مانے وہ بھی قرآن کا منکر اور جو ان کو جنتی نہ مانے وہ بھی قرآن کا منکر ہے اس کے لئے جنازہ جائز ہے اور نہ ایصال ثواب

سارے صحابہ جنتی ہیں لیکن فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کرنے والے افضل ہیں

لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ

تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (حدید۱۰)

جو صحابہ کو جنتی نہ مانے وہ بھی قرآن کا منکر ہے اس کے لئے جنازہ جائز ہے اور نہ ایصال ثواب۔

نبی کی ازواج مؤمنوں کی مائیں ہیں

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ

یہ نبی ﷺ مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔ (الاحزاب۶)

جو نبی ﷺ کی ازواج کو مؤمنوں کی ماں نہ مانے وہ بھی قرآن کا منکر ہے اس کے لئے جنازہ جائز ہے اور نہ ایصال ثواب۔

س: کافر کی بخشش اور نجات کے لئے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج: جو کسی کافر کے لئے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے یا کسی کافر کو مرحوم یا مغفور کہے خود کافر ہے۔

(ہمارا اسلام، ایمان و کفر حصہ ۳ ص ۱۹۶) گلدستہ عقائد اعمال مطبوعہ مکتبۃ المدینہ ص ۳۲) فاتحہ اور ایصال ثواب کا طریقہ از امیر اہل سنت مولانا محمد الیاس قادری عطاری ص ۱۸)

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اصطلاح قرآن میں ایمان کی اصل جس پر تمام عقیدوں کا دارومدار ہے یہ ہے کہ بندہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دل سے اپنا حاکم مطلق مانے۔ اپنے کو ان کا غلام تسلیم کرے کہ مومن کے جان، مال، اولاد سب حضور کی ملک ہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سب مخلوق سے زیادہ ادب واحترام کرے۔ اگر اس کو مان لیا تو توحید اور کتب، فرشتے وغیرہ تمام ایمانیات کو مان لیا اور اگر اس کو نہ مانا تو اگر چہ توحید، فرشتے، حشر نشر، جنت ودوزخ سب کو مانے مگر قرآن کے فتوے سے وہ مومن نہیں بلکہ کافر ومشرک ہے۔ ابلیس پکا موحد، نمازی، ساجد تھا۔ فرشتے، قیامت، جنت ودوزخ سب کو مانتا تھا مگر رب تعالیٰ نے فرمایا: وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ شیطان کافروں میں سے ہے۔ (البقرۃ:)

کیوں؟ صرف اس لئے کہ نبی کی عظمت کا قائل نہ تھا۔ غرض ایمان کا مدار قرآن کے نزدیک عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہے۔ ان آیات میں یہی اصطلاح استعمال ہوئی۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اے محبوب! تمہارے رب کی قسم! یہ سارے توحید والے اور دیگر لوگ اس وقت تک مومن نہ ہوں گے جب تک کہ تم کو اپنا حاکم نہ مانیں اپنے سارے اختلاف وجھگڑوں میں پھر تمہارے فیصلے سے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اور رضا وتسلیم اختیار کریں۔ (پ:5، النساء:65)

پتا چلا کہ صرف توحید کا ماننا ایمان نہیں اور تمام چیزوں کا ماننا ایمان نہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کو حاکم ماننا ایمان ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ

فرمادو کہ کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ (پ10، التوبۃ 65-66)

جن منافقین کا اس آیت میں ذکر ہے انہوں نے ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا مذاق اڑایا تھا کہ بھلا حضور کب روم پر غالب آسکتے ہیں اس گستاخی کو رب کی آیتوں کی گستاخی قرار دے کر ان کے کفر کا فتوی صادر فرمایا کس نے؟ کسی مولوی نے؟ نہیں! بلکہ خود اللہ جل شانہ نے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

اے ایمان والو میرے پیغمبر سے راعنا نہ کہا کرو انظرنا کہا کرو خوب سن لو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (پ1، البقرۃ 104)

اس سے پتا لگا کہ جو کوئی توہین کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایسا لفظ بولے جس میں گستاخی کا شائبہ بھی نکلتا ہو وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ (جیسے راعنا)

خلاصہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو قرآن میں ہر جگہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کہ کر پکارا، موحد یا نمازی یا مولوی یا فاضل دیوبند کہہ کر نہ پکارا تا کہ پتا لگے کہ رب تعالیٰ کی تمام نعمتیں ایمان سے ملتی ہیں اور ایمان کی حقیقت وہ ہے جو ان آیتوں میں بیان ہوئی یعنی غلامی سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ توحید نوٹ کا کاغذ ہے اور نبوت اس کی مہر جیسے نوٹ کی قیمت سرکاری مہر سے ہے اس کے بغیر وہ قیمتی نہیں اسی طرح ایمان

کے نوٹ کی قیمت بازارِ قیامت میں جب ہی ہوگی جب اس پر حضور کے نام کی مہر لگی ہو۔ ان سے منہ موڑ کر توحید کی کوئی قیمت نہیں اسی لئے کلمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ہے اور قبر میں توحید کا اقرار کرانے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہچان ہے۔ خیال رہے کہ حدیث و قرآن میں بھی مسلمانوں کو موحد نہ کہا گیا بلکہ مومن ہی سے خطاب فرمایا۔ (علم القرآن ۴۲)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کا فتوی

مسئلہ 258 : از عثمان پور ڈاکخانہ کوٹھی ضلع بارہ بنکی مرسلہ محمد حسن یار خاں صاحب 17 ربیع الاول شریف 1318ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلمان کسی کافر یا مشرک یا رافضی کو قرآن خوانی اور کسی ذریعہ سے ایصال ثواب کرے تو اس کافر یا مشرک یا رافضی کو ثواب پہنچے گا یا نہیں؟ اور ایصال ثواب کرنے والے کی بابت کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:

کافر خواہ مشرک ہو یا غیر مشرک جیسے آج کل کے عام رافضی کہ منکرانِ ضروریات دین ہیں، اسے ہرگز کسی طرح کسی فعل خیر کا ثواب نہیں پہنچ سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : وَمَا لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ

اور ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ (البقرہ 200)

اور انھیں ایصال ثواب کرنا معاذ اللہ خود راہ کفر کی طرف جانا ہے کہ نصوص قطعیہ کو باطل ٹھہرانا ہے۔ رافضی تبرائی کا فقہائے کرام کے نزدیک یہی حکم ہے، ہاں جو تبرائی نہیں جیسے تفضیلی، انھیں ثواب پہنچ سکتا ہے اور پہنچانا بھی حرام نہیں جبکہ ان سے دینی محبت یا ان کی بدعت کو ہل و آسان سمجھنے کی بنا پر نہ ہو، ورنہ انکم اذا مثلھم یہ بھی انھیں میں شمار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ ج ۹ کتاب الجنائز)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رافضی کی نمازِ جنازہ پڑھنا اہلسنت وجماعت کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کسی اہلسنت وجماعت نے نماز کسی رافضی کی جنازہ کی پڑھی تو اس کے لئے شرع میں کیا حکم ہے۔

الجواب:

اگر رافضی ضروریاتِ دین کا منکر ہے، مثلاً قرآن کریم میں کچھ سورتیں یا آیتیں یا کوئی حرف صرف امیر المومنین عثمان ذی النورین غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا اور صحابہ خواہ کسی شخص کا گھٹایا ہوا مانتا ہے یا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم خواہ دیگر ائمہ اطہار کو انبیائے سابقین علیہم الصلوۃ والتسلیم میں کسی سے افضل جانتا ہے۔ اور آجکل یہاں کے رافضی تبرائی عموماً ایسے ہی ہیں اُن میں شاید ایک شخص بھی ایسا نہ نکلے جو ان عقائدِ کفریہ کا معتقد نہ ہو جب تو وہ کافر مرتد ہے اور اس کے جنازہ کی نماز حرام قطعی و گناہ شدید ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ

اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بیشک اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے (القرآن التوبہ ۸۴)

اگر ضروریاتِ دین کا منکر نہیں مگر تبرائی ہے تو جمہور ائمہ و فقہا کے نزدیک اس کا بھی وہی حکم ہے۔ کما فی خلاصۃ و فتح القدیر و تنویر الابصار والدر المختار والھدایۃ وغیرھا عامۃ الاسفار۔ جیسا کہ خلاصہ، فتح القدیر، تنویر الابصار، درمختار، ہدایہ وغیرہا عام کتب میں ہے۔ اور اگر صرف تفضیلیہ ہے تو اُس کے جنازے کی نماز بھی نہ چاہئے متعدد حدیثوں میں بدمذہبوں کی نسبت ارشاد ہوا : ان ماتوا فلا تشھدوھم وہ مریں تو ان کے جنازہ پر نہ جائیں۔ ولا تصلوا علیھم ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو۔ نماز پڑھنے والوں کو توبہ استغفار کرنی چاہئے۔

(تاریخ بغداد، سنن ابن ماجہ، مسندِ امام اعظم، بیان ذم القاریہ، کنز العمال بحوالہ ابن النجار عن انس رضی اللہ عنہ،)

اور اگر صورت پہلی تھی یعنی وہ مُردہ رافضی منکرِ بعض ضروریاتِ دین تھا اور کسی شخص نے با آں کہ اُس کے حال سے مطلع تھا دانستہ اس کے جنازے کی نماز پڑھی اُس کے لئے استغفار کی جب تو اُس شخص کی تجدیدِ اسلام اور اپنی عورت سے از سرِ نو نکاح کرنا چاہئے۔

في الحلية نقلا عن القرافي واقره الدعاء بالمغفرة للكافر كفر لطلبه تكذيب الله تعالى فيما اخبربه.

حلیہ میں قرافی سے نقل کیا اور اسے برقرار رکھا کہ : کافر کے لئے دُعائے مغفرت کفر ہے کیونکہ یہ خبرِ الٰہی کی تکذیب کا طالب ہے۔

(حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اگر اس اعتقاد سے جائے گا کہ اس کا جنازہ شرکت کے لائق ہے تو کافر ہو جائے گا اور اگر یہ نہیں تو حرام ہے۔(ملفوظات حصہ چہارم ص 359)

دنیاوی طمع سے کسی مرتد یا کافر کی نمازِ جنازہ پڑھنا حرام قطعی اور شدید حرام ہے اور دینی طور پر اسے کارِ ثواب اور مرتد یا کافر کو نمازِ جنازہ اور دعائے مغفرت کا مستحق سمجھ جان کر ایسا کیا تو یہ خود مسلمان نہ رہا اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ گیا اسے تجدیدِ اسلام و تجدیدِ نکاح کرنا چاہئے۔(نیز کسی پیر کا مرید تھا تو تجدیدِ بیعت بھی کرے۔(فتاوی رضویہ ج۹ ص 173)

فتاوی رضویہ ج۹ ص۱۷۳)

س: تجدیدِ ایمان کا طریقہ

ج: توبہ دل کی تصدیق کے ساتھ ہونی ضروری ہے۔صرف زبانی توبہ کافی نہیں اگر معاذ اللہ کئی کفریات بکے ہوں اور یاد نہ ہو کہ کیا کیا بکا ہے تو یوں کہے ,,یا اللہ عزوجل! مجھ سے

جو کفریات صادر ہوئے ہیں میں ان سے توبہ کرتا ہوں،، پھر کلمہ شریف پڑھ لے۔ اگر یہ معلوم ہی نہیں کہ کفر بکا بھی ہے یا نہیں تب بھی اگر احتیاطاً توبہ کرنا چاہے تو اس طرح کہے ,,یا اللہ عزوجل! مجھ سے اگر کوئی کفر ہو گیا ہو تو میں اس سے توبہ کرتا ہوں،، پھر کلمہ شریف پڑھ لے۔

مدنی مشورہ: روزانہ ہی سونے سے قبل احتیاطی توبہ و تجدیدِ ایمان کر لینا چاہئے۔یاد رکھئے! معاذ اللہ جس کا کفر پر خاتمہ ہوا وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا۔

س: تجدیدِ نکاح کا طریقہ

ج: تجدیدِ نکاح کا معنی ہے ”نئے مہر سے نیا نکاح کرنا“ اس کے لئے لوگوں کو اکٹھا کرنا ضروری نہیں۔نکاح نام ہے ایجاب و قبول کا۔ہاں بوقتِ نکاح بطورِ گواہ کم از کم دو مرد مسلمان یا ایک مرد مسلمان اور دو مسلمان عورتوں کا حاضر ہونا ضروری ہے خطبۂ نکاح شرط نہیں بلکہ مستحب ہے۔خطبہ یاد نہ ہو تو اعوذ باللہ اور بسم اللہ شریف کے بعد سورۂ فاتحہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔کم از کم دس درہم یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی یا اس کی رقم مہر واجب ہے۔تو اب مذکورہ گواہوں کی موجودگی میں آپ ,,ایجاب،، کریں یعنی عورت سے کہیں ,,میں نے اتنے حق مہر کے بدلے آپ سے نکاح کیا،، عورت کہے ,,میں نے قبول کیا،، نکاح ہو گیا۔بعد نکاح اگر عورت چاہے تو مہر معاف بھی کر سکتی ہے مگر مرد بلا حاجتِ شرعی عورت سے مہر معاف کرنے کا سوال نہ کرے۔

س: حالتِ ارتداد میں نکاح کا مسئلہ

ج: مرتد ہو جانے کے بعد کوئی شخص اگرچہ بظاہر نیک راستے پر آ گیا، داڑھی، زلفوں، عمامے اور سنتوں بھرے لباس سے بھی آراستہ ہو گیا مگر اس نے اپنے کفر سے توبہ و تجدیدِ ایمان نہ کیا تو وہ بدستور مرتد ہے۔توبہ و تجدیدِ ایمان سے پہلے جو بھی عمل کیا وہ مقبول نہیں۔بیعت کی تو نہ ہوئی، یہاں تک کہ اگر نکاح بھی کیا تو نہ ہوا۔ امام اہل سنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معاذ اللہ اگر مرد یا عورت نے پیش از نکاح کفرِ صریح کا ارتکاب کیا تھا اور بے

توبہ (نئے سرے سے قبولِ) اسلام ان کا نکاح کیا گیا تو قطعاً نکاح باطل، اور اس سے جو اولاد ہوگی ولد الزنا، اسی طرح اگر بعد نکاح ان میں کوئی کوئی معاذ اللہ مرتد ہو گیا اور اس کے بعد کے جماع سے اولاد ہوئی تو وہ حرامی ہوگی۔ لہٰذا اگر کسی نے ارتداد کے بعد نکاح کیا ہو اور نکاح کے بعد اگرچہ توبہ و تجدیدِ ایمان کر چکا ہو تو بھی اب نئے سرے سے نکاح کرنا ہوگا۔ اس کے لئے دھوم دھام شرط نہیں، گھر کی چار دیواری میں بھی نکاح ہو سکتا ہے۔ اس کا طریقہ گزر چکا ہے۔ ہاں اگر لوگوں کے سامنے مرتد ہوا تھا اور پھر اسی حال میں نکاح کیا تھا تو پھر سب کے سامنے توبہ و تجدیدِ ایمان و تجدید نکاح کرنا ہوگا۔ حدیث پاک میں ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم کوئی گناہ کرو تو اس سے توبہ کر لو ﴿اَلسِّرُّ بِالسِّرِ وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَة﴾ یعنی پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ اور اعلانیہ گناہ کی توبہ اعلانیہ۔

(المعجم الکبیر ج 20 ص 159) (گانوں کے ۳۵ کفریہ اشعار از مولانا الیاس قادری)

س: احتیاطی تجدید ایمان کب کریں؟

ج: مدنی مشورہ ہے کہ روزانہ کم از کم ایک بار سونے سے قبل (یا جب چاہیں) احتیاطی توبہ و تجدیدِ ایمان کر لیجئے اور اگر بآسانی گواہ دستیاب ہوں تو میاں بیوی توبہ کر کے گھر کے اندر ہی کبھی کبھی احتیاطاً تجدید نکاح کی ترکیب بھی کر لیا کریں۔ ماں باپ، بہن، بھائی اور اولاد وغیرہ عاقل و بالغ مسلمان مرد و عورت نکاح کے گواہ بن سکتے ہیں۔ احتیاطی تجدیدِ نکاح بالکل مفت ہے اس کے لئے مہر کی بھی ضرورت نہیں۔

باب 13:

میت کے لئے بدنی عبادات کا ثواب

بدنی اور مالی عبادات کا ثواب زندہ اور فوت شدہ مسلمان کو بخشا جائز ہے اور پہنچتا ہے ہاں بدنی عبادات میں نیابت جائز نہیں یعنی کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز فرض پڑھ دے تو اُس کی نماز ادا نہ ہوگی ہاں نماز کا ثواب بخشا جا سکتا ہے۔

حدیث:152

نماز سے ایصال ثواب نیز زندہ کو ثواب بخشا جا سکتا ہے

عَنْ صَالِحِ بْنِ دِرْهَمٍ قَالَ: انْطَلَقْنَا حَاجِّيْنَ فَإِذَا رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا إِلَى جَنْبِكُمْ قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا الْأُبُلَّةُ؟ قُلْنَا نَعَمْ. قَالَ: مَنْ يَضْمَنُ لِيْ مِنْكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعًا وَيَقُوْلُ: هٰذِهِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ خَلِيْلِي أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ لَا يَقُوْمُ مَعَ شُهَدَاءِ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ

حضرت صالح بن درہم تابعی فرماتے ہیں کہ ہم حج کرنے جا رہے تھے کہ ہمیں ایک شخص ملا اور کہا تمہارے قریب ایک بستی ہے جسے اُبُلّہ کہا جاتا ہے ہم بولے ہاں اس نے کہا تم میں سے کون اس کا ضامن بنتا ہے کہ مسجد عشار میں میرے لئے دو چار رکعتیں پڑھ دے اور کہہ دے کہ یہ نماز ابوہریرہ کی ہے میں نے اپنے محبوب ابو القاسم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسجد عشار سے ایسے شہید اٹھائے گا کہ شہداء بدر کے ساتھ ان کے سوا کوئی کھڑا نہ ہوگا۔ اُبُلّہ بصرہ کے پاس مشہور بستی ہے۔

(ابوداود حدیث: ۴۳۰۸، مشکوۃ حدیث ۵۴۲۲ کتاب الفتن باب الملاحم)

اس حدیث سے حضرت ابو ہریرہ کا عقیدہ معلوم ہوا کہ اگر چہ ساری مسجدیں اللہ کا گھر ہیں مگر جس مسجد یا جس شہر میں اللہ کے مقبول بندے رہ چکے ہوں، اب رہتے ہوں یا آئندہ رہنے والے ہوں وہ دوسری مسجدوں سے افضل ہے اُس سے برکت حاصل کرنا صحابیِ رسول کی سنت ہے جن مقامات پر حضور ﷺ نے قدم رکھا ہے وہ مقام اللہ کو محبوب ہے اور اُس جگہ کو تبرک بنالینا سنت صحابہ ہے اور ان تبرکات کو شہید کرنا بدترین بدعت ہے۔

مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں:

صالح ابن درہم تابعی ہیں، قبیلہ باہلہ سے ہیں، آپ نے حضرت ابو ہریرہ اور سمرہ ابن جندب سے روایات لیں، آپ نے شعبہ اور فسطان سے روایات لیں۔

(اکمال، مرقات)

اُبُـلَّۃُ بصرہ کے پاس مشہور بستی ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ دنیا کے چار شہر زمین کی جنت ہیں: بصرہ کا ابلہ، دمشق کا غوطہ، سمرقند کا صغد اور بوان شہر کا شعب، یہ چاروں بستیاں بہت ہی سرسبز ہیں۔ ہم نے دمشق کا غوطہ اور بصرہ کا ابلہ دیکھا ہے۔

یعنی تم میں سے کوئی شخص مسجد عشار میں جو کہ ابلہ کی مشہور متبرک مسجد ہے دو چار رکعت نفل پڑھ کر مجھے اس لفظ سے ایصال ثواب کردے کہ الٰہی یہ نماز جو ہم نے پڑھی یہ ابو ہریرہ h کی طرف سے ہے اس کا ثواب انہیں ملے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے :ایک یہ کہ متبرک و مقدس مسجد میں نماز ادا کرنا دوسری نمازوں سے افضل ہے، مسجد نبوی کی ایک نیکی دوسری جگہ کی پچاس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز کا ثواب دوسرے کو بخش دینا درست ہے، ہاں کسی کی طرف سے نماز فرض نہیں پڑھی جاسکتی وہ تو خود ہی پڑھنا پڑے گی۔ تیسرے یہ کہ کوئی نیکی کرکے کسی دوسرے کو اس طرح ثواب بخشنا کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو ملے بالکل جائز سنت صحابہ ہے لہذا فاتحہ مروجہ ختم شریف وغیرہ بالکل درست ہے، دیکھو حضرت ابو ہریرہ ثواب بخشنے کے الفاظ بتارہے

ہیں۔ چوتھے یہ کہ اپنے سے بڑے کو ثواب بخشنا جائز ہے اگر چہ وہ کیسی ہی شان کا مالک ہو، دیکھو جناب ابو ہریرہ صحابی ہیں اور تابعین کو اپنے لیے ایصال ثواب کا حکم دے رہے ہیں۔ یہ حدیث بہت سے احکام کا ماخذ ہے، نیز زندہ کو زندہ کا ثواب بخش دینا جائز ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ

یعنی آخر زمانہ میں ایک عظیم الشان جہاد ہوگا، اس جہاد کے غازی اس مسجد میں جمع ہوکر میدان میں جاکر شہید ہوں گے وہ کل قیامت میں شہداء بدر کے ساتھ کھڑے ہوں گے لہذا اس مسجد میں نماز پڑھنا بہت ہی افضل ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر چہ ساری مسجدیں اللہ کا گھر ہیں مگر جس مسجد میں یا جس شہر میں اللہ کے مقبول بندے رہ چکے ہوں یا اب رہتے ہوں یا آئندہ رہنے والے ہوں وہ دوسری مسجدوں سے افضل ہے۔ اس کی نسبت کی وجہ سے دیکھو وہ غازی شہداء قریب قیامت اس مسجد میں جمع ہوں گے مگر وہاں نماز آج ہی سے افضل ہے۔ جن مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم بھی رکھا ہے وہ مقام اللہ کو محبوب ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سفیدہ زمین کا ادب کیا جہاں آئندہ مدینہ منورہ شہر آباد ہونے والا تھا۔ (مراۃ، ج:۷، ص:۲۵۰)

رہی مالی عبادت یا مالی اور بدنی کا مجموعہ جیسے زکوٰۃ اور حج اس میں اگر کوئی شخص کسی سے کہہ دے کہ تم میری طرف سے زکوٰۃ دے دو تو دے سکتا ہے۔ اور اگر صاحب مال میں حج کی کرنے کی قوت نہ رہے تو دوسرے سے حج بدل کرا سکتا ہے لیکن ثواب ہر عبادت کا ضرور پہنچتا ہے اگر میں کسی کو اپنا مال دے دوں تو وہ مالک ہو جائیگا اسی طرح یہ بھی ہاں فرق یہ ہے کہ مال تو کسی کو دے دیا تو اپنے پاس نہ رہا۔ اور اگر چند کو دیا تو تقسیم ہو کر ملا لیکن ثواب اگر سب کو بخش دیا تو سب کو پورا پورا ملا۔ اور خود بھی محروم نہ رہا۔ جیسے کسی کو قرآن پڑھایا تو سب کو پورا قرآن آ گیا اور پڑھانے والے کا جاتا نہ رہا۔ (جاء الحق ص:۲۶۰)

صلاۃ غوثیہ

اس حدیث سے ایک مسئلہ یہ بھی ثابت ہوا کہ گیارھویں شریف کے کھانے پر حضور غوث پاک کا نام لینا جائز ہے اور اسی طرح ایصال ثواب کے کھانے وغیرہ پر میت کا اور بزرگانِ دین کا نام لینا درست ہے کیونکہ نماز کھانے سے افضل ہے اور جب حضرت ابو ہریرہ کا نام لینے نماز سے حرام نہیں ہوتی تو گیارھویں شریف کا کھانا حرام کیسے ہوگا حالانکہ نماز کھانے سے افضل ہے

حضور ﷺ نے خود نماز اور روزوں کو غیر کی طرف منسوب کیا ہے فرمایا:

اَحَبُّ الصَّلاۃِ اِلَی اللہِ صَلوٰۃُ داودَ وَاَحَبُّ الصیامِ الی اللّٰہِ صیامُ داودَ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ترین نماز حضرت داود علیہ السلام کی نماز ہے اور اللہ کی بارگاہ میں محبوب ترین روزہ حضرت داود علیہ السلام کا روزہ ہے

(بخاری حدیث:۱۱۳۱، مسلم:۱۱۵۹، مشکوۃ:۱۲۲۵ کتاب الصلاۃ باب التحریض علی قیام لیل)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز روزے کی نسبت نبیوں ولیوں کی طرف ہو سکتی ہے اسی طرح جو نماز حضور غوث پاک کو ایصال ثواب کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہے اُسے صلاۃ غوثیہ کہہ سکتے ہیں یہ غوث پاک کی عبادت نہیں ہوتی عبادت اللہ کی ہوتی ہے ثواب اُن کی روح کو پہنچایا جاتا ہے اس نماز کو شرک کہنا جہالت ہے اس نماز کی ترکیب خود حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بتائی ہوئی ہے فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَۃٍ کُشِفَتْ عَنْہُ وَمَنْ نَادَانِی بِاسْمِیْ فِی شِدَّۃٍ فُرِجَتْ عَنْہُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِی اِلَی اللہِ فِی حَاجَۃٍ قُضِیَتْ

یعنی جو کوئی رنج و غم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج و غم دور ہوگا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ شدت رفع ہوگی اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی

پھر اسی جگہ فرماتے ہیں دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ۱۱-۱۱ بار سورہ اخلاص پڑھے سلام پھیر کر ۱۱ بار صلاۃ و سلام پڑھے پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلے میرا نام لے اور اپنی حاجت کا ذکر کرے اللہ کے اذن سے اُس کی حاجت پوری ہوگی۔ پھر یہ شعر پڑھے

اَیُدْرِکُنِی ضَیْمٌ وَاَنْتَ ذَخِیْرَتِی وَاُظْلَمُ فِی الدُّنْیَا وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ

وَعَارٌ عَلَی حَامِی الْحَمٰی وَھُوَ مُنْجِدِی اِذَا ضَاعَ فِی الْبَیْدَاءِ عِقَالُ بَعِیْرِیْ

اس نماز کو امام شمس الدین ذہبی اور امام جزری کے استاذ علامہ علی بن یوسف الشطنوفی نے بہجۃ الاسرار میں اور علامہ محمد بن یحیٰ التاذفی نے قلائد الجواہر میں اور شیخ عبدالحق محدث دھلوی نے زبدۃ الآسرار میں اور شارح مشکاۃ محدث کبیر مولانا علی قاری نے اپنی کتاب ”نزہۃ الخاطر الفاتر فی سیدی الشریف عبدالقادر“ میں نقل کیا ہے پھر مولانا علی قاری فرماتے ہیں

وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِکَ مِرَارًا فَصَحَّ

بارہا اس نماز غوثیہ کا تجربہ کیا گیا تو درست نکلا۔

قاری عبدالباسط صاحب دیوبندی مقیم جدہ نے اخبار اردو نیوز جمعہ ۲۸ جون ۲۰۰۲ میں صلاۃ غوثیہ کو شرک قرار دیا ہے اگر قاری صاحب کی منطق کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو پھر روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں رہتا حتیٰ کہ دیوبندی اور اہل حدیث بھی اور ان سب کے استاذ شاہ ولی اللہ محدث دھلوی بھی مسلمان نہیں رہتے کیونکہ اسی طرح کی ایک نماز اسماعیل دہلوی کے دادا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بتائی ہے وہ فرماتے ہیں:

پہلے دو رکعت نوافل ادا کریں پھر اُس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف اُس کے بعد ایک سو گیارہ بار کلمہ تمجید اُس کے بعد ایک سو گیارہ بار شیئا للّٰہ یا شیخ عبد القادر جیلانی پڑھے۔(انتباہ فی سلاسل اولیاء) اگر یہ نماز شرک ہوتی تو محدثین اور اولیاء کرام اس نماز کی تعلیم ہرگز نہ دیتے۔

صلاۃ غوثیہ علماء اہل حدیث کے نزدیک بھی جائز ہے

اہل حدیثوں کے زبدۃ المحدثین نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں:

پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلی رضی اللہ عنہ پڑھ کر تقسیم کرے۔

کتاب التعویذات (ص ۱۵۳)

اب نواب صاحب پر کیا فتویٰ لگے گا جو اپنے مریدوں کو صلاۃ غوثیہ اور ختم قادریہ بتا رہے ہیں کیا ان پر بھی شرک کا فتویٰ لگ سکتا ہے یا شرک کے تمام فتوی ہم غریبوں کے لئے ہیں؟

احسان الٰہی ظہیر نے بریلوی عقائد میں صلاۃ غوثیہ کو بھی شمار کیا ہے اس طرح اُس نے تمام اولیاء کرام و محدثین کو اور تمام علمائے دیوبند کو اور علمائے اہل حدیث کو بریلوی ثابت کر دیا۔(البریلویہ ص:۸۳)

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

صلاۃ غوثیہ کی طرح ایک عمل فقہاء احناف نے بھی لکھا ہے

جس کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ خدا وہ چیز واپس دلا دے تو کسی اونچی جگہ پر قبلہ کو منہ کر کے کھڑا ہو اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب نبی ﷺ کو ہدیہ کرے پھر سیدی احمد بن علوان کو پھر یہ دعا پڑھے اے میرے آقا اے احمد بن علوان اگر آپ نے میری چیز نہ دی تو میں آپ کو دفتر اولیاء سے نکال لونگا۔ پس خدا تعالیٰ اُس کی گمی ہوئی چیز اُن کی برکت سے واپس دلا دے گا۔ (درمختار جلد سوم باب اللقطہ کا آخر)

صلاۃ غوثیہ میں بھی حضور غوث پاک سے مدد مانگی گئی ہے اور اس دعا میں سیدی احمد بن علوان سے مدد مانگی گئی ہے اب صاحب درمختار کے متعلق کیا فتویٰ ہے کیا فقہاء احناف بریلوی تھے قاری عبد الباسط کیسے حنفی ہیں فقہاء احناف پر شرک کا فتویٰ لگا رہے ہیں؟

فتویٰ لگانے سے پہلے کچھ مطالعہ کر لیتے تو اس فتویٰ کی نوبت ہی نہ آتی

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
ذرا اپنا بیگانہ پہچان کر

حضور ﷺ نے بالکل برحق فرمایا ہے کہ

إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

جب عالم نہیں رہیں گے تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنائیں گے جن سے مسائل پوچھے جائیں گے وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے تو وہ خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرینگے۔(بخاری:100 مسلم:2673 مشکوۃ:206)

حدیث: 153

شرک کا فتوی لگانے والا خود مشرک ہوگا

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مَمَّا أَتَخَوَّفُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ قَرَأَ الْقرآنَ حَتّى إِذَا رُوِيَتْ بَهْجَتُهُ عَلَيْهِ وَكَانَ رِدَاءُهُ الإِسْلامَ اعْتَرَاهُ إِلَى مَاشَاءَ اللهُ انْسَلَخَ مِنْهُ وَنَبَذَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ وَسَعَى عَلَى جَارِهِ بِالسَّيْفِ وَرَمَاهُ بِالشِّرْكِ)) قَالَ: قُلْتُ يا نَبِيَّ اللهِ أَيُّهُمَا أَوْلَى بِالشِّرْكِ الْمَرْمِيُّ أَوِ الرَّامِيْ؟ قَالَ(بَلِ الرَّامِيْ)

بیشک مجھے تم پر ایک ایسے شخص کا خوف ہے جو اتنا قرآن پڑھے گا کہ اس کے چہرے پر قرآن کی رونق بھی نظر آنے لگے گی اُس کا اوڑھنا بچھونا بھی اسلام بن جائے گا جب تک اللہ تعالی چاہے گا اس کو یہ حالت لاحق رہے گی پھر اس سے یہ حالت چھن جائے گی اور وہ شخص قرآن حکیم اور اسلام کو پس پشت ڈال کر اپنے پڑوسیوں پر شرک کا فتویٰ صادر کرکے اُن سے جنگ کرے گا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ان دونوں میں سے شرک کا حق دار کون ہوگا جن پر شرک کا فتوی لگے گا وہ، یا شرک کا فتوی صادر کرنے والا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلکہ شرک کا فتوی صادر کرنے والا ہی شرک کا حق دار ہوگا۔

مسند ابویعلی امام احمد بن حنبل اور یحی بن معین نے اس کی توثیق کی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر سورۃ الاعراف آیت (۱۷۵) ج ۲ ص ۱۷۵)

(اس حدیث کو ناصر الدین البانی غیر مقلد نے اس کو صحیح قرار دیا ہے سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: 3201)

حدیث: 154

والدین کو نماز کا ایصال ثواب

حضرت حجاج بن دینار بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِمَا مَعَ صَلاتِكَ وَأَنْ تَصُوْمَ عَنْهُمَا مَعَ صِيَامِكَ وَأَنْ تَصَدَّقَ عَنْهُمَا مَعَ صَدَقَاتِكَ۔

نیکی کے بعد نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نمازوں کے ساتھ ماں باپ کی طرف سے نماز پڑھو، اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کی طرف سے روزے رکھو، اور اپنے صدقہ کے ساتھ ان کی طرف سے صدقہ کرو۔

(شرح الصدور ص: ۲۰۱) مکتبہ دار التراث مدینہ منورہ، ابن ابی شیبہ، دار قطنی السراج الوہاج ج ۲ ص: ۵۵ مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال)

حکایت:

دو رکعت نفل پڑھ کر ایصال ثواب کرنا

حضرت مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں جمعرات کو قبرستان گیا تو میں نے وہاں نہایت تیز روشنی پائی تو میں نے کہا لا الہ الا اللہ میرا خیال ہے کہ اللہ تعالی نے اہل قبور کی مغفرت کردی ہے تو دور سے ہاتف غیبی نے ندا کی کہ اے مالک بن دینار یہ مسلمانوں کا اپنے بھائیوں کی طرف ہدیہ ہے میں نے کہا

تجھے اُس ذات کی قسم جس نے تجھے گویائی دی مجھے بتاؤ کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟۔

اُس نے کہا ایک مرد مومن اس رات کھڑا ہوا اُس نے اچھی طرح وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور پھر اس طرح دعا کی

اَللّٰهم اِنِّي قَدْ وَهَبْتُ ثَوَابَهَا لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ المؤمنينَ

الٰہی میں نے اس کا ثواب اس قبرستان کے مومنین کو بخشا تو اللہ تعالیٰ نے مشرق و مغرب تک ہماری قبروں کو روشن اور وسیع کر دیا۔

مالک بن دینار کہتے ہیں میں اسی طرح ہر جمعرات کو دو رکعتیں پڑھ کر مردوں کو بخشا رہا تو میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یَامَالِکَ بْنَ دِینَارٍ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ بِعَدَدِ النُّوْرِ الَّذِی اَھْدَیْتَہُ إِلَی أُمَّتِی وَلَکَ ثَوَابُ ذٰلِکَ

اے مالک بن دینار جس قدر تم نے میری اُمت کے لئے نور کا تحفہ بھیجا ہے اُس کی گنتی کے موافق اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت کی اور تیرے لیے بھی اتنا ہی ثواب ہے اور اللہ نے تمہارے لئے جنت میں ایک مکان تیار کیا ہے جس کا نام مُنیف ہے میں عرض کیا منیف کیا ہے؟ فرمایا جس پر اہل جنت بھی جھانکیں گے۔

(شرح الصدور علامہ سیوطی ص:۳۹۶ مکتبہ دار التراث مدینہ منورہ)

حدیث: 155

والدین کی طرف سے نفلی حج کرنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ عَنْ وَالِدَیْہِ بَعْدَ وَفَاتِہِمَا کَتَبَ اللّٰہُ لَہُ عِتْقًا مِنَ النَّارِ وَکَانَ لِلْمَحْجُوْجِ عَنْہُمَا حَجَّۃٌ تَامَّۃٌ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْتَقِصَ مِنْ اُجُوْرِہِمَا شَیْءٌ

جس نے والدین کی وفات کے بعد اُن کی طرف سے حج کیا اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جہنم سے آزادی لکھ دے گا اور حج کرنے والے کو پورے حج کا ثواب ملے گا اور والدین کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

(شرح الصدور از علامہ سیوطی ص:۴۰۰ مکتبہ دار التراث مدینہ منورہ)

حدیث: 156

دس حج کا ثواب

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ عَنْ اَبِیْہِ اَوْ اُمِّہٖ فَقَدْ قَضٰی عَنْہُ حَجَّتَہُ وَکَانَ لَہُ فَضْلُ عَشْرِ حِجَجٍ

جو اپنے باپ یا ماں کی طرف سے حج کرے تو ان کی طرف سے حج ادا ہو گیا اور بیٹے کے لئے دس حج کا ثواب ہے۔

(جامع صغیر حدیث 8629) جامع الاحادیث از امام احمد رضا حدیث 2369 ج4)

حدیث: 157

والدین کی طرف سے نذر کا حج ادا کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: أَنَّ امْرَأَۃً مِنْ جُھَیْنَۃَ، جَاءَتْ إِلَی النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ اُمِّی نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ، فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰی مَاتَتْ، أَفَأَحُجُّ عَنْھَا؟ قَالَ: نَعَمْ، حُجِّی عَنْھَا، أَرَأَیْتِ لَوْ کَانَ عَلٰی اُمِّکِ دَیْنٌ أَکُنْتِ قَاضِیَتَہُ؟ اقْضُوْا اللّٰہَ، فَاللّٰہُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ میری والدہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج نہ کر سکیں یہاں تک کہ فوت ہو گئیں۔ کیا میں اُن کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں تم اُن کی طرف سے حج کرو۔ یہ بتاؤ اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتیں؟ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اُس کا قرض ادا کیا جائے۔

(بخاری حدیث:۱۸۵۲، مشکوۃ حدیث:۲۵۱۲ کتاب المناسک۔ کتاب الروح۔ المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص:۱۹۶۔ از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقہی قیاس برحق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حق اللہ کو حق العبد پر قیاس فرمایا، یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی بھی قیاس کر سکتے ہیں۔
کیونکہ خدا تعالٰی کا حق بندوں کے حق سے زیادہ ہے کہ وہ ہمارا مالک ومولیٰ ہے۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ کا یہ فرمان استحباب پر مبنی ہے یعنی بہتر ہے کہ تو اس کی طرف سے حج کردے ورنہ اگر میت کی ذمہ زکوۃ یا کفارہ قسم وغیرہ رہ گئے ہوں تو وہ کسی کے ہاں میراث پر مقدم نہیں بلکہ وصیت کی صورت میں تہائی مال سے ادا کیے جائیں گے لہٰذا مذہب حنفی نہایت قوی ہے، بندوں کے قرض میراث پر مقدم نہیں کہ بندہ محتاج ہے رب غنی۔
اصل مسئلہ ایصال ثواب بھی ثابت ہوگیا کہ وصال کے بعد حج کا ثواب پہنچ جاتا ہے اور اس کا واجب بھی ادا ہو جاتا ہے جیسے قرض ادا کیا جائے تو وہ بھی ادا ہو جاتا ہے۔

حدیث: 158
قرض کی نحوست

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن کی جان اپنے قرض میں معلق رہتی ہے حتیٰ کہ اس کا قرض ادا کردیا۔

(شافعی، احمد، ترمذی 1078-998 - ابن ماجہ، داری مشکوۃ کتاب البیوع 2915)

حدیث: 159
والدہ کی طرف سے روزے رکھنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللّٰه عنهما قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ، أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ فَدَيْنُ اللّٰهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ ﷺ! میری والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا ہے اور اُن کے ذمے ایک ماہ کے روزے ہیں۔ کیا میں اُن کی طرف سے روزے رکھوں؟ فرمایا: ہاں اللہ تعالٰی زیادہ حقدار ہے کہ اُس کا قرض ادا کیا جائے۔

(بخاری حدیث: ۱۹۵۳ کتاب الصوم) (کتاب الروح - المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص: ۱۹۵ - از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ)

حدیث: 160
میت کی طرف سے روزے رکھنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ۔

جو شخص فوت ہو جائے اور اُس پر روزے ہوں تو اُس کا ولی اُس کی طرف سے روزے رکھے۔ (یعنی روزوں کا فدیہ دے)

(بخاری حدیث: ۱۹۵۲ کتاب الصوم، مسلم حدیث: ۱۱۴۷، مشکوۃ حدیث ۲۰۳۲ کتاب الصوم)

(کتاب الروح - المسالۃ السادسۃ عشرۃ ص: ۱۹۴ - از شیخ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ)

یعنی جس شخص پر رمضان یا نذر کا روزہ قضا ہوگیا پھر اسے قضا کرنے کا موقعہ ملا مگر قضا نہ کیا کہ مر گیا تو اس کا ولی وارث اس کی طرف سے روزہ ادا کردے۔ امام احمد کے ہاں اس طرح کہ روزے رکھ دے اور باقی تمام اماموں کے ہاں اس طرح کہ روزوں کا فدیہ دے دے چند وجہوں سے: ایک یہ کہ رب تعالٰی فرماتا ہے:
"وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ" جو روزہ کی طاقت نہ رکھیں ان پر فدیہ ہے اور میت بھی طاقت نہیں رکھتا۔ دوسرے یہ کہ خود حدیث شریف میں صراحۃً وارد ہوا کہ "لا

لا یصوم احدٌ عن احد و لا یصلین احد عن احدٍ کوئی کسی کی طرف سے نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔تیسرے یہ کہ خود صحابہ کرام کا فتویٰ یہ رہا کہ میت کی طرف سے روزوں کا فدیہ دیا جاوے روزہ رکھا نہ جائے، دیکھو مرقات۔چوتھے یہ کہ قیاس شرعی بھی یہی چاہتا ہے کیونکہ نماز بمقابلہ روزہ زیادہ اہم اور ضروری ہے مگر میت کی طرف سے کوئی نمازیں نہیں پڑھتا تو روزے کیسے رکھ سکتا ہے محض بدنی عبادت خود ہی کرنی پڑتی ہے دوسرے سے نہیں کرائی جاتی۔

سوال: آپ قرآن شریف ختم کرکے پھر دوبارہ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ شروع کردیتے ہیں کیا تمہارے پاس اس کا ثبوت ہے؟

جواب: تم حق بات کو ماننے والے بنو ہم اس کا بھی ثبوت حدیث پاک سے پیش کردیتے ہیں۔

حدیث: 161

ایک ختم شریف کے بعد دوبارہ قرآن شروع کرنا

عَنِ ابنِ عباس رضی اللّٰہ عنہما قال: قَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ أَیُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَی اللّٰہِ قَالَ: الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ قَالَ وَمَا الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ؟ قَالَ الَّذِی یَضْرِبُ مِنْ أَوَّلِ الْقُرْآنِ إِلَی آخِرِہٖ کُلَّمَا حَلَّ ارْتَحَلَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کے ہاں کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: منزل میں اُترنے اور کوچ کرنے والا اُس نے کہا منزل میں اترنے اور کوچ کرنے والے کا کیا مطلب ہے فرمایا: جو شخص قرآن ختم کرے پھر شروع کردے اور اسی طرح کرتا رہے۔(دارمی حدیث: ۳۳۴۱ کتاب فضائل القرآن باب ختم القرآن) ترمذی حدیث ۲۹۴۸ کتاب فضائل القرآن)

سوال: آپ نے ایصال ثواب کے متعلق جتنے دلائل دیئے ہیں وہ حق ہیں ہم بھی ان کو مانتے ہیں کہ قرآن خوانی یا صدقہ خیرات کرکے دعا کرنا اور ثواب پہنچانا جائز ہے لیکن آپ نے ختم شریف کے وقت کھانا آگے رکھ کر دعا مانگنے والی جو بدعت نکالی ہے اس کو ہم نہیں مانتے کیونکہ اس کا حدیث میں ثبوت نہیں آپ اس کا ثبوت پیش کریں یا اس بدعت کو چھوڑ دیں۔

جواب: ختم شریف کے وقت کھانا سامنے ہونا ضروری نہیں کہ کھانا آگے رکھے بغیر بھی ثواب پہنچ جاتا ہے لیکن اگر برکت کے لئے کھانا آگے رکھ کر دعا مانگی جائے تو بدعت بھی نہیں بلکہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے جو چیز سنت سے ثابت ہو اس کو بدعت کہنا جائز نہیں میں آپ سے درخواست کروں گا آپ مطالعہ میں وسعت میں پیدا کریں علم حدیث بڑا وسیع علم ہے جو چیز آپ کے علم میں نہ ہو اسے فوراً بدعت نہ کہہ دیا کریں اس طرح تو آپ منکر حدیث بن جائیں گے۔

باب: 14

کھانا سامنے رکھ کر دعا مانگنا

حدیث: 162

کھانا سامنے رکھ کر دعا مانگنا سنت رسول اللہ ہے

عَنْ أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: کَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاؤُوْا بِہٖ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَإِذَا أَخَذَہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی ثَمَرِنَا، وَبَارِکْ لَنَا فِی مَدِیْنَتِنَا، وَبَارِکْ لَنَا فِی صَاعِنَا، وَبَارِکْ لَنَا فِی مُدِّنَا، اَللّٰھُمَّ إِنَّ إِبْرَاھِیْمَ عَبْدُکَ وَخَلِیْلُکَ وَنَبِیُّکَ، وَإِنِّی عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ وَإِنَّہٗ دَعَاکَ لِمَکَّۃَ، وَإِنِّی أَدْعُوْکَ

لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَادَعَاکَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهٖ مَعَهٗ ۔قَالَ ثُمَّ يَدْعُوْا اَصْغَرَ وَلِيْدٍ لَهٗ فَيُعْطِيْهِ ذٰلِکَ الثَّمَرَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ پہلا پھل دیکھتے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے رسول اللہ ﷺ اس کو قبول کرنے کے بعد یہ دعا کرتے، اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما ۔ہمارے مدینہ میں برکت عطا فرما۔ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما۔اے اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، تیرے خلیل، تیرے نبی ہیں،اور میں تیرا بندہ،اور تیرا نبی ہوں،انہوں نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی تھی میں ان کی دعاؤں کے برابر اور اس سے ایک مثل زائد مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں(یعنی مدینہ میں مکہ سے دوگنی برکتیں نازل فرما) پھر آپ کسی چھوٹے بچے کو بلا کر اسے یہ پھل عطا فرما دیتے۔

(مسلم :۱۳۷۳ کتاب،مشکوٰۃ کتاب المناسک باب حرم المدینہ:۲۷۳۱)

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی باغ والے اپنے باغ کا پہلا پھل یونہی مدینہ والے جب بازار میں نیا پھل دیکھتے تو حضور انور ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً لاتے تاکہ باغ میں اور گھروں میں برکت رہے بعض لوگ پہلے پھل پر فاتحہ دے کر بچوں میں تقسیم کرتے ہیں اُن کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

اس حدیث سے پھل سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا بچوں میں تقسیم کرنا سب کچھ ثابت ہے کہ حضور انور ﷺ پھل سامنے رکھ کر یا ہاتھ میں لے کر یہ دعا پڑھتے تھے، فاتحہ میں کھانا، پھل سامنے ہوتے ہیں،ایصال ثواب اور دعائیہ کلمات کہے جاتے ہیں، حضور انور ﷺ نے بچہ کو پھل دیئے،اب بھی بچوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔مراۃ،ج:۴،ص:۲۱۱)

حدیث:163

صحابہ کرام کھانے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے تاکہ آپ اُن پر کچھ پڑھ دیں

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قال: اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ادْعُ اللّٰہَ فِیْھِنَّ بِالْبَرَکَۃِ فَضَمَّھُنَّ ثُمَّ دَعَا لِیْ فِیْھِنَّ بِالْبَرَکَۃِ فَقَالَ: خُذْھُنَّ وَاجْعَلْھُنَّ فِیْ مِزْوَدِکَ ھٰذَا کُلَّمَا اَرَدْتَّ اَنْ تَاْخُذَ مِنْہُ شَیْئًا فَاَدْخِلْ فِیْہِ یَدَکَ فَخُذْہُ وَلَا تَنْثُرْہُ نَثْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِکَ التَّمْرِ کَذَا وَکَذَا مِنْ وَسْقٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَکُنَّا نَاْکُلُ مِنْہُ وَنُطْعِمُ وَکَانَ لَا یُفَارِقُ حِقْوِیْ حَتّٰی کَانَ یَوْمُ قَتْلِ عُثْمَانَ فَاِنَّہُ انْقَطَعَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ چھوارے لایا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ان میں برکت کی دعا فرمائیں تو انہیں حضور ﷺ نے ملا دیا پھر اُن میں میرے لئے برکت کی دعا کی فرمایا انہیں لے لو اُسے اپنے توشہ دان میں ڈال لو جب اس میں سے کچھ لینا چاہو تو اُس میں اپنا ہاتھ ڈال کر لے لیا کرو لیکن اُسے کبھی جھاڑنا مت میں نے ان چھوہاروں میں سے اتنے وسق اللہ کی راہ میں خیرات کئے ہم اُن میں سے کھاتے کھلاتے رہے وہ میری کمر سے کبھی جدا نہ ہوئے تھے حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن وہ تھیلا مجھ سے گر گیا۔

(ترمذی حدیث:۳۸۳۹،ابواب المناقب،مشکوٰۃ حدیث:۵۹۳۳ کتاب الفضائل،باب المعجزات)

اس وقت حضرت ابو ہریرہ نے شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے: لوگوں کو تو ایک غم ہے لیکن مجھے دو غم ہیں ایک اپنے تھیلے کے گم ہونے کا اور دوسرا حضرت عثمان کی

شہادت کا۔ جس جگہ یا چیز کو حضور ﷺ سے نسبت ہو جائے وہ چیز صحابہ کو جان سے زیادہ پیاری تھی آپ اندازہ لگائیں جو لوگ حضور ﷺ کے تبرکات کو شہید کر رہے ہیں صحابہ کو اس سے کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہ کا عقیدہ بھی ثابت ہوگیا کہ نبی کے چاہنے سے چھوہاروں میں برکت ہوسکتی ہے اور بھوک کی مشکل حل ہوسکتی ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کھانے پر جب کچھ پڑھ دیا جائے تو وہ متبرک ہو جاتا ہے اور اس کو تبرکاً باقی اشیاء میں ملا دیا جائے تو باعثِ برکت ہے ہم جو ختم پڑھے ہوئے تھوڑے کھانے کو تبرکاً باقی تمام کھانے میں ملا دیتے ہیں، اس کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

حدیث: 164

فاروق اعظم کا عقیدہ کہ نبی کریم ﷺ کے چاہنے سے مشکلیں حل ہو جاتی ہیں

عَنْ أبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ یَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَأَكَلْنَا وَادَّهَنَّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ افْعَلُوْا فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ وَلَكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَیْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ یَجْعَلَ فِی ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبَسَطَهُ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَجِیْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَیَجِیْءُ الْآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَیَجِیْءُ الْآخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتّٰی اجْتَمَعَ عَلَی النِّطَعِ مِنْ ذٰلِكَ شَیْءٌ یَسِیْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَیْهِ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ: خُذُوْا فِی أَوْعِیَتِكُمْ فَأَخَذُوْا فِی أَوْعِیَتِهِمْ حَتّٰی

مَا تَرَكُوْا فِی الْعَسْكَرِ وِعَاءً إِلَّا مَلَأُوْهُ قَالَ فَأَكَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا یَلْقَی اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَیْرَ شَاكٍّ فَیُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے سفر میں لوگوں کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم پانی لانے والے اونٹوں کو ذبح کر کے کھائیں اور چربی کا تیل بنائیں رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی اتنے میں حضرت عمر آگئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ نے ایسا کیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی البتہ آپ لوگوں کا بچا ہوا کھانا منگوا لیجئے اور اس پر برکت کی دعا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ برکت عطا فرمائے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ اور ایک چمڑے کا دستر خوان منگوا کر بچھا دیا۔ پھر لوگوں کا بچا ہوا کھانا منگوایا کوئی شخص اپنی ہتھیلی میں جوار اور کوئی کھجوریں اور کوئی روٹی کے ٹکڑے لئے چلا آ رہا تھا۔ یہ سب چیزیں مل کر بہت تھوڑی مقدار میں جمع ہوئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس پر برکت کی دعا فرمائی پھر فرمایا: کہ سب اپنے اپنے برتنوں میں کھانا بھر لیں چنانچہ تمام لوگوں نے اپنے اپنے برتن بھر لئے یہاں تک کہ لشکر کے تمام برتن بھر گئے سب نے مل کر کھانا کھایا اور سیر ہو گئے اور کھانا پھر بھی بچ گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور جو شخص بھی اس کلمہ پر یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا وہ یقیناً جنتی ہے۔

(مسلم حدیث: ۲۷، مشکوۃ حدیث ۵۹۱۲ کتاب الفضائل باب المعجزات)

معلوم ہوا کھانا سامنے رکھ دعا مانگنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور صحابہ کا عقیدہ

بھی معلوم ہوگیا کہ اگر اللہ کے محبوب ہاتھ اُٹھا دیں اور کھانے پر کچھ پڑھ دیں تو ایک آدمی کا کھانا پورا لشکر کھا سکتا ہے اور فاروق اعظم کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ ہمارے نبی ﷺ با اختیار ہیں مجبور نہیں نبی کے چاہنے سے مشکلیں حل ہو سکتیں ہیں۔

فاروق اعظم کے عرض کرنے پر حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا اے فاروق میں بھی تم جیسا انسان ہوں کوئی نفع نقصان نہیں دے سکتا کھانا اگر کم ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں ان کو اونٹ ذبح کرنے دو حضور ﷺ نے فاروق اعظم کی عرض کو شرفِ قبولیت بخش کر یہ ثابت کر دیا کہ میرے متعلق صحابہ کا عقیدہ بالکل صحیح ہے اگر میں چاہوں اور برکت کی دعا کر دوں تو بھوک کی مشکل دور ہو سکتی ہے اور جس کے چاہنے سے مشکلیں دور ہو جائیں وہ مشکل کشا نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر صحابہ کا یہ عقیدہ ہوتا کہ نبی ﷺ نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں تو وہ کبھی بھی حضور ﷺ کی بارگاہ میں درخواست پیش نہ کرتے۔ صحابہ کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ کی عطا سے نبی کریم ﷺ

دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمْ ہیں۔

معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا اور مدد مانگنا سنت صحابہ ہے اور جو عقیدہ صحابہ کرام z کا وہی عقیدہ ہم اہل سنت کا

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دوجہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں
جھولیاں کھول کے بے سمجھے نہیں دوڑ آئے
ہمیں معلوم ہے دولت تیری عادت تیری

حدیث:165

رسول اللہ ﷺ کی دعوت ولیمہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ فَقَالَتْ لِي أُمُّ سُلَيْمٍ لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُوْلِ اللهِ هَدِيَّةً فَقُلْتُ لَهَا افْعَلِي فَعَمَلَتْ إِلَى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِي بُرْمَةٍ فَأَرْسَلَتْ بِهَا مَعِي إِلَيْهِ فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لِي ضَعْهَا ثُمَّ أَمَرَنِي فَقَالَ ادْعُ لِي رِجَالًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِي مَنْ لَقِيْتَ فَفَعَلْتُ الَّذِيْ أَمَرَنِي فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ قِيْلَ لِأَنَسٍ عَدَدَ كَمْ كَانُوْا قَالَ زُهَاءَ ثَلَاثِ مِائَةٍ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِهَا مَاشَاءَ اللهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوْا عَشَرَةً عَشَرَةً يَأْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُ لَهُمْ اذْكُرُوا اسْمَ اللهِ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ قَالَ حَتّٰى تَصَدَّعُوْا كُلُّهُمْ عَنْهَا فَقَالَ لِي يَا أَنَسُ ارْفَعْ فَرَفَعْتُ فَمَا أَدْرِيْ حِيْنَ وَضَعْتُ كَانَ أَكْثَرَ أَمْ حِيْنَ رَفَعْتُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب سے نکاح کیا تو (والدہ ماجدہ) ام سلیم نے مجھ سے فرمایا کہ کاش ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کریں میں نے عرض کی ایسا ہی کیجئے پس انہوں نے کھجوریں، گھی اور پنیر ہانڈی میں ڈال کر حلوہ تیار کیا اور پھر میرے ہاتھوں آپ کی خدمت میں روانہ کیا میں اُسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا: اسے رکھ دو اور حکم دیا کہ فلاں فلاں آدمیوں کو بلاؤ اور ان کے علاوہ اور جتنے ملیں انہیں بھی ان کا بیان ہے کہ میں نے وہی کیا جو آپ نے

حکم فرمایا تھا۔جب میں لوٹ کرواپس آیا تو دیکھا کہ کاشانہ اقدس حاضرین سے بھرا ہوا ہے۔حضرت انس سے پوچھا گیا وہ کتنے آدمی تھے فرمایا تقریبا تین سو۔ پس میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس حلوہ پر رکھا اور جو اللہ نے چاہا وہ پڑھا پھر آپ نے اس کھانے کے لئے دس آدمیوں کو بلایا اور اُن سے فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے وہ فرماتے ہیں کہ جب (دس دس کر کے) سب کھا چکے۔تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے انس! اس برتن کو اُٹھا دو حضرت انس کہتے ہیں میں فیصلہ نہیں کر سکا کہ جس وقت میں نے برتن رکھا اُس وقت اس میں کھانا زیادہ تھا یا جب میں نے وہ برتن اُٹھایا اُس وقت کھانا زیادہ تھا۔

(بخاری حدیث ۵۱۶۳ کتاب النکاح مسلم حدیث ۱۴۲۸، مشکوۃ حدیث ۵۹۱۳ کتاب الفضائل باب المعجزات)

وضاحت: گھر سے مراد گھر اور مسجد نبوی شریف دونوں ہیں ورنہ گھر شریف تین سو آدمیوں کی جگہ نہ تھی مہمان مسجد شریف میں ٹھہرائے جاتے تھے۔

معلوم ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا قرآن مجید پڑھنا جائز بلکہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے فاتحہ میں یہی ہوتا ہے کہ کھانا سامنے رکھ قرآن مجید پڑھتے ہیں اور ایصال ثواب کی دعا کرتے ہیں۔حضور انور ﷺ قربانی کر کے جانور کو سامنے رکھ کر کہتے تھے کہ مولا یہ میری طرف سے اور امت کی طرف سے ہے اسے قبول فرما یہ ہے ایصال ثواب

(مراۃ ج ۸ ص:۲۲۸)

حدیث:166

غزوہ خندق میں حضرت طلحہ کی دعوت

عَن أنس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ قال قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ

قَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيْفًا أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رسولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ أَلِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ قُوْمُوْا قَالَ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَانْطَلَقَ أَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رسولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلُمِّي مَا عِنْدَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ حَتّٰى أَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا أَوْ ثَمَانُوْنَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ حضرت ابوطلحہ نے ام سلیم سے کہا:

میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں نقاہت محسوس کی ہے لگتا ہے آپ کو بھوک لگی ہے کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے، انہوں نے کہا ہاں! پھر انہوں نے جو کی کچھ روٹیاں نکال کر ان کو اپنے دوپٹے میں لپیٹا، اور اُن کو میرے کپڑوں کے نیچے چھپا دیا، اور کپڑے کا کچھ حصہ مجھ پر ڈال دیا، پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا، حضرت انس کہتے ہیں کہ میں ان روٹیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا، میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ کچھ صحابہ بھی تھے، میں اُن کے پاس کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا: کیا کھانے کے لئے؟ میں نے کہا ہاں! رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے کہا چلو۔

حضرت انس کہتے ہیں حضور ﷺ روانہ ہوئے اور میں اُن کے آگے آگے چل پڑا، حتیٰ کہ میں نے حضرت ابوطلحہ کے پاس جا کر ان کو یہ خبر دی، حضرت ابوطلحہ نے کہا: اے ام سلیم رسول اللہ ﷺ تو سب لوگوں کو لے کر آ گئے ہیں لیکن ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ان کو کھلا سکیں، انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔

حضرت انس کہتے ہیں پھر حضرت ابوطلحہ نے آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا، رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ آئے حتیٰ کہ وہ دونوں گھر میں داخل ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ لے آؤ! وہ جا کر ان روٹیوں کو لے آئے، رسول اللہ ﷺ نے ان روٹیوں کو توڑنے کا حکم دیا، سو ان کو توڑا گیا (یعنی ان کے ٹکڑے کئے گئے) حضرت ام سلیم کے پاس گھی کا ایک کپہ تھا وہ انہوں نے ان روٹیوں پر نچوڑ دیا وہ سالن کے قائم مقام

ہو گیا، پھر اُس میں رسول اللہ ﷺ نے وہ پڑھا جس کا پڑھنا اللہ نے چاہا پھر فرمایا: دس آدمیوں کو آنے کی اجازت دو، سو انہوں نے دس آدمیوں کو اجازت دی انہوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے اور پھر چلے گئے، پھر فرمایا: دس آدمیوں کو آنے کی اجازت دو، پھر انہوں نے کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے، پھر فرمایا: دس آدمیوں کو آنے کی اجازت دو، (یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا) حتیٰ کہ پوری قوم کھا کر سیر ہو گئی اور ان کی کل تعداد ستر یا اسی تھی۔

(مسلم حدیث: ۲۰۴۰ کتاب الاشربۃ، مشکوۃ حدیث ۵۹۰۸ کتاب الفضائل باب المعجزات)

اس سے ثابت ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھنا قرآن مجید وغیرہ سنت ہے ہم فاتحہ میں یہی کرتے ہیں کہ کھانا سامنے رکھ کر آیاتِ قرآنیہ دعائیں درود شریف وغیرہ پڑھتے ہیں ایصال ثواب کرتے ہیں یہ ممنوع یا شرک نہیں۔

یہاں مسجد سے مسجد نبوی مراد نہیں کیونکہ یہ واقعہ غزوۂ خندق کا ہے بلکہ مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جو اس دن نماز کے لئے وہاں میدان میں مقرر کی گئی تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ مجمع دیکھ کر روٹیاں پیش کرنے کی ہمت نہ کی کہ پونجی تھوڑی مقام شاندار عشاق کی بھیڑ بہت زیادہ تھی مگر وہاں کون سی چیز مخفی تھی جسے عرش وفرش کی خبر ہے اسے حضرت انس h کی بغل کی روٹیوں کی خبر کیوں نہ ہو سب کچھ بتا دیا کہ تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے روٹیاں دے کر بھیجا ہے۔ (مراۃ جلد ۸ ص ۲۱۷)

اس سے ملتی جلتی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس میں ہزار آدمیوں کا ذکر ہے

(مسلم حدیث: ۲۰۳۹ کتاب الاشربۃ، مشکوۃ حدیث ۵۸۷۷ کتاب الفضائل باب المعجزات)

حدیث: 167

کھانا کھانے سے پہلے میزبان کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

عَنْ سَعْدٍ قَالَ زَارَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِنَا فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ثُمَّ رَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلَى آلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ ثُمَّ أَصَابَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے گھر ہماری ملاقات کے لئے تشریف لائے فرمایا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلَى آلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ سعد بن عبادہ کی آل پر اپنی درودیں اور رحمتیں نازل فرما۔ پھر کھانا تناول فرمایا۔

(ابوداؤد 4511 كِتَاب الْأَدَبِ *بَاب كَمْ مَرَّةً يُسَلِّمُ الرَّجُلُ فِي الِاسْتِئْذَانِ *)

اس حدیث سے کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا واضح ثبوت ہے۔ اگر غور کیا جائے تو ان تمام احادیث سے ختم شریف کی اصل ثابت ہو رہی ہے

حدیث: 168

کھانے کے بعد یہ دعا پڑھنے سے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا

تَأَخَّرَ قَالَ وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ

روایت ہے حضرت معاذ ابن انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کھانا کھائے پھر کہے شکر ہے اس اللہ کا جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری بغیر قوت و طاقت کے مجھے یہ عطا فرمایا تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو کوئی کپڑا پہنے تو کہے شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے یہ پہنایا اور بغیر میری طاقت قوت کے مجھے یہ عطا فرمایا تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

(*ابوداؤد - 3505 - 4023 كِتَاب اللِّبَاسِ *مشكوة كِتَاب اللِّبَاسِ 4343)

شرح:

زبان سے یہ کلمات کہے اور دل میں عقیدہ رکھے کہ مجھے جو کچھ مل رہا ہے میرے علم و عقل کا نتیجہ نہیں صرف میرے رب کا فضل ہے ورنہ مجھ سے اچھے اچھے مارے مارے پھر رہے ہیں بڑی مصیبتوں میں ہیں تو ان شاء اللہ مغفرت ہوگی۔

حدیث: 169

کھانا کھانے کے بعد دعا میزبان کے لئے کرنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي قَالَ فَقَرَّبْنَا إِلَيْهِ طَعَامًا وَوَطْبَةً فَأَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الَّذِي عَنْ يَمِينِهِ قَالَ فَقَالَ أَبِي ادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ

(مسلم 2042- 3805 كِتَاب الْأَشْرِبَةِ بَاب اسْتِحْبَابِ وَضْعِ النَّوَى خَارِجَ التَّمْرِ وَاسْتِحْبَابِ دُعَاءِ الضَّيْفِ لِأَهْلِ الطَّعَامِ)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے والد کے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ کی خدمت میں کھانا اور حَیس پیش کیا آپ نے اسے کھایا پھر آپ کی خدمت میں مشروب پیش کیا آپ نے اسے نوش فرمایا اور باقی ماندہ اپنے دائیں طرف موجود شخص کی طرف بڑھا دیا میرے باپ نے عرض کیا آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا فرمائیں تو آپ نے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ اللہ جو رزق تو نے انہیں عطا کیا ہے اس میں ان کے لئے برکت عطا فرما! انہیں بخش دے اور ان پر رحم فرما۔

ایصال ثواب میں بھی یہی ہوتا ہے کہ کھانے سے پہلے بھی دعا اور بعد میں اہل خانہ اور اس کے والدین عزیز واقارب کے لئے دعا کی جاتی ہے۔

اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ کھائے جانے والے کھانے سے پہلے ایصال ثواب کریں یا کھانے کے بعد، دونوں طرح درست ہے۔

باب 15:

رب کا شکر گذار بندہ کون؟

ہر نماز کے بعد والدین کے لئے دعا کرنا

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ

اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی (ف) اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے

(سورہ لقمان ۱۴)

سفیان بن عیینہ h نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ جس نے پنج گانہ نمازیں ادا کیں وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا اور جس نے پنجگانہ نمازوں کے بعد والدین کے لئے دعائیں کیں اس نے والدین کی شکر گزاری کی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

حدیث: 170

بندوں کا ناشکرا رب کا بھی ناشکرا ہے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لوگوں کا شکریہ ادا نہ کرے وہ اللہ کا شکریہ بھی ادا نہ کرے گا

(ترمذی– 1878– 1955 کِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّكْرِ لِمَنْ أَحْسَنَ إِلَيْکَ* مشکوۃ 3025 کتاب البیوع)

شرح:

سبحان اللہ! کتنا عالی مقام ہے، بندوں کا ناشکرا رب کا بھی ناشکرا یقیناً ہوتا ہے، بندہ کا شکریہ ہر طرح کا چاہیے دلی زبانی، عملی یوں ہی رب کا شکریہ بھی ہر قسم کا کرے، بندوں میں ماں باپ کا شکریہ اور ہے، استاد کا شکریہ کچھ اور شیخ بادشاہ کا شکریہ کچھ اور۔

کتنے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے محسنین بالخصوص والدین کو دعا میں یاد نہیں رکھتے جن والدین نے اپنا سب کچھ اپنی اولاد کے مستقبل کے لئے وقف کر دیا تھا اور ان کی وفات کے بعد ان کی کل جائیداد کا وارث بن بیٹھا لیکن پھر بھی ان کے لئے دعا و ختم شریف پڑھنے کو بدعت کہتا ہے یہ احسان فراموشی نہیں تو اور کیا ہے بے وفائی اور ناشکری نہیں تو اور کیا ہے؟ رب تو فرماتا ہے

هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی (الرحمٰن ۶۰)

حدیث: 171

شکریہ میں کیا الفاظ ادا کرے

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ

روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کے ساتھ کوئی بھلائی کی جائے وہ بھلائی کرنے والے سے کہدے اللہ تجھے جزائے خیر دے تو اس نے تعریف حد تک پہنچادی

(ترمذی 1958 – 2035 كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَاب مَا جَاءَ فِي الثَّنَاءِ بِالْمَعْرُوفِ)

(مشکوۃ 3024 کتاب البیوع)

شرح:

کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تو بدلہ سے عاجز ہوں، رب تعالٰی تجھے دین و دنیا میں اس سلوک کی جزاء خیر دے، اس مختصر سے جملہ میں اسکی نعمت کا اقرار بھی ہو گیا، اپنے عجز کا اظہار بھی اور اس کے حق میں دعائے خیر بھی۔ شکریہ کا مقصد بھی یہ ہی ہوتا ہے، اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ دینے والے کی جھوٹی تعریف اور خوشامدانہ گفتگو نہ کرے، فاسق کو ولی نہ کہے، جاہل کو عالم نہ بتائے، فقیر کو شہنشاہ نہ کہے کہ جھوٹ بولنا گناہ بھی ہے اور بے فائدہ بھی، یوں ہی اگر کوئی تم سے بدسلوکی کرے تو اسے گالیاں نہ دو، برا بھلا نہ کہو بلکہ کہو

"غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَاَصْلَحَ حَالَكَ"

اللہ تجھے بخشے اور تیری اصلاح کرے۔

والدین کا شکر ادا ہو سکتا ہے اور نہ نبی پاک کا

اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا

اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دنوں نے مجھے بچپن میں پالا

(بنی اسرائیل ۲۴)

مدعا یہ ہے کہ دنیا میں بہتر سلوک اور خدمت میں کتنا بھی مبالغہ کیا جائے لیکن والدین کے احسان کا حق ادا نہیں ہوتا، اسلئے بندے کو چاہئے کہ بارگاہِ الٰہی میں ان پر فضل و رحمت فرمانے کی دعا کرے اور عرض کرے کہ یاربّ میری خدمتیں ان کے احسان کی جزا نہیں ہو سکتیں تو ان پر کرم کر کہ ان کے احسان کا بدلہ ہو۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمان کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا جائز اور اسے فائدہ پہنچانے والی ہے، مُردوں کے ایصالِ ثواب میں بھی ان کے لئے دعائے رحمت ہوتی ہے لہٰذا اس کے لئے یہ آیت اصل ہے۔

مسئلہ: والدین کافر ہوں تو ان کے لئے ہدایت و ایمان کی دعا کرے کہ یہی ان کے حق میں رحمت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ والدین کی رضا میں اللہ تعالٰی کی رضا اور ان کی ناراضی میں اللہ تعالٰی کی ناراضی ہے، دوسری حدیث میں ہے والدین کا فرمانبردار جہنمی نہ ہوگا اور ان کا نافرمان کچھ بھی عمل کرے گرفتارِ عذاب ہوگا، ایک اور حدیث میں ہے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا والدین کی نافرمانی سے بچو اس لئے کہ جنت کی خوشبو ہزار برس کی راہ تک آتی ہے اور نافرمان وہ خوشبو نہ پائے گا، نہ

قاطعِ رحم، نہ بوڑھا زنا کار، نہ تکبر سے اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔
(تفسیر خزائن العرفان)

حدیث:172

اگر نیکی کا بدلہ دینے سے عاجز ہو تو کیا کرے؟

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَأَعِيذُوهُ وَمَنْ سَأَلَ بِاللّٰهِ فَأَعْطُوهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا تُكَافِئُونَهُ فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ

روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو تم سے اللہ کی پناہ لے اسے پناہ دے دو اور جو اللہ کے نام پر مانگے اسے کچھ دو اور جو تمہیں دعوت دے اس کی دعوت قبول کرو اور جو کوئی تمہارے ساتھ بھلائی کرے اس کا بدلہ کرو اگر بدلہ کی چیز نہ پاؤ تو اس کو دعائیں دو حتی کہ سمجھ لو کہ تم نے اس کا بدلہ کر دیا۔

(احمد نسائی ابوداود، کتاب الزکوۃ باب عطیۃ من سأل باللہ 672 *1424 مشکوۃ 1943 کتاب الزکوۃ)

شرح:

اس طرح کہ کہو "جزاک اللہ اس کا کھانا کھا کر کہو "اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنَا وَاسْقِ مَنْ سَقَانَا "وغیرہ حضرت عائشہ صدیقہ k کو جب کوئی سائل دعائیں دیتا تو آپ پہلے اسے دعائیں دیتیں پھر بھیک عطا فرماتیں کسی نے پوچھا کہ آپ عطا سے پہلے دعا کیوں دیتی ہیں فرمایا کہ میرا صدقہ عوض سے بچا رہے، رضی اللہ عنہا۔(مرقات)

۔ اس بنا پر حضرات صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہمیشہ ہی درود شریف پڑھنا چاہئے کیونکہ کوئی

شخص نہ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا بدلہ کر سکتا ہے اور نہ بقدر احسان دعائیں ہی دے سکتا ہے کہ ان کے احسانات ہر آن بے شمار پہنچ رہے ہیں، ہر کلمہ، ہر تلاوت، ہر نماز بلکہ ہر نیک عمل میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر احسانات ہیں لہذا مرتے مرتے ان کو دعائیں دو یعنی درود پاک پڑھو۔ شعر

حی و باقی جس کی کرتا ہے ثنا
مرتے دم تک اس کی مدحت کیجئے
جس کا حسن اللہ کو بھی بھا گیا
اس کے پیارے سے محبت کیجئے

باب: 16

کھانے پر غیر اللہ کا نام

میں نے ایک عالم سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک جس کھانے پر قرآن پڑھا جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے تو پھر بسم اللہ کیوں پڑھتے ہو وہ بھی تو قرآن کی آیت ہے اگر ایک آیت پڑھی گئی تو کھانا حرام نہیں ہوا بلکہ بابرکت ہو گیا اگر سورہ فاتحہ یا سورہ اخلاص وغیرہ پڑھ دی جائے تو کھانا حرام کیسے ہو گیا بلکہ اور زیادہ بابرکت ہونا چاہئے تو اُس نے کہا قرآن پڑھنے سے کھانا حرام نہیں ہوتا تم اُس پر جو غیر اللہ کا نام لیتے ہو اس سے حرام ہوتا ہے میں نے کہا آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ تو انہوں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ

اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر

اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو۔

گیارھویں پر بھی غیر اللہ کا نام آتا ہے لہٰذا وہ بھی حرام ہے

میں نے کہا ہمارا صرف اس آیت پر ایمان نہیں بلکہ پورے قرآن پر ایمان ہے قرآن اپنی تفسیر آپ کرتا ہے اس لئے قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے گی اور سید المفسرین اور امام المفسرین حضور ﷺ ہیں اس لئے قرآن کی تفسیر حدیث سے کی جائے گی اور اگر اپنی رائے سے تفسیر کی جائے تو ہر چیز حرام ہو جائے گی مثلاً اس آیت میں فرمایا گیا ہے مردار اور خون حرام ہیں تو کیا ہر مردار اور خون حرام ہے؟ ہرگز نہیں مردہ مچھلی اور ٹڈی حلال ہیں حالانکہ وہ بھی مردار ہیں اسی طرح بہتا ہوا خون حرام ہے جما ہوا خون حلال ہے جیسے کلیجی اور تلی حالانکہ وہ بھی خون ہیں قرآن نے خود اس کی تفسیر کردی ہے اور فرمایا: او دما مسفوحا بہتا ہوا خون حرام ہے (سورہ الانعام آیت:۱۴۵)

حدیث: 173

دو مردے اور دو خون حلال ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قال قال رسول اللہ ﷺ: اُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ فَاَمَّا الْمَيْتَتَانِ : فَالْحُوْتُ وَالْجَرَادُ ، وَاَمَّا الدَّمَانِ : فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے لئے دو مردے اور دو خون حلال کئے گئے ہیں دو مردے تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہے۔ (احمد ۵۶۹۰ مشکوٰۃ حدیث ۴۱۳۲ کتاب الصید باب ما یحل اکل)

جب میں نے یہ حدیث بیان کی تو عالم صاحب کہنے لگے میں اس حدیث کو مانتا ہوں لیکن (وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ) تو عام ہے اس میں کسی قسم کی تخصیص نہیں اس کا

یہی ترجمہ ہے اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو وہ حرام ہے

میں نے کہا یہ آیت کس سورت کی ہے کہنے لگے۔ سورہ البقرہ (۱۷۳)

قرآنی سورتوں پر غیر اللہ کا نام

میں نے کہا مجھے بتاؤ بقرہ کا معنی کیا ہے کہنے لگے گائے میں نے کہا گائے اللہ ہے یا غیر اللہ؟

اسی طرح اگلی سورت کا نام ہے آل عمران پھر اُس کے بعد ہے سورہ نساء سورہ یوسف سورہ محمد سورہ ابراہیم وغیرہ وغیرہ یہ سب اللہ ہیں یا غیر اللہ؟ آپ کے ترجمہ کے مطابق جس پر غیر اللہ کا نام آجائے وہ چیز حرام ہو جاتی تو پھر قرآن کی سورتوں کے نام غیر اللہ کے نام پر کبھی نہ رکھے جاتے۔

کتبِ حدیث پر غیر اللہ کا نام

قرآن کے بعد حدیث کا نمبر آتا ہے پہلی کتاب کا نام ہے بخاری دوسری مسلم تیسری ابوداود چوتھی ترمذی پانچویں نسائی اور چھٹی ابن ماجہ وغیرہ وغیرہ ۔ یہ سب اللہ ہیں یا غیر اللہ آپ کے ترجمہ کے مطابق جس پر غیر اللہ کا نام آجائے وہ حرام ہو جاتی تو پھر حدیث کی کتابوں کے نام غیر اللہ کے نام پر کبھی نہ رکھے جاتے۔

مسجدوں پر غیر اللہ کا نام

اُس کے بعد مسجدیں آتی ہیں مسجد نبوی، مسجد قبا، مسجد قبلتین، مسجد ابوبکر، مسجد عمر، مسجد عثمان، مسجد علی، مسجد اہل حدیث، مسجد فیصل مدرسہ دیوبند اور مدرسہ سلفیہ وغیرہ یہ سب اللہ ہیں یا غیر اللہ؟ آپ کے ترجمہ کے مطابق جس پر غیر اللہ کا نام آجائے وہ حرام ہو جاتی تو پھر مسجدوں اور مدرسوں کے نام غیر اللہ کے نام پر کبھی نہ رکھے جاتے۔

ملک شہر اور گاؤں پر غیر اللہ کا نام

اسی طرح کسی شہر کا نام کراچی ہے کسی کا لاہور فیصل آباد وغیرہ ہے اسی طرح

مکان اور دکانیں اُن کے مالکوں کے نام پر پکاری جاتی ہیں اسی طرح ملکوں کے نام غیر اللہ کے نام پر ہیں پاکستان افغانستان سعودی عرب ایران عراق مصر وغیرہ وغیرہ کسی ملک کا نام اللستان نہیں ہے۔

یہ سب اللہ ہیں یا غیر اللہ؟ آپ کے ترجمہ کے مطابق جس چیز پر غیر اللہ کا نام آجائے وہ حرام ہو جاتی تو پھر ملکوں کے نام غیر اللہ کے نام پر کبھی نہ رکھے جاتے اس لئے آپ کے لئے بہتر یہی ہے کہ آپ ملک کا نام بدلیں یا پھر ہمارا پاکستان چھوڑ دیں کیونکہ یہ تو آپ کے بقول غیر اللہ کے نام کی وجہ سے حرام ہو گیا ہے۔

بندوں پر غیر اللہ کا نام

اس طرح تو جس چیز پر غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ اگر حرام ہو جائے تو پھر آپ کی بیوی بھی آپ پر حرام ہو جائے گی اگر کوئی پوچھے یہ عورت کس کی بیوی ہے تو کہہ دیا کرو کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے ویسے رہتی میرے گھر میں ہے خرچہ میرے ذمہ ہے کیونکہ جب اُس پر آپ کا نام پکارا جائے گا تو آپ چونکہ غیر اللہ ہیں وہ اُسی وقت حرام ہو جائے گی اسی طرح اگر کوئی بچوں کے متعلق سوال کرے تو کہہ دیا کرو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کس کے ہیں ویسے جیب خرچ اور روٹی پانی میں دیتا ہوں۔

ناراض ہو کر کہنے لگے آپ زیادتی کر رہے ہیں میرا مطلب یہ نہیں تھا آپ بات دوسری طرف لے گئے میرا مطلب یہ تھا کہ کھانے یا بکرے پر غیر اللہ کا نام آنے سے یہ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔

میں نے کہا یعنی آپ نے تسلیم کر لیا ہے کہ اس آیت کا ترجمہ مطلق نہیں مقید ہے اسی طرف میں آپ کو لانا چاہتا تھا آپ کھانے کی قید لگاتے ہیں ہم وقت ذبح کی قید لگاتے ہیں اور کہتے ہیں اگر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے اور اُس کے پہلے یا بعد میں جس آدمی کو ثواب پہنچانا مقصود ہو اُس کا نام لیا جائے تو جائز ہے ہرگز حرام نہیں ہوتا اور یہی ترجمہ

تمام مفسرین نے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کیا ہے

,,وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا،،

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ والمراد الذبح على اسم الأصنام

بتوں کے نام پر ذبح کرنا مراد ہے (تفسیر روح المعانی) تفسیر خازن، بیضاوی، مدارک، مظہری وغیرہ

ایصال ثواب اور گیارھویں شریف کے لئے جو بکرا ذبح کیا جاتا ہے اُس پر بھی ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہا جاتا ہے لہذا وہ کھانا بالاتفاق مفسرین حلال اور جائز ہے اب اگر کوئی اہل قرآن ہو تو اُس کے لئے قرآن اور اگر کوئی اہل حدیث ہو تو اُس کے لئے احادیث پیش کی جاتی ہیں تا کہ جو قرآن کو نہ مانے صرف اپنے مولوی کی مانے وہ منکر قرآن ٹھہرے اور جو حدیث نہ مانے منکر حدیث ٹھہرے

جانور کی زندگی میں اس پر کسی کا نام پکارنے سے وہ حرام نہیں ہو جاتا

آیت نمبر۱:

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَائِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں

(سورہ المائدہ آیت:۱۰۳، پارہ ۷، رکوع ۴)

یہ چار جانور وہ تھے جنہیں مشرکین عرب بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے پھر ان کا

گوشت حرام سمجھتے تھے ان کی تردید میں یہ آیت اتری اللہ تبارک وتعالیٰ نے بتادیا ان جانوروں کا گوشت حرام نہیں ہوگیا بلکہ حلال ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ جانور کی زندگی میں اس پر کسی کا نام پکارنا اسے حرام نہیں کرادیتاہاں ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارنا حرام کردے گا ﴿وما اہل بہ لغیر اللہ﴾ کا یہی مطلب ہے اگر یہ جانور حرام ہوجاتے تو پھر کافر سچے تھے۔معلوم ہوا ایسے جانوروں کو حرام سمجھنا کفار کا طریقہ ہے۔صحابہ کرام جہاد میں کفار کے ہر قسم کے مال پر قبضہ کرتے تھے جن میں یہ جانور ضرور ہوتے تھے مگر سب کو غنیمت بنا کر آپس میں تقسیم کرلیتے تھے کوئی تحقیق نہ فرماتے تھے۔

(تفسیر نورالعرفان ص:۱۹۷-۱۹۸)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے ما جعل کا ترجمہ کیا ہے۔ ما حرم یعنی اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو حرام نہیں کیا۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۸ ص:۲۸۳)

اس بات کی دلیل کہ بحیرہ سائبہ وغیرہ جانور بتوں کے نام پر نامزد ہوتے تھے بخاری شریف میں ہے:

اَلْبَحِيْرَةُ الَّتِي يَمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ وَلَا يَحْلُبُهَا اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ ، وَالسَّائِبَةُ الَّتِي كَانُوا يُسَيِّبُوْنَهَا لِاٰلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ ۔ (بخاری حدیث ۳۵۲۱ کتاب المناقب مسلم ۲۸۵۶)

بحیرہ وہ جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے نام پر روک لیا جائے یعنی کوئی اس کا دودھ نہ دوہے اور سائبہ وہ جانور ہے جس کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں اُس پر سامان نہیں رکھا جاتا۔(ترجمہ از وحید الزماں وہابی تیسر الباری جلد ۴ ص:۱۱۹)

معلوم ہوا کہ سائبہ وصیلہ وہی جانور ہیں جن کو وہ بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان جانوروں کو اللہ نے حرام کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو

حرام نہیں کیا۔ان بتوں کے نام پر نامزد جانوروں کو جب اللہ نے حرام نہیں کیا بلکہ ان جانوروں کو پاکیزہ رزق قرار دیا ہے تو گیارھویں پیر کے نام ایصال ثواب کی چیز کیسے حرام ہوجائے گی۔

قاضی شوکانی غیر مقلد اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

عن مجاھد فی قولہ ﴿سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا﴾ ھذا قول قریش أن اللہ حرم ھذا ای البحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحام

حضرت امام مجاہد فرماتے ہیں کہ قریش کہتے تھے کہ بحیرہ،سائبہ،وصیلہ اور حام ان جانوروں کو اللہ نے حرام کیا ہے۔ (تفسیر فتح القدیر جلد ۲ ص:۱۷۶)

اگر جانور پر بت کا نام آنے سے جانور حرام نہیں ہوتا تو ایصال ثواب کے لئے کسی بھی چیز پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا نام آجائے وہ کس طرح حرام ہوسکتی ہے حالانکہ بت دشمنِ خدا ہے اور غوث پاک محبوب خدا۔

آیت نمبر۲:

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَ كُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا

آپ فرمایئے لاؤ اپنے گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے حرام کیا اسے

(پارہ ۸،سورۃ الانعام : ۱۵۰)

مکہ کے مشرک اپنے کچھ مخصوص جانوروں کو بتوں کے نام پر نامزد کرکے چھوڑ دیتے تھے۔پھر ان کا دودھ پینا۔ان کا گوشت کھانا حرام سمجھتے تھے خداوند کریم نے اُن کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی

غیر مقلد عالم احمد حسن صاحب دھلوی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

آگے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ان لوگوں سے یہ بھی کہہ دو کہ آسمانی کتاب کی سند

یہ لوگ اپنے ڈھنگوں کے اچھے ہونے پر نہیں پیش کر سکتے تو اپنے کلام کی تائید میں کوئی گواہ لائیں جو آن کر یہ کہدے کہ اللہ تعالی نے بتوں کے نام کے جانوروں کو حرام کیا ہے۔

(احسن التفاسیر جلد ۲ص:۲۱۴)

آیت نمبر ۳:

ارشادِ ربانی ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِي اَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

آپ فرمایئے کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو جو پیدا کی اس نے اپنے بندوں کے لئے اور کس نے حرام کئے لذیذ پاکیزہ کھانے۔ آپ فرمایئے یہ چیزیں ایمان والوں کے لئے ہیں۔ (پارہ:۸،سورۃالاعراف:۳۲)

یہ پاکیزہ کھانے کن کو کہا گیا ہے۔ ابن جریر میں ہے

وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ. وهو ما حرم اهل الجاهلية عليهم من اموالهم من البحيرة والسائبة والوصيلة والحام.

حضرت قتادہ h کہتے ہیں کہ اس آیت میں لذیذ پاکیزہ کھانے ان جانوروں کو کہا گیا ہے جن کو اہل جاہلیت نے اپنے آپ پر حرام کردیا تھا یعنی بحیرہ، سائبہ وصیلہ اور حام۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۸ص:۱۲۱)

آیت نمبر ۴:

ارشاد ربانی ہے

يَا اَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الارضِ حَلالاً طَيِّباً وَلا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ

اے انسانو! کھاؤ اس میں سے جو زمین میں ہے حلال اور پاکیزہ چیزیں اور شیطان کے قدموں پر قدم نہ رکھو۔ (پارہ:۲،سورۃالبقرۃ:۱۶۸)

اس آیت کریمہ میں "حلال طیب" کس چیز کو کہا گیا ہے دیگر مفسرین کے علاوہ وہابیہ کے عالم احمد حسن دھلوی لکھتے ہیں۔

"مشرکین مکہ نے اپنے رسم رواج کے طور پر بعضے جانوروں کو اپنے اوپر حرام ٹھہرا لیا تھا"

(احسن التفاسیر جلد ۱ص:۱۴۰)

تفسیر ابن کثیر میں ہے

ونهاهم عن اتباع خطوات الشيطن وهي طرائقه ومسالكه فيما اضل اتباعه فيه من تحريم البحائر والسوائب والوصائل ونحوها.

اللہ تعالی نے شیطان کے طریقہ اور مسلک کی اتباع سے انسانوں کو منع فرمایا ہے۔ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ وغیرہ جانوروں کو حرام قرار دینا یہ شیطان کا طریقہ ہے اور اس نے اپنے پیروکاروں کو اس مسئلہ میں بھی گمراہ کر رکھا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۱ص:۲۰۳-۲۰۹)

دلائل قاہرہ سے معلوم ہوا کہ بتوں کے نام پر نامزد جانور حرام نہیں ہیں اس کو حرام سمجھنا شیطان کے چیلوں کا کام ہے اللہ تعالی تو ان جانوروں کو حلال طیب کہہ رہا ہے۔ اللہ کے نام پر ان جانوروں کو ذبح کر کے کھایا جاسکتا ہے تو ایصال ثواب کیلئے غوث پاک کے نام کی گیارھویں شریف کس طرح حرام ہوسکتی ہے۔

حدیث میں ایصال ثواب والی چیز پر غیر اللہ کا نام

آیئے آپ کو یہ بھی دکھاتا چلوں کہ ایصال ثواب والی چیز پر غیر اللہ کا نام حدیث میں بھی موجود ہے۔

اس سے قبل حدیث نمبر 146-142 گذر چکی ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ام سعد وفات پا گئیں ہیں تو اب کونسا صدقہ بہتر ہے فرمایا: پانی لہذا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایا اور فرمایا یہ کنواں امّ سعد کا ہے۔ نسائی میں ہے حضرت حسن بصری کہتے ہیں فَتِلْکَ سِقَایَۃُ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَۃِ حضرت سعد کی سبیل مدینہ میں ہے۔

(ابوداود کتاب الزکاۃ الحدیث:۱۶۸۱ انسائی حدیث:۳۶۰۴، ۳۶۰۶ کتاب الوصایا،)

حدیث نمبر 120 : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کون اس کا ضامن بنتا ہے کہ مسجد عشار میں میرے لئے دو چار رکعتیں پڑھ دے اور کہہ دے کہ یہ نماز ابوہریرہ کی ہے۔ (ابوداود حدیث:۴۳۰۸، مشکوۃ حدیث ۵۴۳۲ کتاب الفتن باب الملاحم)

حدیث: 174

قربانی کے جانور پر غیر اللہ کا نام

عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا أنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ أَمَرَ بِکَبْشٍ أَقْرَنَ یَطَأُ فِی سَوَادٍ وَیَبْرُکُ فِی سَوَادٍ وَیَنْظُرُ فِی سَوَادٍ فَأُتِیَ بِہٖ لِیُضَحِّیَ بِہٖ فَقَالَ لَہَا یَا عَائِشَۃُ ہَلُمِّی الْمُدْیَۃَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِیْہَا بِحَجَرٍ فَفَعَلَتْ ثُمَّ أَخَذَہَا وَأَخَذَ الْکَبْشَ فَأَضْجَعَہٗ ثُمَّ ذَبَحَہٗ ثُمَّ قَالَ: بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وآلِ مُحمدٍ ومِنْ أُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰی بِہٖ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا، جس کے ہاتھ پیر اور آنکھیں سیاہ ہوں سو قربانی کے لئے ایسا مینڈھا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کر دیا گیا، آپ نے فرمایا اے عائشہ! چُھری لاؤ، پھر فرمایا: اس کو پتھر سے تیز کرو میں نے اس کو تیز کیا پھر آپ نے چھری لی، مینڈھے کو پکڑا، اُس کو لٹایا اور ذبح کرنے لگے پھر کہا (بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وآلِ مُحمدٍ ومِنْ أُمَّۃِ مُحَمَّدٍ) اللہ کے نام سے، اے اللہ! محمد، آلِ محمد اور امت محمد کی طرف سے اس کو قبول فرما پھر اس کی قربانی کی

(مسلم حدیث (۱۹۶۷) مشکاۃ حدیث (۱۴۵۴) کتاب الصلاۃ باب فی الاضحیۃ)

یعنی قربانی کے ثواب میں انہیں بھی شریک فرمادے اس سے معلوم ہوا کہ اپنے فرائض وواجبات کا ثواب دوسروں کو بخش سکتے ہیں اس میں کمی نہیں آسکتی، یہ حدیث کھانا سامنے رکھ کر ایصال ثواب کرنے کی قوی دلیل ہے کہ بکرا سامنے ہے اور حضور اس کا ثواب اپنی آل اور امت کو بخش رہے ہیں۔ (مراۃ ج ۲ ص:۳۶۸)

نیز اس بکرے پر حضور ﷺ آپ کی آل پاک اور تمام امت کا نام آیا ہے اگر ایصال ثواب کی غرض سے بکرے پر صرف حضور غوث پاک کا نام آنے سے بکرا اور گیارھویں کا کھانا حرام ہو جاتا تو حضور ﷺ اس قربانی کے بکرے پر اپنی آل اور امت کا نام کبھی لیتے اور یہ قربانی اُس دن ہوئی جب دن دسواں رات گیارھویں تھی اور حضور غوث پاک آل پاک میں شامل ہیں اس سے معلوم ہو گیا کھانے وغیرہ پر حضور ﷺ کی آل پاک حضرت امام حسن وحسین اور حضور غوث پاک کا نام لینا امام الانبیاء کی سنت ہے۔

حدیث: 175

کھانے پر قرآنی آیات پڑھنا

عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال: ذَبَحَ النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ الذَّبْحِ کَبْشَیْنِ أَقْرَنَیْنِ أَمْلَحَیْنِ مُوْجَئَیْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ: إِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ إِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ إِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهٖ بِاسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَکْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ۔ وفی روایة وَقَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَکْبَرُ هٰذَا عَنِّی وَعَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ أُمَّتِی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قربانی کے دن نبی ﷺ نے دو سینگوں والے سرمئی خصی مینڈھے ذبح کئے جب آپ نے ان کو قبلہ کے رخ پر لٹایا تو یہ دعا پڑھی: میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے ملت ابراہیم پر ایک ای کا ہو کر اور میں مشرکوں میں نہیں ☆ میری نماز میری قربانیاں اور میرا جینا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہان کا ☆ اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں ☆ الٰہی یہ تجھ سے ہے اور تیرے لئے ہے محمد ﷺ اور ان کی امت کی طرف سے۔ بسم اللہ واللہ اکبر پھر ذبح کیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہا: بسم اللہ واللہ اکبر الٰہی یہ میری طرف سے اور میرے امت کے اُن لوگوں طرف سے جو قربانی نہ کرسکیں۔ (ابو داود: ۲۷۹۵، ۲۸۱۰، ترمذی: ۱۵۲۱، ابن ماجہ حدیث: ۳۱۲۱، مشکوۃ حدیث: ۱۴۶۱ کتاب الصلاۃ باب فی الاضحیۃ)

اس روایت میں طعام پر قرآن مجید کی تلاوت اور ایصال ثواب کا واضح ثبوت ہے۔

حضور ﷺ نے اس قربانی پر تین آیات پڑھی ہیں (سورۃ الانعام: ۷۹، ۱۶۲، ۱۶۳)

اگر گوشت پر قرآن پڑھنا جائز ہے تو ایصال ثواب کے پکے ہوئے بکرے اور کھانے پر بھی قرآن پڑھنا جائز ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اس قربانی پر اپنا اور پوری امت کا نام لیا ہے اگر غیر اللہ کا نام لینے سے کھانا حرام ہو جاتا تو نبی کریم ﷺ اس بکرے پر پوری اُمت کا نام کبھی نہ لیتے۔

حدیث: 176

کھانے پر آیۃ الکرسی پڑھنے سے کھانے میں برکت

عن عائشة رضی الله عنها أَنَّ رَجُلًا أَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَشَکَا إلیه أَنَّ مَا فِی بَیْتِهٖ مَمْحُوْقٌ مِنَ الْبَرَکَةِ فَقَالَ أَیْنَ أَنْتَ مِنْ آیَةِ الکرسی ما تُلِیَتْ عَلَی طَعامٍ ولا إِدامٍ إِلَّا أَنْمَی اللّٰهُ بَرَکَةَ ذلک الطعام والإدام •

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! گھر میں جو کچھ ہے اس میں برکت ختم ہو گئی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم آیت الکرسی کی تلاوت سے کیوں غافل ہو یہ جس بھی کھانے یا سالن پر پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کھانے اور سالن میں برکت زیادہ کر دیتا ہے۔

(تفسیر در منثور از علامہ سیوطی آیت الکرسی کی تفسیر پارہ نمبر ۳)

اولیاء اللہ کے نام کا جانور

مسئلہ:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ,,زید نے ایک بکرا ,,میاں کا،، اور عمرو نے ایک گائے ,,چہل تن کی،، اور مرغ ,,مدار کا،، پالا اور پال کر ان کو ,,

باتکبیر،ذبح کیا کرایا،اس کا کھانا،مسلمان کو ،،عندالشرع جائز ہے یا نہیں،،

بیـــــنـــــوا [illegible] بجواب سوال مولوی نورالدین صاحب

اوائل ذی قعدہ ۱۳۱۵ھ

الجواب:- حامد لک ومصلیا ومسلما علی حبیبک والہ یا وھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب اقول وباللہ التوفیق .

حق مسئلے میں یہ ہے کہ حلت وحرمت ذبیحہ میں حال وقول ونیت ذابح کا اعتبار ہے نہ مالک کا مثلاً مسلمان کا جانور کوئی مجوسی ذبح کرے تو حرام ہوگیا اگر چہ مالک مسلم تھا اور مجوسی کا جانور مسلم ذبح کرے تو حلال اگر چہ مالک مشرک تھا۔ یا زید کا جانور عمرو ذبح کرے اور قصداً تکبیر نہ کہے حرام ہوگیا اگر چہ

مالک برابر کھڑا سو بار بسم اللہ اللہ اکبر کہتا رہے اور ذابح تکبیر سے ذبح کرے تو حلال اگر چہ مالک ایک بار بھی نہ کہے۔

ذابح کلمہ گو نے غیر خدا کی عبادت وتعظیم مخصوص کی نیت سے ذبح کیا تو حرام ہوگیا اگر چہ مالک کی نیت خاص اللہ عزوجل کے لئے ذبح کی تھی یونہی ذابح نے خاص اللہ عزوجل کے لئے ذبح کیا تو حلال اگر چہ مالک کی نیت کسی کے واسطے کی تھی۔

تمام صورتوں میں حال ذابح کا اعتبار ماننا اور اس شکل خاص (یعنی اولیاء کرام کے ایصال ثواب کے لئے جانور ذبح کرنے والی صورت) میں انکار کرنا محض تحکم باطل ہے جس پر شرع مطہر سے اصلاً دلیل نہیں۔

پھر مسلمان ذابح کی نیت بھی وقت ذبح کی معتبر ہے اس سے قبل وبعد کا اعتبار نہیں،ذبح سے ایک آن پہلے تک خاص اللہ عزوجل کے لئے نیت تھی ذبح کرتے وقت غیر خدا کے لئے جان دی ذبیحہ حرام ہوگیا وہ پہلی نیت کچھ نفع نہ دے گی یو ہیں اگر ذبح سے پہلے غیر خدا کے لئے ارادہ تھا ذبح کے وقت اس سے تائب ہو کر مولیٰ تبارک وتعالیٰ

کے لئے اراقت دم کی (خون بہایا) تو حلال ہوگیا یہاں وہ پہلی نیت کچھ نقصان نہ دے گی۔ردالمحتار میں ہے ،، **اِعْلَمْ اَنَّ الْمدارَ عَلَی الْقَصْدِ عِنْدَ اِبْتِداءِ الذبحِ،** جان لو کہ ارادہ کا دارومدار ذبح کی ابتداء کے وقت ہے۔ (جلد۵ کتاب الذبح ص:۲۱۷)

غرض ہر عاقل جانتا ہے کہ تمام افعال میں اصل نیت مقارنہ ہے (یعنی فعل سے ملی ہوئی نیت) نماز سے پہلے خدا کے لئے نیت تھی تکبیر کہتے وقت دکھاوے کے لئے پڑھی قطعاً مرتکب کبیرہ ہوا اور نماز نا قابل قبول اور اگر دکھاوے کے لئے اٹھا تھا نیت باندھتے وقت تک یہی قصد تھا جب نیت باندھی قصدِ خالص رب جل وعلا کے لئے کرلیا تو بلا شبہ وہ نماز پاک وصاف وصالح قبول ہوگئی۔اور ذبح سے پہلے کی شہرت وپکار کا کچھ اعتبار نہیں نافع نفع دے نہ مضر ضرر خصوصاً جب کہ پکارنے والا غیر ذابح ہو کہ اسے تو اس باب میں کچھ دخل ہی نہیں۔

پھر اضافت (یعنی ایک چیز کو دوسری کی طرف منسوب کرنا) معنی ءعبادت میں منحصر نہیں کہ خواہی نخواہی (یعنی زبردستی) مدار کے مرغ چہل تن کی گائے کے معنی ٹھہرائے جائیں کہ وہ مرغ وگاؤ جس سے ان حضرات کی عبادت کی جائے گی،اضافت کو ادنیٰ علاقہ کافی ہوتا ہے ظہر کی نماز،جنازہ کی نماز،مسافر کی نماز،امام کی نماز،مقتدی کی نماز، بیمار کی نماز،پیر کا روزہ،اونٹوں کی زکوۃ،کعبہ کا حج جب ان اضافتوں سے نماز وغیرہ میں کفر وشرک وحرمت درکنار، نام کو کراہت بھی نہیں آتی حضرت مدار کے مرغ،حضرت احمد کبیر کی گائے،فلاں کی بکری کہنے سے یہ خدا کے حلال کئے ہوئے جانور جیتے جی مردار اور سور ہوگئے کہ اب کسی صورت حلال نہیں ہوسکتے ؟

یہ شریعت مطہر پر سخت جراءت ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَحَبُّ الصَّلاۃِ اِلَی اللّٰہِ صَلٰوۃُ داوٗدَ وَاَحَبُّ الصیامِ الی اللّٰہِ صیامُ داوٗد

(بخاری حدیث:۱۱۳۱،مسلم:۱۱۵۹،مشکوٰۃ:۱۲۲۵ کتاب الصلاۃ باب التحریض علی قیام اللیل)۔

الله تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ترین نماز حضرت داود علیہ السلام کی نماز ہے اور الله کی بارگاہ میں محبوب ترین روزہ حضرت داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔ علما فرماتے ہیں مستحب نمازوں میں صلوٰۃ الوالدین یعنی ماں باپ کی نماز ہے رد المحتار میں شیخ اسماعیل سے شرح شرعۃ الاسلام سے روایت ہے کہ ,,مستحبات میں سے ,,توبہ کی نماز،، اور ,,والدین کی نماز،، ہے۔

سبحان الله داؤد علیہ السلام کی نماز داود علیہ السلام کے روزے ماں باپ کی نماز کہنا صواب (یعنی درست) پڑھنا ثواب اور جانور کی اضافت وہ سخت آفت کہ قائلین کفار، جانور مردار۔

کیا ذبح نماز روزے سے بڑھ کر عبادتِ خدا ہے یا اس (اضافتِ جانور) میں شرک حرام، ان (یعنی نماز روزے) میں روا (یعنی جائز) ہے؟

خود اضافاتِ ذبح کا فرق سنئے: رسول الله ﷺ نے فرمایا: **لعن اللّٰہ من ذبح لغیر اللّٰہ** یعنی خدا کی لعنت اس پر جو غیر خدا کے لئے ذبح کرے۔

(مسلم ۸/۱۹۷، مشکوۃ حدیث: ۴۰۷۰)

دوسری حدیث میں ہے رسول الله ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ ذَبَحَ لِضَيْفِهِ ذَبِيحَةً كَانَتْ فِدَاءَهُ مِنَ النَّارِ

یعنی جو اپنے مہمان کے لئے جانور ذبح کرے وہ ذبیحہ اس کا فدیہ ہو جائے آتشِ دوزخ سے (رواہ الحاکم فی تاریخہ عن جابر رضی اللہ عنہ)

تو معلوم ہوا کہ ذبیحہ میں غیر خدا کی نیت اور اُس کی طرف نسبت مطلقاً کفر کیا، حرام بھی نہیں، بلکہ موجبِ ثواب ہے تو ایک حکمِ عام، کفر حرام کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟

ولہذا علما فرماتے ہیں، مطلقاً نیتِ غیر کو موجبِ حرمت جاننے والا سخت جاہل اور قرآن

وحدیث و عقل کا مخالف ہے، آخر قصاب کی نیت، تحصیلِ نفعِ دنیا (یعنی دنیا کے نفع کو حاصل کرنا) اور ذبائحِ شادی کا مقصود، بارات کو کھانا دینا ہے، نیت غیر تو یہ بھی ہوئی، کیا یہ سب ذبیحے حرام ہو جائیں گے؟

یوں ہی مہمان کے واسطے ذبح کرنا درست و بجا ہے کہ مہمان کا اکرام، عین اکرامِ خدا ہے، درمختار میں ہے

,, لو ذَبَحَ لِلضَّيْفِ لايَحْرُمُ لِاَنَّهُ سُنَّةُ الْخَلِيْلِ وَاِكْرَامُ الضَّيْفِ اِكْرَامُ اللّٰهِ،،

اگر کسی نے مہمان کے لئے ذبح کیا تو وہ حرام نہ ہوگا اس لئے کہ یہ خلیل الله (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی سنت ہے اور مہمان کی تعظیم کرنا الله تعالیٰ ہی کی تعظیم کرنا ہے۔ (درمختار جلد ۲ ص کتاب الذبح ۲۳۰)

رد المحتار میں ہے ,, قال البزازی وَمَنْ ظَنَّ اَنَّهُ لايَحِلُّ لِاَنَّهُ ذُبِحَ لِاِكْرَامِ ابْنِ آدَمَ فَيَكُوْنُ اُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ تعالى فَقَدْ خَالَفَ القرآنَ والحديثَ والعقلَ فَاِنَّهُ لارَيْبَ اَنَّ الْقَصَّابَ يَذْبَحُ لِلرِّبْحِ وَلَوْ عَلِمَ اَنَّهُ يَبْخَسُ لايَذْبَحُ فَيَلْزَمُ هذا الجاهلَ اَنْ لاياكُلَ مَاذَبَحَهُ الْقَصَّابُ وَمَاذُبِحَ لِلْوَلائِمِ والاعراسِ والعقيقة،،

بزازی فرماتے ہیں: وہ شخص کہ جس نے گمان کیا کہ یہ ذبیحہ حلال نہیں کیونکہ وہ ابن آدم کی تعظیم کے لئے ذبح کیا گیا ہے پس وہ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ (والا جانور جس کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا) ہو گیا تو بے شک اس نے قرآن وحدیث اور عقل کی مخالفت کی ہے، کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ قصاب نفع

کیلئے ذبح کرتا ہے اور اگر اسے معلوم ہو جائے کہ اسے کھانا ہوگا تو وہ ذبح نہ کرتا۔ پس اس (گمان کرنے والے) جاہل کو لازم ہے کہ یہ اس (جانور) کو نہ کھائے کہ جسے قصاب نے ذبح کیا ہو اور (نہ اس جانور کو) جو ولیموں اور شادیوں اور عقیقوں کے لئے ذبح کیا گیا ہو۔

(ردالمحتار جلد ۵ کتاب الذبح ص:۲۱۷)

دیکھو علمائے کرام صراحتًا ارشاد فرماتے ہیں کہ مطلقًا نیت و نسبت غیر کو موجب حرمت جاننا اور (وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ) داخل ماننا نہ صرف جہالت بلکہ جنون و دیوانگی اور شرع و عقل دونوں سے بیگانگی ہے جب نفعِ دنیا کی نیت مخل نہ ہوئی تو ,,فاتحہ اور ایصالِ ثواب،، میں کیا زہر مل گیا؟ اور اکرامِ مہمان عینِ اکرامِ خدا ٹھہرا تو اولیاء کرام (تو) بدرجہ اولیٰ (تعظیمِ الٰہی ٹھہرے گا)

ہاں اگر کوئی جاہل اجہل یہ نسبت و اضافت ,,بقصد عبادت غیر،، ہی کرتا ہے تو اس کے کفر میں شک نہیں پھر بھی اگر ذابح اس نیت سے بری ہے تو جانور حلال ہو جائے گا کہ نیت غیر اس پر اثر نہیں ڈالتی۔ کما حققنا آنفاً۔

مگر جب کہ ہم حدیثًا و فقہًا دلائلِ قاہرہ سے ثابت کر چکے کہ اضافت معنیٔ عبادت ہی میں منحصر نہیں تو صرف اس بناء پر حکمِ کفر محض جہالت و جراءت و حرام قطعی او ر مسلمانوں پر ناحق بدگمانی ہے، تم سے کس نے کہہ دیا کہ وہ آدمیوں کا جانور کہنے سے عبادتِ آدمیاں کا ارادہ کرتے ہیں اور انہیں اپنا معبود و خدا بنانا چاہتے ہیں؟

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

اے ایمان والوں! بہت سے گمان سے بچو بے شک کچھ گمان گناہ ہیں

(الحجرات پارہ:۲۶ آیت:۱۲)

اور فرماتا ہے

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا

بے یقین بات کے پیچھے نہ پڑ، بیشک کان، آنکھ اور دل سب سے سوال ہونا ہے

(سورۃ الاسراء پارہ:۱۵ آیت:۳۶)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ

گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھکر جھوٹی بات ہے

(بخاری حدیث:۶۰۶۶، مسلم:۲۵۶۳، مشکوۃ:۵۰۲۸ کتاب الآداب) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

اور فرماتے ہیں:

اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰى تَعْلَمَ اَقَالَهَا اَمْ لَا

تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ دل کے عقیدے پر اطلاع پاتا

(مسلم عن اسامۃ رضی اللہ عنہ حدیث:۹۶، مشکوۃ:۳۴۵۰ کتاب القصاص)

امام عارف باللہ سیدی احمد زروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

﴿ انما ينشأ الظَّنُّ الْخَبِيْثُ عَنِ القلبِ الخبيثِ ﴾

(بدگمانی، خبیث دل سے ہی پیدا ہوتی ہے)

(نقلہ سیدی عبدالغنی نابلسی فی شرح الطریقۃ المحمدیۃ)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیقی فتویٰ سبل الاصفیاء فی حکم الذبح للاولیاء میں صرف چند باتیں لکھیں ہیں۔ تفصیل کے لئے اولیاء کرام کے ایصالِ ثواب کے لئے ذبح کئے جانے والے جانور کے حکم پر مشتمل ایک تحقیقی فتویٰ ,,اولیاء اللہ کے نام کا جانور،، ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت مزنگ لاہور کا مطالعہ ضرور کریں۔

حدیث: 177

جنت کے ہر دروازہ پر رسول اللہ کا نام

امام الوہابیہ اپنی کتاب "فتاوی ابن تیمیہ" میں حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَتَی کُنْتَ نَبِیًّا قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ الارضَ وَاسْتَوَی اِلَی السَّمَاءِ فَسَوَّاھُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَخَلَقَ الْعَرْشَ کَتَبَ عَلَی سَاقِ الْعَرْشِ محمدٌ رسولُ اللّٰہ خَاتَمُ الانبیاءِ وَخَلَقَ الْجَنَّۃَ الَّتِی اَسْکَنَھَا آدمَ وَحَوَّا فَکَتَبَ اسْمِی عَلَی الابوابِ وَالاوراقِ وَالْقُبَابِ وَالْخِیَامِ وَآدمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ فَلَمَّا اَحْیَاہُ اللّٰہُ تعالی نَظَرَ اِلَی الْعَرْشِ فَرَاٰی اسْمِی فَاَخْبَرَہُ اللّٰہُ اَنَّہُ سَیِّدُ وَلَدِکَ فَلَمَّا غَرَّھُمَا الشَّیْطَانُ تَابَا وَاسْتَشْفَعَا بِاسْمِی اِلَیْہِ۔

یارسول اللہ! آپ کب کے نبی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالی نے زمینوں کو پیدا کیا اور آسمانوں کا ارادہ کر کے ان کو سات عدد بنایا اور عرش کو پیدا کر کے اس کی ساق پر محمد رسول اللہ خاتم الانبیا لکھ دیا پھر اس جنت کو پیدا کیا جس میں حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کو رکھا پس جنت کے دروازوں، پتوں، قبوں اور خیموں پر میرا نام لکھا۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام جسم اور روح کے مابین تھے جب اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو حیات بخشی تو انہوں نے عرش کی طرف دیکھا تو میرے نام پر نظر پڑی۔ اللہ تعالی نے ان کو خبر دی کہ یہ تمہاری اولاد کے سردار ہوں گے۔ پھر جب شیطان نے آپ کو لغزش دی تو

آپ نے توبہ کی اور میرے نام کے ذریعہ اللہ کی بارگاہ میں شفاعت طلب کی۔

ابن تیمیہ نے اسی طرح کی ایک اور حدیث نقل کی اور کہا یہ حدیث پہلی حدیث کی تائید کرتی ہے وہما کالتفسیر للاحادیث الصحیحہ اور یہ دونوں حدیثیں اس معنی کی دیگر احادیث الصحیحہ کی گویا تفسیر ہیں۔ (الفتاوی جلد۲ص:۱۵۰)

دونوں حدیثیں یہ حدیث علوی مالکی صاحب کی کتاب "المفاہیم" میں درج ہے جس کتاب پر تمام عرب وعجم کے علماء کی تقریظات ہیں اور اس کا ترجمہ انیس احمد دیوبندی نے کیا ہے اور اس پر مترجم نے لکھا ہے "دنیا بھر کے جید علماء کرام اور پاکستان کے بڑے بڑے علماء دیوبند کی مصدقہ کتاب"، علامہ علوی صاحب فرماتے ہیں میں کہتا ہوں ابن تیمیہ کا یہ بات کہنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث ان کے نزدیک معتبر ہے۔ کیونکہ موضوع اور باطل حدیث سے محدثین کے نزدیک استدلال نہیں کیا جا سکتا اور تم دیکھ ہی رہے ہو کہ ابن تیمیہ اس حدیث کو بطور تفسیر ذکر کر رہے ہیں۔ (المفاہیم از سید علوی مالکی مترجم ص۱۴۰)

اس سے معلوم ہوا کہ وسیلہ انبیاء کرام کی سنت ہے اور وہابی جنت میں نہیں جا سکتے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ جس چیز پر غیر اللہ کا نام آجائے وہ حرام ہو جاتی ہے اسی لئے وہ اولیاء کرام کی طرف منسوب چیز اور ایصال ثواب ختم وغیرہ کو حرام کہتے ہیں حالانکہ ان کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے قربانی ادا کی اور اس پر اپنا، اپنی آل اور اپنی امت کا نام لیا اگر کھانے پر نام آنے سے وہ چیز حرام ہو جاتی تو حضور ﷺ ایسے نہ فرماتے ﴿اللہم تقبل من محمد وآل محمد ومن امۃ محمد﴾ ([illegible] شریف)

اگر یہ لوگ اپنے عقیدہ پر پکے ہیں کہ غیر اللہ کا نام آنے سے چیز حرام ہو جاتی ہے تو پھر جنت ان پر حرام ہے کیونکہ جنت کے ہر دروازہ پر اور جنت کے درختوں کے پتوں پر حضور ﷺ کا نام لکھا ہوا ہے۔ اب اگر عقیدہ بچاتے ہیں تو جنت جاتی ہے اور اگر جنت حاصل کرنی ہے تو عقیدہ قربان کرنا پڑے گا اسی لئے علامہ اقبال نے کہا

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا تیرے ہاتھ میں ہے دل یا شکم

کوئی کسی کے مکان پر اپنا نام نہیں لکھ سکتا کیونکہ وہ اس کا مالک نہیں ہوتا نام وہی لکھے گا جو اس کا مالک ہوگا تو جب سرکار کا نام عرش پر، جنت کے ہر دروازے اور جنت کے پتوں اور خیموں پر لکھا ہوا ہے تو اس کا مطلب یہی ہے آپ مالک جنت بلکہ قاسم جنت یعنی جنت تقسیم فرمانے والے ہیں تو وہ لوگ جنت میں کیسے جا سکتے ہیں جو حضور ﷺ کو جنت کا مالک نہیں سمجھتے بلکہ وہ بتوں کے متعلق نازل ہونے والی آیات پڑھ کر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کھجور کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں جنت میں وہی جائے گا جس کا یہ عقیدہ ہو

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
اللہ اللہ شاہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری
دونوں عالم میں مقصود گر تجھ کو آرام ہے
ان کا دامن تھام لو جن کا محمد ﷺ نام ہے

گیارھویں پر غیر اللہ کا نام

پیر جماعت علی شاہ کا دلچسپ واقعہ

قبلہ عالم حضرت پیر سید جماعت شاہ صاحب محدث علی پوری رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ گیارھویں شریف پر بیان فرماتے ہوئے فرمایا: منکرین ہر اس چیز کو جس پر غیر خدا

کا نام کسی طرح بھی آ جائے۔ حرام کہہ دیتے ہیں ان کی اس بات کا جواب حیدر آباد دکن کی ایک دانا عورت نے خوب دیا تھا۔ پھر آپ نے حیدر آباد دکن کا یہ واقعہ بیان فرمایا:

میں ایک مرتبہ حیدر آباد دکن گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہاں گیارھویں شریف کا منکر مولوی عبداللہ گیارھویں شریف کے کھانے کو اسی لئے حرام کہتا تھا۔ کہ اس پر غیر خدا کا نام آ جاتا ہے۔ اور یوں کہا جاتا ہے۔ غوثِ اعظم کی دیگ اور گیارھویں شریف کے چاول۔

مولوی عبداللہ کی بیوی خوش عقیدہ تھی۔ ایک روز اس نے گیارھویں شریف کے ختم کے لئے چاول پکائے۔ مولوی عبداللہ گھر آیا۔ تو دیکھا۔ تو دیکھا بیوی نے چاول پکائے ہیں۔ پوچھا یہ نے چاول کیسے پکائے ہیں۔ تو بیوی نے بتایا یہ گیارھویں شریف کے چاول ہیں۔ مولوی عبداللہ بولا لاحول ولاقوۃ الا باللہ حرام ہو گئے۔ بیوی نے حیران ہو کر پوچھا وہ کیسے؟ بولا جس چیز پر غیر خدا کا نام آ جائے۔ وہ حرام ہو جاتی ہے۔ تم نے جو کہا کہ یہ چاول گیارھویں شریف کے ہیں۔ خدا کے نہیں کہا۔ اس لئے یہ حرام ہو گئے۔

بیوی کو غصہ آ گیا۔ اور برقعہ پہن کر گھر سے جانے لگی اور کہا اگر یہی بات ہے تو پھر مجھے بھی سارے "مولوی عبداللہ کی بیوی" کہتے ہیں کوئی خدا کا نام نہیں لیتا۔ گویا مجھ پر غیر خدا کا نام آ چکا ہے۔ اس لئے میں بھی تم پر حرام۔ میرا آخری سلام۔

یہ سن مولوی عبداللہ کے ہوش گم ہو گئے۔ اور سنبھل کر جھٹ بولا۔ مسئلہ سمجھ آ گیا ہے۔ واپس آ جاؤ۔ تم بھی حلال اور چاول بھی حلال۔

(سنی علماء کی حکایات ص ۱۴۱- از ابو النور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں)

باب : 17

دن مقرر کرنا

حضرت امیر ملت پیر سید جماعت شاہ صاحب محدث علی پوری رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ گیارھویں شریف پر بیان فرماتے ہوئے فرمایا: کہ یہ منکرین جو گیارھویں شریف کے دن مقرر کرنے پر اعتراض کرتے ہیں کہ دن کیوں مقرر کیا جاتا ہے؟ ان سے میں کہتا ہوں کہ تم اگر اتنے ہی مقرر کرنے کے خلاف ہو تو پھر جب بیٹے یا بیٹی کی شادی کرتے ہو تو جب بیٹے والے دن مقرر کرنے کے لئے آتے ہو تو وہاں بھی یہی بات کہا کرو۔ کہ بھئی! دن مقرر کرنا بدعت ہے۔ اس لئے مقرر نہیں کریں گے ,,کسی نہ کسی دن برات لے کر آجانا،،

اور پھر جب مقرر کرنا بدعت ہی ٹھہرا۔ تو پھر ایک براءت ہی کے لئے دن کا مقرر کرنا بدعت کیوں ہو لڑکے کا مقرر کرنا۔ اور لڑکی کا مقرر کرنا بھی بدعت ہونا چاہئے۔ اور ان لوگوں کو یوں کہنا چاہئے کہ: ,,کسی نہ کسی دن برات لے کر آجانا۔ اور کسی نہ کسی لڑکے کو لے آنا۔ اور کسی نہ کسی لڑکی کو لے جانا۔

(سنی علماء کی حکایات ص ۴۳۔ از ابو النور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں)

ہمارے نزدیک ایصال ثواب کے لئے دوسرا یا تیسرا دسواں یا چالیسواں دن ضروری نہیں کسی وقت بھی میت کو ثواب پہنچایا جا سکتا ہے یہ تعین صرف لوگوں کی سہولت کی خاطر ہے ہم اس کو شرعا لازم نہیں سمجھتے۔

ہمارے پاکستان میں سکولوں کالجوں میں چھ دن پڑھائی ہوتی ہے اور دفتروں میں چھ دن کام ہوتا ہے اتوار کو چھٹی ہوتی ہے اور دینی مدرسوں میں جمعہ کو چھٹی ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ ہی ایسا کرتے ہیں تو کیا اس سے یہ سمجھا جائے گا کہ یہ ان دنوں میں پڑھائی یا کام کو فرض، واجب یا سنت سمجھتے ہیں؟ پڑھائی یا کام تو کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے پھر ان دنوں کی پابندی کیوں انہوں نے یہ دن کیوں مقرر کئے ہیں؟ کیا وہ ان مقررہ اوقات

میں پڑھائی یا کام کرنے کی وجہ سے گنہگار ہونگے؟

ان سب کا جواب یہی ہے کہ انہوں نے یہ اوقات اپنی سہولت کی خاطر مقرر کئے ہیں ان کو فرض، واجب یا سنت نہیں سمجھتے اس لئے وہ گنہگار بھی نہیں ہونگے یہی معاملہ یہاں ہے تیجا دسواں چالیسواں کا تعین عرفی ہے شرعی نہیں ہے اگر کوئی یہ سمجھے کہ صرف انہی دنوں میں ایصال ثواب ہو سکتا ہے اور دنوں میں نہیں تو اس کا یہ کہنا غلط ہوگا۔ اسلام میں ضروری سمجھے بغیر کسی عبادت یا کام کے لئے دن مقرر کرنا گناہ بھی نہیں بلکہ اس کا ثبوت ملتا ہے۔

اعلی حضرت فرماتے ہیں:

تیجے و چالیسویں وغیرہ کا تعین عرفی ہے جس سے ثواب میں خلل نہیں آتا۔

(فتاوی رضویہ ج ۴ ص:۲۲۲)

تیجے کی حکمت

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوْفًا۔

پھر بانٹتے وقت اگر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دو اور ان سے اچھی بات کہو (سورہ النساء آیت ۸)

مفتی سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی لکھتے ہیں:

اس آیت میں عذرِ جمیل وعدہ حسنہ اور دعائے خیر سب داخل ہیں اس آیت میں میت کے ترکہ سے غیر وارث رشتہ داروں اور یتیموں مسکینوں کو کچھ بطور صدقہ دینے اور قول معروف کا حکم دیا زمانہ صحابہ میں اس پر عمل تھا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ان کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک بکری ذبح کرا کے کھانا پکایا اور رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں کو کھلایا اور یہ آیت پڑھی ۔ (یہ واقعہ ابن کثیر نے بھی تفسیر میں لکھا ہے) ابن سیرین نے اسی مضمون کی عبیدہ سلیمانی سے بھی روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے اگر یہ آیت نہ آئی ہوتی تو یہ صدقہ میں اپنے مال سے کرتا۔

تیجہ جس کو سوئم کہتے ہیں اور مسلمانوں میں معمول ہے وہ بھی اسی آیت کا اتباع ہے کہ رشتہ داروں یتیموں مسکینوں پر تصدق ہوتا ہے اور کلمہ کا ختم اور قرآن پاک کی تلاوت اور دعا قول معروف ہے اس میں بعض لوگوں کو بے جا اصرار ہو گیا ہے جو بزرگوں کے اس عمل کا ماخذ تو تلاش نہ کر سکے باوجودیکہ اتنا صاف قرآن پاک میں موجود تھا لیکن انہوں نے اپنی رائے کو دین میں دخل دیا اور عمل خیر کو روکنے پر مصر ہو گئے ۔ اللہ ہدایت کرے۔ (تفسیر خزائن العرفان ص ۱۱۴)

یہ مسئلہ فقہ میں موجود ہے کہ تعزیت کے لئے تین دن ہیں اور تیسرا دن تعزیت کا آخری دن ہے تو میت کا ترکہ اسی دن تقسیم کیا جاتا تھا اور روزِ سوم کی تخصیص اس بنا پر تھی کہ اعزہ و اقرباء دور دراز مقاموں پر رہتے ہیں تو روزِ سوم پر خبر موت سن کر آ جاتے ہیں۔ تو روزِ سوم کا مقرر کرنا اس بنا پر مناسب ہوا تو بوقت تقسیم وارثوں کو تو ان کا شرعی حصہ ملے گا۔ اگر اجنبی یتیم مسکین ہوں تو یہ آیت انہیں مال متروکہ میں سے کچھ دینے کا حکم کرتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب ان سب کا اجتماع ہو گا تو اس میں افضل ذکر قرآن کریم اور کلمہ طیبہ کا ورد اور میت کے لئے دعا استغفار اور صدقات اور ایصال ثواب کرنا حق میت ہے جو انکے ذمہ پر ہے۔ اور یہ سب چیزیں علماء دیوبند سے بھی ثابت ہیں۔

مخالفین کے پیشوا شاہ ولی اللہ کا بھی تیجہ ہوا چنانچہ اس کا تذکرہ شاہ عبد العزیز صاحب اپنے ملفوظات ص: ۸۰ میں اس طرح فرماتے ہیں: کہ تیسرے دن لوگوں کا

اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے اکیاسی ختم کلام اللہ شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوئے ہوں گے کلمہ طیبہ کا تو اندازہ نہیں۔

دیکھو اس میں دن کا تعین بھی ہے۔ اجتماع بھی ایسا ہے کہ شمار سے باہر ہے اور قرآن خوانی بھی ایسی ہے کہ اکیاسی تو شمار میں آئے اور کلمہ طیبہ بھی پڑھا گیا وہ بھی لاکھ یا سوا لاکھ نہیں بلکہ بے شمار و بے حساب ہے۔

حدیث: 178

دو یا تین دن کے بعد دعائے مغفرت کا ثبوت

عن بریدة رضی اللہ عنه قال : جاء ماعز إلى النبي ﷺ فقال يا رسول الله طهرني فقال ويحك ارجع فاستغفر الله وتب إليه فرجع غير بعيد ثم جاء فقال يا رسول الله طهرني فقال ويحك ارجع فاستغفر الله وتب إليه فرجع غير بعيد ثم جاء فقال يا رسول الله طهرني فقال النبي ﷺ مثل ذلك حتى إذا كانت الرابعة قال له رسول الله ﷺ فيم أطهرك فقال من الزنى فسأل رسول الله ﷺ أبه جنون فأخبر أنه ليس بمجنون فقال أشرب خمرا فقام رجل فاستنكهه فلم يجد منه ريح خمر فقال رسول الله أزنيت فقال نعم فأمر به فرجم فكان الناس فيه فرقتين قائل يقول لقد هلك لقد أحاطت به خطيئته وقائل يقول ما توبة أفضل من توبة ماعز أنه جاء إلى النبي ﷺ فوضع يده في يده ثم قال اقتلني بالحجارة قال فلبثوا بذلك يومين أو ثلاثة ثم جاء رسول الله ﷺ وهم

جُلُوْسٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالُوا غَفَرَ اللّٰهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِک فَقَالَ رسولُ اللّٰه لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ اُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ مجھے گناہوں سے پاک کر دیجئے آپ نے فرمایا تمہیں ہلاکت ہو، جاؤ اللہ سے استغفار کرو، اور توبہ کرو، انہوں نے پھر تھوڑی دیر بعد واپس آ کر کہا: یا رسول اللہ مجھے گناہوں سے پاک کر دیجئے آپ نے فرمایا: تمہیں ہلاکت ہو، جاؤ اللہ سے استغفار کرو، اور توبہ کرو، انہوں نے پھر تھوڑی دیر بعد واپس آ کر کہا: یا رسول اللہ مجھے گناہوں سے پاک کر دیجئے تو نبی ﷺ نے پھر اُسی طرح فرمایا حتیٰ کہ چوتھی بار رسول اللہ ﷺ نے اُن سے فرمایا: میں تم کو کس چیز سے پاک کروں؟ انہوں نے کہا زنا سے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق پوچھا کیا ان کا دماغ خراب ہے؟ انہوں نے کہا یہ پاگل نہیں ہیں، آپ نے پوچھا کیا اس نے شراب پی ہے؟ ایک شخص نے کھڑے ہو کر ان کا منہ سونگھا تو شراب کی بدبو محسوس نہیں کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، پھر آپ نے اُن کو رجم کرنے کا حکم دے دیا، پھر حضرت ماعز کے متعلق لوگوں کی دو رائیں ہو گئیں، بعض کہتے تھے کہ حضرت ماعز ہلاک ہو گئے اور اس گناہ نے انہیں گھیر لیا اور بعض لوگ کہتے تھے کہ حضرت ماعز کی توبہ سے کسی کی توبہ افضل نہیں ہے، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور عرض کیا مجھے پتھروں سے مار ڈالئے لوگ دو تین دن ٹھہرے پھر رسول اللہ ﷺ

تشریف لائے دراں حالیکہ وہ بیٹھے ہوئے تھے آپ سلام کرنے کے بعد بیٹھ گئے پھر آپ نے فرمایا: ماعز بن مالک کے لئے دعاء مغفرت کرو، صحابہ نے کہا اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک کی مغفرت کرے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماعز نے ایسی شاندار توبہ کی ہے اگر اُسے تمام امت میں تقسیم کر دیا جائے تو اُسے کافی ہو جائے گی۔ (مسلم حدیث:۱۶۹۵ کتاب الحدود، مشکوٰۃ حدیث:۳۵۶۲ کتاب الحدود)

اس حدیث سے موت کے دوسرے یا تیسرے دن دعائے مغفرت کا ثبوت ہوا نبی کریم ﷺ صحابہ کے پاس تشریف لائے اور صحابہ بیٹھے ہوئے تھے آپ سلام کرنے کے بعد بیٹھ گئے پھر آپ نے فرمایا ماعز کے لئے مغفرت کی دعا کرو نبی ﷺ کے حکم پر تمام صحابہ نے اجتماعی دعا کی اور پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابی کی فضیلت بیان کی ایصال ثواب اور تیجا کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت چاہئے۔ ان کے گناہ کی معافی تو رجم سے ہی ہو گئی تھی اب اس دعا سے اُن کی ترقی درجات ہو گی معلوم ہوا کہ کوئی شخص دعائے خیر سے خصوصاً حضور کی دعا سے مستغنی نہیں اور دعائے مغفرت صرف گناہ کی معافی کے لئے نہیں بلکہ بلندیِ درجات کے لئے بھی ہوتی ہے۔

حدیث: 179

موت کے بعد گنہگار کی پردہ پوشی کی جائے گی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ

روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اپنے مُردوں کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی برائیوں سے باز رہو

(ابوداؤد 4900 4254- ترمذی 1019 (مشکوٰۃ 1678)

شرح:

یعنی مسلمان کی بعد موت اچھائیاں بھی بھی بیان کیا کرو کہ نیکیوں کے ذکر سے رحمت اترتی ہے، ان کی برائیاں بیان کرنے سے باز رہو کیونکہ مردے کی غیبت زندہ کی غیبت سے سخت تر ہے کہ زندہ سے معافی مانگی جاسکتی ہے مردے سے نہیں، اسی لیے علماء فرماتے ہیں کہ اگر غسال مردے پر کوئی نیک علامت دیکھے خوشبو یا چہرے کا نور دیکھے تو لوگوں میں چرچا کرے اور اگر بری علامت دیکھے بدبو یا چہرے کا بگڑ جانا تو اس کا کسی سے ذکر نہ کرے کیونکہ ہمیں بھی مرنا ہے نہ معلوم ہمارا کیا حال ہو۔ بے دین کی برائی ضرور کرے تاکہ لوگ بے دینی سے بچیں، اس کی شرح پہلے گزر چکی۔ یزید وحجاج وغیرہ کو آج بھی برا کہا جاتا ہے کیونکہ یہ فساق ہیں، ان کا فسق ظاہر کرو تاکہ لوگ ان جیسے کاموں سے بچیں۔

حدیث: 180

بے دین اور گستاخ کی برائی ظاہر کرنا سنت ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةِ رَجُلٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا رَأَيْنَاكَ تَرَكْتَ الصَّلَاةَ عَلَى أَحَدٍ قَبْلَ هٰذَا قَالَ إِنَّهُ كَانَ يَبْغَضُ عُثْمَانَ فَأَبْغَضَهُ اللّٰهُ

حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپ اس کا جنازہ پڑھیں لیکن آپ نے نہ پڑھا عرض کیا یا رسول اللہ اس سے پہلے ہم نے آپ کو کسی کا جنازہ چھوڑتے ہوئے نہیں دیکھا تو ارشاد فرمایا یہ شخص حضرت عثمان سے بغض رکھتا تھا تو یہ اللہ کا مبغوض ہوا۔

ترمذی 3642-6709 کتاب المناقب باب فی مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ *

حدیث: 181

صحابہ کرام نے موت کے بعد بھی نیک کی نیکی اور برے کی برائی ظاہر کی

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُم مَا وَجَبَتْ قَالَ هٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ لوگ جنازہ لیکر گزرے جس کی لوگوں نے اچھی تعریف کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی، پھر دوسرا جنازہ لیکر گزرے جس کی لوگوں نے برائی کی حضور نے فرمایا واجب ہوگئی حضرت عمر نے عرض کیا حضور کیا واجب ہوگئی فرمایا یہ جس کی تم نے تعریف کی کہ اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور یہ جس کی تم نے برائی کی ہے اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔

(مسلم 949، بخاری 1278-1367) اَلْمُؤْمِنُونَ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ بخاری 2448) اور ایک روایت میں ہے کہ مؤمن زمین میں اللہ کے گواہ ہیں مشکوۃ 1662 یہ جملہ پہلے جملہ کی شرح ہے کہ وہاں اَنْتُم سے مراد صرف صحابہ نہ تھے بلکہ سارے مؤمنین۔)

شرح:

یہ کہا کہ یہ بڑا منافق تھا، بے دین تھا، بد خلق اور موذی تھا وغیرہ وغیرہ۔ لہذا اس جملہ پر نہ تو یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ سارے صحابہ عادل اور جنتی ہیں، رب

فرماتا ہے "كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى" پھر یہ میت جہنمی کیسے ہوگئی اور نہ یہ اعتراض ہے کہ مُردوں کو برا کہنا منع ہے، پھر صحابہ نے اس دوسرے کو برا کیوں کہا کیونکہ یہ جنازہ منافق اور فاسق کا تھا۔لہٰذا تمہارے منہ سے جس کے لیے جو نکلتا ہے اللہ کے ہاں وہی ہوتا ہے زبان خلق نقارہ خدا، اس کی تائید اس آیت سے ہے
"لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ" اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جسے عام مسلمان قدرتی طور پر ولی اللہ کہیں وہ واقعی ولی اللہ ہے، رب تعالیٰ اولیاء اللہ کی علامتیں بیان فرماتا ہے "لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ" یعنی ان کے لئے دنیا میں بھی بشارتیں ہیں کہ عام مسلمان انہیں جنتی کہتے ہیں اور آخرت میں بھی کہ فرشتے انہیں جنتی کہیں گے، لہٰذا حضور غوث پاک، خواجہ اجمیری، داتا گنج بخش لاہوری، مجدد الف ثانی یقیناً اولیاء ہیں کہ انہیں مسلمان ولی سمجھتے ہیں، ولایت کے ثبوت کے لیے قرآنی آیت ہی ضروری نہیں۔دوسرے یہ کہ جو کام مسلمان اچھا اور ثواب سمجھیں وہ واقعی اچھا ہے لہٰذا گیارھویں میلاد شریف، عرس بزرگان، ختم خواجگان وغیرہ کار ثواب ہیں کہ انہیں عام مسلمین، اولیاء، صالحین کار ثواب جانتے ہیں۔خیال رہے کہ مسلمانوں کی گواہی سے مومنین صالحین کی گواہی مراد ہے جو قدرتی طور پر منہ سے نکلتی ہے جس میں نفسانی بغض اور کینہ کو دخل نہیں ہوتا ورنہ روافض صحابہ کو خوارج اہلِ بیت کو بعض بیدین علماء و صالحین کو برا کہتے ہیں وہ گواہی اس میں داخل نہیں۔خیال رہے کہ یہاں اَنْتُمْ میں صرف صحابہ سے خطاب نہیں بلکہ تاقیامت سارے نیک مومنوں سے جیسے "اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ" میں۔

حدیث:182

ظالم کی موت سے مخلوق آرام پاتی اور خوش ہوتی ہے

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ قَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ

روایت ہے حضرت ابوقتادہ سے وہ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ پر ایک جنازہ گزرا تو آپ نے فرمایا کہ یا اس سے راحت حاصل کی گئی یا راحت پا گیا لوگ بولے یارسول اللہ ﷺ راحت پانے والے اور اس سے چھوٹنے والے سے کیا مطلب فرمایا کہ یہ بندہ مومن دنیا کی تکلیف اور اذیتوں سے چھوٹ کر اللہ کی رحمت میں جاتا ہے اور بدکار بندے سے انسان، شہر، درخت اور جانور سب ہی راحت پاتے ہیں۔(مسلم 950-بخاری 6512-6031-مشکوۃ 1603)

شرح:

یعنی عاقل بالغ میت ان دو قسموں سے خالی نہیں یا وہ مر کر دنیا سے راحت پاتا ہے کہ یہاں کے تشریعی و تکوینی احکام سے چھوٹ جاتا ہے یا دنیا اس سے راحت پاتی ہے۔
حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ میں موت پسند کرتا ہوں اپنے رب سے ملاقات کے لیئے، بیماری پسند کرتا ہوں خطائیں مٹانے کے لیئے اور فقیری پسند کرتا ہوں تواضع اور انکسار پیدا کرنے کے لیئے۔

یعنی بدکار بندہ خواہ کافر ہو یا فاسق مسلمان اس کی بدکاری کی وجہ سے بارشیں نہیں آتیں یا سیلاب آتے ہیں، زمین میں لڑائیاں فساد ہوتے ہیں جس سے سارے جانوروں، درختوں وغیرہ کو تکلیف ہوتی ہے اسی لیئے مؤمن صالح کی موت پر آسمان اور زمین روتے ہیں، رب فرماتا ہے:

"فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ" اور فاجر کے مرنے پر یہ سب خوش ہوتے کیونکہ اس کی بدعملیوں سے سب مصیبت میں تھے، رب فرماتا ہے "ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ" حدیث ان آیتوں کی تفسیر ہے۔

(ضمناً چند احادیث بیان کردی ہیں اب اصل موضوع کی طرف آتا ہوں)

حدیث: 183
رسول اللہ ﷺ کا تبلیغ کے لئے دن مقرر کرنا

عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه قال: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللهُ قَالَ اجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَ كَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَاَتَاهُنَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ ثُمَّ قَالَ: مَامِنْكُنَّ مِنِ امْرَاَةٍ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً إِلَّا كَانُوْا لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت نے آکر کہا: یارسول اللہ! آپ کی احادیث تو مرد لے گئے، آپ ہمارے لئے ایک دن مقرر فرمادیں جس میں ہم آپ کے پاس

حاضر ہوں، اور آپ ہم کو ان چیزوں کی تعلیم دیں جو اللہ تعالی نے آپ کو تعلیم کی ہیں، آپ نے فرمایا: تم فلاں فلاں دن جمع ہوجانا، وہ جمع ہوئیں، پھر اُن کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور جو اللہ تعالی نے آپ کو علم دیا تھا اس میں سے اُن کو تعلیم دی، پھر فرمایا: تم میں سے جو عورت اپنے آگے اپنے تین بچے روانہ کرے گی، (یعنی اس کے تین بچے فوت ہوجائیں) وہ اُس کے لئے دوزخ کی آگ سے حجاب ہوجائیں گے۔

(مسلم حدیث:۲۶۳۳ کتاب البر، بخاری:۷۳۱۰ کتاب الاعتصام، مشکوۃ:۱۷۵۳ کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت)

اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ وغیرہ کے لئے دن مقرر کرنا بالکل جائز بلکہ سنت ہے آج مدرسوں میں تعلیم، تعطیل، امتحان کے لئے دن مقرر ہوتے ہیں، ان سب کا ماخذ یہ حدیث ہے اسی طرح میلاد شریف، گیارھویں شریف عرس بزرگانِ دین کے لئے دن مقرر کرنا جائز ہے کہ ان سب میں دین کی تبلیغ ہوتی ہے تبلیغ کے لئے تعیین درست۔

(مراۃ جلد۲ ص:۵۱۶)

حدیث: 184
نفلی عبادت کے لئے دن مقرر کرنا

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا تشریف لے جاتے تھے آپ پیدل بھی جاتے اور سوار ہوکر بھی اور وہاں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

(بخاری:۱۱۹۳،۱۱۹۴، مسلم:۱۳۹۹، مشکوۃ حدیث:۶۹۵)

علامہ عینی فرماتے ہیں اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ نفلی عبادات کو بعض ایام کے ساتھ مخصوص کرلینا جائز ہے البتہ جن ایام میں آپ نے کسی عبادت کرنے سے منع کردیا ہے وہ اس عموم سے مستثنیٰ ہیں۔(عمدۃ القاری ج ۷ ص:۲۵۸)

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ بعض اعمال کو بعض ایام کے ساتھ خاص کرلینا جائز ہے اور ان اعمال پر مداومت اور ہمیشگی کرنا جائز ہے۔

(فتح الباری ج ۳ ص:۶۹)

حدیث:185

صحابہ کا تبلیغ کے لئے دن مقرر کرنا

عن أبی وائل قال : کَانَ عَبْدُ اللہِ رضی اللہ عنہ یُذَکِّرُ النَّاسَ فِی کُلِّ خَمِیْسٍ ۔

حضرت ابو وائل بیان کرتے ہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو وعظ فرماتے تھے۔

(بخاری حدیث:۷۰ مسلم حدیث:۱۸۲۱ مشکوۃ ۲۰۷ کتاب العلم)

اس سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال کے لئے دن اور وقت مقرر کرنا شرک یا حرام نہیں سنت صحابہ ہے اسی لئے اب دینی مدرسوں کے امتحان و تعطیل کے لئے دن اور مہینے اور تعلیم کے لئے اوقات مقرر کئے جاتے ہیں لہذا میلاد شریف فاتحہ عرس وغیرہ کے لئے دن مقرر کرنا جائز ہیں اسے حرام کہنا غلطی ہے۔(مراۃ ج ۱ ص:۱۹۳)

حدیث:186

حضرت بلال کا نفلی عبادت کے لئے دن مقرر کرنا

عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلَاۃِ الْفَجْرِ یَا بِلَالُ حَدِّثْنِی بِأَرْجَی عَمَلٍ عَمِلْتَہُ فِی الْإِسْلَامِ فَإِنِّی سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْکَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّۃِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَی عِنْدِی أَنِّی لَمْ أَتَطَھَّرْ طَھُوْرًا فِی سَاعَۃِ لَیْلٍ أَوْ نَھَارٍ إِلَّا صَلَّیْتُ بِذَلِکَ الطُّھُوْرِ مَا کُتِبَ لِی أَنْ أُصَلِّی

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے وقت بلال سے فرمایا کہ اے بلال مجھے اپنے امید افزا کام کی خبر دو جو تم نے اسلام میں کیا کیونکہ میں نے تمہارے نعلین کی آہٹ جنت میں اپنے آگے سنی فرمایا میں نے اپنے نزدیک کوئی امید افزا کام نہیں کیا بجز اس کے کہ دن اور رات کی کسی گھڑی میں وضو نہیں کیا مگر اس وضو سے اس قدر نماز پڑھ لی جو میرے مقدر میں تھی۔

(مسلم 2458، بخاری 1149- 1081 *-) مشکوۃ باب التطوع 1322)

شرح:

یعنی دن رات میں جب بھی میں نے وضو یا غسل کیا تو دو نفل تحیۃ الوضو پڑھ لیے مگر یہاں اوقات غیر مکروہ میں پڑھنا مراد ہے تا کہ یہ حدیث ممانعت کی احادیث کے خلاف نہ ہو۔خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت بلال سے یہ پوچھنا اسی لیے تھا تا کہ آپ یہ جواب دیں اور امت اس پر عمل کرے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر شخص کے ہر چھپے کھلے عمل سے واقف ہیں، نیز یہ وجہ صرف حضرت بلال کو ان نوافل کا ہے۔ہزارہا آدمی یہ

نوافل پڑھیں گے یا پابندی کریں گے مگر انہیں یہ خدمت نصیب نہیں۔

اس کے تحت حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اپنے اجتہاد سے کسی عبادت کا وقت مقرر کرنا جائز ہے کیونکہ حضرت بلال نے دخول جنت کا یہ مرتبہ اپنے اجتہاد اور استنباط سے حاصل کیا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی تصویب فرمائی (اور یہ نہیں فرمایا کہ تم نے از خود ہر وضو کے بعد نماز پڑھنے کو کیوں مقرر کر لیا؟) (فتح الباری جلد ۳ ص:۳۴)

اس قیاس پر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر اذان سے کچھ وقفہ پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا، جمعہ کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا، بارہ ربیع الاول کو حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی میں جلوس نکالنا اور محافلِ میلاد منعقد کرنا، موت کے تیسرے دن، چالیسویں دن اور ایک سال بعد صدقات وخیرات کا ایصالِ ثواب کرنا، ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ایصالِ ثواب کرنا، ان تمام عبادات کے لئے جو اوقات علماء اور صالحین نے اپنے اجتہاد سے مقرر کئے ہیں وہ اس حدیث کی روشنی میں جائز اور صحیح ہیں البتہ ان عبادات کے لئے ان اوقات کی تعیین کو لازم اور ضروری قرار دینا یا اس تعیین کو تعیینِ شرعی سمجھنا بدعتِ سیئہ اور بدعتِ ضلالہ ہے۔ (شرح مسلم سعیدی جلد ۶ ص:۱۱۴)

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ بعض ایام کو زیارت کے ساتھ خاص کر لینا جائز ہے۔ (شرح مسلم ج ۳ ص:۵۴۰)

شیخ اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتا ہے:

ہر دو حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی مقصود مباح یا کسی اطاعت کے لئے تعیین یوم اگر باعتقاد قربت نہ ہو بلکہ کسی مباح مصلحت کے لئے ہو جائز ہے، جیسے مدارس دینیہ میں اسباق کے لئے گھنٹے متعین ہوتے ہیں اور اگر باعتقاد قربت ہو منہی عنہ ہے پس عرس میں جو تاریخ معین ہوتی ہے اگر اس تعیین کو قربت نہ سمجھیں بلکہ کسی اور مصلحت سے یہ

تعیین ہو مثلاً سہولت اجتماع تا کہ تداعی صعوبت یا بعض اوقات اس کی کراہت شبہ سے مامون رہیں اور خود اجتماع اس مصلحت سے ہو کہ ایک سلسلہ کے احباب باہم ملاقات کر کے حب فی اللہ کو ترقی دیں اور اپنے بزرگوں کو آسانی سے اور کثیر تعداد میں جو کہ اجتماع میں حاصل ہے فائدہ پہنچانا ہے بے تکلف میسر ہو جائے، نیز اس اجتماع میں طالبوں کو اپنے لئے شیخ کا انتخاب بھی سہل ہوتا ہے یہ تو ظاہری مصالح ہیں جو مشاہد ہیں یا کوئی باطنی مصلحت داعی ہو جیسے میں نے بعض اکابر اہل ذوق سے سنا ہے کہ میت کو اپنے یوم وفات کے عود سے وصول ثواب کے انتظار کی تجدید ہوتی ہے اور مصلحت محض کشفی ہے جس کا کوئی مکذب، عقلی یا نقلی موجود نہیں اس لئے صاحب کشف کو یا اس صاحب کشف کے معتقد کو بدرجہ ظن اس کی رعایت کرنا جائز

ہے البتہ جزم جائز نہیں بہر حال ایسے مصالح سے یہ تعیین ہو تو فی نفسہ جائز ہے۔

(بوادر نوادر ص ۴۵۸)

حاجی امداد اللہ صاحب m فرماتے ہیں:

جب منکر نکیر آتے ہیں مقبولان الٰہی سے کہتے ہیں۔ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ

کہ رائج ہے اسی سے ماخوذ ہے، اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس میں عرس کرے تو کون سا گناہ لازم ہوا۔

تھانوی صاحب حاشیہ میں لکھتے ہیں: تعیین یوم میں آنے والوں کو سہولت ہے باقی اس تعیین کو مثل احکام مقصود کے سمجھنا غلو ہے۔ (امداد المشتاق ص:۸۸)

الحمد للہ دن مقرر کرنا حدیث پاک سے اور اس کے بعد محدثین شارح بخاری ابن حجر عسقلانی وعلامہ عینی اور شارح مسلم امام نووی اور علماء دیوبند سے بھی ثابت ہو گیا بلکہ علماء دیوبند نے عرس کا جواز بھی ثابت کر دیا اس کے جواز میں اب کوئی شبہ نہیں رہا اس کو ناجائز یا بدعت کہنا جہالت ہے۔

باب : 18

ایصالِ ثواب کے علمائے امت کے نظریات

ایصالِ ثواب شیخ ابن تیمیہ کی نظر میں

شیخ ابن تیمیہ نے اپنے بعض رسائل میں ایصالِ ثواب کے ثبوت پر تیس دلائل قائم کئے ہیں
شیخ ابوالعباس ابن تیمیہ حنبلی حرانی لکھتے ہیں:

السَّبَبُ الْخَامِسُ : مَا يُعْمَلُ لِلْمَيِّتِ مِنْ أَعْمَالِ الْبِرِّ ؟ كَالصَّدَقَةِ وَنَحْوِهَا فَإِنَّ هَذَا يَنْتَفِعُ بِهِ بِنُصُوصِ السُّنَّةِ الصَّحِيحَةِ الصَّرِيحَةِ وَاتِّفَاقِ الْأَئِمَّةِ وَكَذَلِكَ الْعِتْقُ وَالْحَجُّ قَدْ ثَبَتَ عَنْهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ أَنَّهُ قَالَ : (مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ) وَثَبَتَ مِثْلُ ذَلِكَ فِي الصَّحِيحِ مِنْ صَوْمِ النَّذْرِ مِنْ وُجُوهٍ أُخْرَى وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُعَارَضَ هَذَا بِقَوْلِهِ: (وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إلَّا مَا سَعَى) لِوَجْهَيْنِ.

أَحَدُهُمَا : أَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ بِالنُّصُوصِ الْمُتَوَاتِرَةِ وَإِجْمَاعِ سَلَفِ الْأُمَّةِ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يَنْتَفِعُ بِمَا لَيْسَ مِنْ سَعْيِهِ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ وَاسْتِغْفَارِهِمْ لَهُ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا) الْآيَةَ . وَدُعَاءُ النَّبِيِّينَ وَالْمُؤْمِنِينَ وَاسْتِغْفَارُهُمْ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ) وَقَوْلِهِ سُبْحَانَهُ : (وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبَاتٍ عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ) وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ : (وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ) كَدُعَاءِ الْمُصَلِّينَ لِلْمَيِّتِ وَلِمَنْ زَارُوا قَبْرَهُ - مِنَ الْمُؤْمِنِينَ . -

الثَّانِي : أَنَّ الْآيَةَ لَيْسَتْ فِي ظَاهِرِهَا إلَّا أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ إلَّا سَعْيُهُ وَهَذَا حَقٌّ فَإِنَّهُ لَا يَمْلِكُ وَلَا يَسْتَحِقُّ إلَّا سَعْيَ نَفْسِهِ وَأَمَّا سَعْيُ غَيْرِهِ فَلَا يَمْلِكُهُ وَلَا يَسْتَحِقُّهُ ؛ لَكِنْ هَذَا لَا يَمْنَعُ أَنْ يَنْفَعَهُ اللَّهُ وَيَرْحَمَهُ بِهِ ؛ كَمَا أَنَّهُ دَائِمًا يَرْحَمُ عِبَادَهُ بِأَسْبَابٍ خَارِجَةٍ عَنْ مَقْدُورِهِمْ وَهُوَ سُبْحَانَهُ بِحِكْمَتِهِ وَرَحْمَتِهِ يَرْحَمُ الْعِبَادَ بِأَسْبَابٍ يَفْعَلُهَا الْعِبَادُ لِيُثِيبَ أُولَئِكَ عَلَى تِلْكَ الْأَسْبَابِ فَيَرْحَمُ الْجَمِيعَ كَمَا فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : (مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ بِدَعْوَةٍ إلَّا وَكَّلَ اللَّهُ بِهِ مَلَكًا كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ وَلَكَ بِمِثْلٍ) وَكَمَا ثَبَتَ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّحِيحِ أَنَّهُ قَالَ : (مَنْ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ ؛ وَمَنْ تَبِعَهَا حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ ؛ أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ) فَهُوَ قَدْ يَرْحَمُ الْمُصَلِّيَ عَلَى الْمَيِّتِ بِدُعَائِهِ لَهُ وَيَرْحَمُ الْمَيِّتَ أَيْضًا بِدُعَاءِ هَذَا الْحَيِّ لَهُ .

سنت صحیحہ کی تصریح کے مطابق میت کے لئے جو نیک اعمال کئے جاتے ہیں ان کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور میت کو اس سے نفع ہوتا ہے اور ائمہ کا اتفاق ہے کہ

میت کو غلام آزاد کرنے اور حج کا ثواب پہنچتا ہے حدیث میں ہے جو شخص فوت ہو جائے اور اُس پر روزے ہوں اُس کا ولی اُس کی طرف سے روزے رکھے۔

(یعنی روزوں کا فدیہ دے سعیدی)

(صحیح بخاری:۱۹۵۲ کتاب الصوم، مسلم حدیث:۱۱۴۷)

اسی طرح حدیث صحیح میں نذر کے روزوں کے بارے میں ہے اور یہ مسئلہ ﴿وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ﴾ کے معارض نہیں ہے اور اس کی دو وجہیں ہیں:

وجہ اوّل: نصوص صریحہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ مومن کو ان اعمال کا اجر بھی ملتا ہے جو اس کی سعی سے حاصل نہیں ہوتے جیسے مسلمانوں کے لئے فرشتوں کی دعا اور استغفار قرآن مجید میں ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا

وہ جو عرش اُٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں

(سورہ المومن (غافر) آیت:۷ پارہ:۲۴ رکوع:۶)

اور مسلمانوں کے لئے انبیاء کرام کی دعاؤں اور استغفار کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔

(وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ)

بیشک تمہاری دعا اُن کے دلوں کا چین ہے۔(سورہ التوبہ آیت:۱۰۳)

اسی طرح مسلمانوں کا میت کے لئے نمازِ جنازہ میں دعا کرنا، اور زائرین قبر کا قبر والوں کے لئے دعا کرنا۔

وجہ ثانی: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ انسان صرف اپنی کوشش سے اجر کا مستحق ہوتا

ہے لیکن یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ دوسرے ذرائع اور اسباب سے اس تک نفع پہنچا دے، کیونکہ حدیث میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کے لئے پس پشت دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جب بھی وہ دعا کرتا ہے فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تیرے لئے بھی اُس کی مثل ہو۔(مسلم حدیث:۲۷۳۲-۲۷۳۳، مشکوۃ حدیث:۲۲۲۸ کتاب الدعوات)

اسی طرح حدیث صحیح میں ہے: جو شخص نماز جنازہ پڑھتا ہے اس کو ایک قیراط اجر ملتا ہے اور جو دفن ہونے تک جنازے کے ساتھ رہتا ہے اُس کو دو قیراط اجر ملتا ہے اور ایک قیراط احد پہاڑ جتنا ہے۔

(مسلم حدیث ۹۴۵، بخاری حدیث ۴۷، مشکوۃ حدیث:۱۶۵۱ کتاب الجنائز)

کبھی اللہ تعالیٰ میت کی دعا سے نماز جنازہ پڑھنے والے پر رحمت فرماتا ہے اور کبھی اس زندہ کی دعا سے میت پر رحم فرماتا ہے۔

(فتاوی ابن تیمیہ جلد ۷ ص:۵۰۰-۴۹۸ طبع عبامرا فیدبن عبدالعزیز السعودی)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يَقُلْ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَا يَنْتَفِعُ إِلَّا بِسَعْيِ نَفْسِهٖ وَإِنَّمَا قَالَ: (لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى) فَهُوَ لَا يَمْلِكُ إِلَّا سَعْيَهٗ وَلَا يَسْتَحِقُّ غَيْرَ ذٰلِكَ وَأَمَّا سَعْيُ غَيْرِهٖ فَهُوَ لَهٗ كَمَا أَنَّ الْإِنْسَانَ لَا يَمْلِكُ إِلَّا مَالَ نَفْسِهٖ وَنَفْعَ نَفْسِهٖ، فَمَالُ غَيْرِهٖ وَنَفْعُ غَيْرِهٖ هُوَ كَذٰلِكَ لِلْغَيْرِ؛ لٰكِنْ إِذَا تَبَرَّعَ لَهُ الْغَيْرُ بِذٰلِكَ جَازَ وَهٰكَذَا هٰذَا إِذَا تَبَرَّعَ لَهُ الْغَيْرُ بِسَعْيِهٖ نَفَعَهُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ كَمَا يَنْفَعُهٗ بِدُعَائِهٖ لَهٗ وَالصَّدَقَةِ عَنْهُ وَهُوَ يَنْتَفِعُ بِكُلِّ مَا يَصِلُ إِلَيْهِ مِنْ كُلِّ

مُسْلِمٍ سَوَاءٌ كَانَ مِنْ أَقَارِبِهِ أَوْ غَيْرِهِمْ كَمَا يَنْتَفِعُ بِصَلَاةِ الْمُصَلِّينَ عَلَيْهِ وَدُعَائِهِمْ لَهُ عِنْدَ قَبْرِهِ.

مسلمان کو دوسرے مسلمانوں کے صدقات اور دعاؤں سے فائدہ پہنچتا ہے، جس طرح دنیا میں انسان کا حق صرف اپنے مال پر ہوتا ہے لیکن دوسرا شخص تبرع اور احسان کر کے اس کو اپنے مال سے فائدہ پہنچا دے تو جائز ہے اسی طرح مرنے کے بعد انسان کا استحقاق صرف اپنی عبادات پر ہے لیکن دوسرے مسلمان جو اس کو تبرع اور احسان سے نیک اعمال کا ایصال ثواب کریں تو وہ ثواب اُس کو پہنچتا ہے۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲۴ ص:۳۶۷ مطبوعہ بامر فہد بن عبدالعزیز السعودی)

شیخ ابن تیمیہ کے کلام میں یہ بات قابل غور ہے کہ ,,کبھی اللہ تعالیٰ میت کی دعا سے نماز جنازہ پڑھنے والے پر رحمت فرماتا ہے اور کبھی اس زندہ کی دعا سے میت پر رحم فرماتا ہے،،

یعنی جن کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے یا ایصال ثواب کیا جاتا ہے وہ سب برابر نہیں ہوتے اولیاء کرام کی نماز جنازہ اور ایصال ثواب سے ہمیں فائدہ ہوتا ہے اور عام مؤمنین کو ہماری دعا سے فائدہ ہوتا ہے۔

اس کی ایک مشہور مثال ہے جو علامہ سیوطی نے شرح الصدور میں نقل کی ہے۔

حکایت:

کفن چور کی بخشش

عن أبي ابراهيم وكان قاضي نيشابور، فدخلَ عليهِ رجلٌ، فَقِيلَ لَهُ: إنَّ عندَ هذا حديثاً عَجَباً، فقال له يا هذا وماهو؟ قال إعْلَمْ أنّي كُنتُ رجلاً نَبّاشاً أنبِشُ القبورَ، فَمَاتَتْ امرأةٌ،

فَذَهَبْتُ لأعرفَ قبرَهَا، فَصَلَّيْتُ عليها، فَلَمَّا جَنَّ الليلُ ذَهَبْتُ لأنبشَ عنها، وضربتُ يدِي إلى كفنِها لأسلُبَها، فقالتْ سبحانَ الله! رجلٌ مِنْ أهلِ الجنةِ يَسْلُبُ امرأةً مِنْ أهلِ الجنةِ؟ ثم قالتْ: ألَمْ تَعْلَمْ أنّكَ مِمَّنْ صَلَّى عَلَيَّ، وأنَّ اللهَ عزوجل قَدْ غَفَرَ لِمَنْ صَلَّى عَلَيَّ.

امام بیہقی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ قاضی نیشاپور ابو ابراہیم کے پاس ایک آدمی آیا تو اسے کہا گیا کہ اس آدمی کو ایک عجیب و غریب معاملہ پیش آیا ہے تو قاضی نے کہا کہ وہ واقعہ بیان کرو تو اس آدمی نے بیان کیا کہ میں گورکن تھا قبریں کھودا کرتا تھا ایک عورت فوت ہوگئی تو میں نے اُس کی نماز جنازہ پڑھی تا کہ میں اُس کی قبر پہچان سکوں پس جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو میں نے اُس کی قبر اکھیڑی اور اُس کا کفن چرانے کیلئے ہاتھ آگے بڑھایا تو اُس عورت نے کہا سبحان اللہ ایک جنتی جنتی عورت کا کفن چرا رہا ہے پھر اُس نے کہا کیا تو نہیں جانتا کہ تو نے میری نماز جنازہ پڑھی ہے اور اللہ عزوجل نے ہر اُس آدمی کو بخش دیا ہے جس نے میری نماز جنازہ پڑھی ہے۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان شرح الصدور ص:۲۹۶ دارالتراث مدینہ منورہ)

ولی کے جنازہ میں شرکت کرنے والوں کو انعام خداوندی

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بصارت کی نعمت سے مالا مال فرمائے آپ نے کھڑے ہو کر دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اُسے بینائی کی نعمت بخش دی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا آج رات میرا سفر آخرت ہے مجھے غسل دے کر میرا احرام ہی بجائے کفن استعمال میں لے آنا اور جب لوگ جمع ہو جائیں تو میری تدفین کر دینا۔حاضرین کہتے ہیں کہ جب ہم آپ کی وصیت کی تعمیل میں آپ کا جنازہ باہر لائے تو ہم نے دریا سے ایک کشتی نکلتی دیکھی جس میں بہت سے حضرات باہر نکلے اور ہمارے قریب آ کر کہنے لگے الحمدللہ! ہمیں آپ کی نماز جنازہ نصیب ہوئی۔ہم نے آپ کو نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا۔فراغت کے بعد ہم نے اُن سے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتہ چل گیا کہ حضرت وفات پا گئے ہیں؟ قائد جماعت نے کہا: ہمیں خواب میں بشارت ہوئی تھی کہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے۔جو شخص بھی اُس کی نمازِ جنازہ میں شریک ہو گا اللہ تعالیٰ اُسے جنتِ ماوٰی عطا فرمائے گا۔ہم اس کشتی کو کرائے پر لے کر نمازِ جنازہ میں شرکت کے لئے دوڑے آئے ہیں۔(**شواہد النبوۃ** ص: ۴۱۰)

ایصال ثواب شیخ ابن قیم کی نظر میں

شیخ ابن قیم کی کتاب ,,الروح،، ایصال ثواب بہترین کتاب ہے اس کا مطالعہ کیا جائے میں نے اپنی اس کتاب میں اکثر حوالے اسی سے درج کئے ہیں۔

ایصال ثواب علمائے اہلحدیث کی نظر میں

شیخ اسماعیل دہلوی غیر مقلدین کے شہید لکھتے ہیں:

پس ان امور کی خوبی میں فاتحہ، عرس، نذر، نیاز اموات میں شک و شبہ نہیں ہے۔

(صراط مستقیم، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، یوپی، ص: 64)

جب بھی میت کو نفع پہنچانا منظور ہو تو اُسے کھانا کھلانے پر موقوف نہ رکھیں اگر میسر ہو تو بہتر ہے ورنہ صرف سورہ فاتحہ و اخلاص کا ثواب بہترین ثواب ہے۔

(صراط مستقیم، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، یوپی، ص: 74)

پہلے طالب کو چاہئے کہ باوضو دو زانو نماز کے طریقے پر بیٹھے اور اس طریقہ (چشتیہ) کے

اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی وغیرہما کے نام کی فاتحہ پڑھ کر درگاہ الٰہی میں ان بزرگوں کے وسیلہ سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع و زاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کر کے دوضربی ذکر شروع کرے۔(صراط مستقیم، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، یوپی، ص: 126)

شیخ اسماعیل دھلوی لکھتے ہیں:

اگر شخصے بُزے را در خانہ پرورکند تا گوشتِ او خوب شود او را ذبحہ کردہ و پختہ فاتحہ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخواندہ بخوراند خللے نیست۔یعنی اگر کوئی آدمی گھر میں ایک بکرا پرورش کرے یہاں تک کہ وہ خوب موٹا ہو جائے پھر اُس کو ذبح کر کے اس کا گوشت پکا کر اس پر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ پڑھ کر لوگوں کو کھلا دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔(صراط مستقیم، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، یوپی)

شیخ اسماعیل دھلوی حضور غوث پاک کو غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھ رہے ہیں لیکن قاری عبدالباسط دیوبندی مقیم جدہ اخبار اردو نیوز سعودی عرب جمعہ ۲۸ جون ۲۰۰۲ میں غوث کہنے والوں پر شرک کا فتویٰ لگایا ہے لکھتا ہے:

’’لفظ غوث چونکہ غیر اللہ سے مدد و استعانت کے لئے استعمال ہوتا ہے جبکہ کسی مخلوق کو غوث یا غوثِ اعظم کہنا ناجائز بلکہ شرک ہے‘‘۔

معلوم ہوا کہ ان کے شرک کے فتووں سے اپنے اکابر بھی محفوظ نہیں ہیں اور یا پھر مطالعہ کی کمی ہے کہ فتووں کے شوق اپنے ائمہ کی کتابیں بھی نہ پڑھ سکے اگر ان کے اکابر غوث کہنے سے مسلمان رہیں تو ہم مشرک کیسے ہو سکتے ہیں؟

یہی اہلحدیثوں کے شہید صاحب لکھتے ہیں: کہ حضرت سعد بن معاذ صحابی کی والدہ نے وفات پائی تو انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میری والدہ کو کچھ کہنے کا موقع نہ ملا اگر ملتا تو وہ وصیت کرتی، اگر میں اس کے لئے کچھ کروں تو کیا اس کو نفع پہنچے

گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: کنواں بناؤ اور کہو کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔

(صراط مستقیم، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، یوپی، ص:63)

شیخ وحید الزماں غیر مقلد مترجم صحاح ستہ کا عقیدہ

رہی غیر اللہ کی نذر تو یہ صریح شرک ہے کیونکہ نذر عبادت ہے

ولو نذر للّٰہ واوصل ثوابہ الی روح نبی اوولی او احد من الاموات فھذا یجوز ویسمیہ الناس الفاتحۃ فی ھذا الزمان

اور اگر نذر اللہ تعالٰی کے لئے ہے اور اس کا ثواب نبی یا ولی یا اموت میں سے کسی کو پہنچانا مقصود ہے تو یہ جائز ہے اور اس زمانہ میں اس کا نام فاتحہ ہے

اور اس کی صراحت مولانا عبدالعزیز دہلوی اور مولانا اسحٰق اور دوسروں نے کی ہے اور بعض نے کہا اس عمل کی اصل شرع میں نہیں پائی جاتی لہٰذا بدعت قرار پائے گی جب کہ دوسروں نے اس کے جواب میں کہا! **بانہ لہ اصلا شرعیا وھو حدیث بئر ام سعد** اس کی اصل شریعت میں موجود ہے اور وہ حضرت ام سعد کے کنوئیں کی حدیث ہے اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیرحاء کنویں کے لئے کہا کہ یہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف منسوب ہے اور دوسری روایت میں ہے اللہ تعالٰی کی طرف اور رسول اللہ ﷺ کی طرف صدقہ ہے۔

(بخاری حدیث:۱۴۶۱، ۵۸، ۲۷ کتاب الوصایا باب من تصدق الی وکیلہ، مسلم:۹۹۸، مشکوۃ حدیث:۱۹۴۵ کتاب الزکوۃ باب افضل الصدقہ)

قلت ھذا العمل متداول عند الصوفیۃ کافۃ من غیر نکیر

میں کہتا ہوں! یہ عمل تمام صوفیاء کرام کے درمیان بغیر اختلاف وانکار متداول اور مروّج ہے۔ (ہدیۃ المہدی مترجم ص:۷۶ عربی ۴۸)

شاع بین الناس فی زمننا انھم یطبخون الطعام او یصنعون الحلاوۃ ویقولون ھذا نیاز فلان من الاولیاء اوالانبیاء فان کان معنی النیاز التحفۃ او الھدیۃ ولایقصدون النذر لغیر اللہ بل ایصال الثواب الی روحہ فحسب فالراجح حلتہ کما ذکرنا من قبل والا فالراجح حرمتہ

ہمارے زمانے کے لوگوں میں یہ امر مشہور ہے کہ وہ کھانا پکاتے ہیں اور حلوہ تیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ فلاں انبیاء واولیاء کی نیاز ہے، پس اگر نیاز کا معنی ہدیہ تحفہ ہے اور غیر اللہ کی نذر مقصود نہیں بلکہ اُس کی روح کو ایصال ثواب کرنا مقصود ہے تو راجح صورت کی حیثیت سے حلال ہے جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اور اگر راجح کے علاوہ ہے تو اس کی حرمت ہے۔

علمائے مکہ اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ

اما علماء مکہ فقالو فی رسالتھم الی محمد بن عبد الوھاب ان کان النذر للہ وذکر النبی والولی لبیان المصرف اوبطریق التوسل بان یقولَ یااللہُ اِنْ قَضَیْتَ حاجَتِی اتصدق علی خدام قبر فلان النبی او الولی او اطعم الفقراء علی بابہ او یقُولَ یااللہُ اِنْ قَضَیْتَ حاجَتِی ببرکۃ فلان اتصدق کذا ای اھدی ثوابہ لہ او یقُول یانبی اللہ یا ولی اللہ ادع فی قضاء حاجتی من اللہ ان قض اللہ حاجتی اھدی لک ثواب صدقۃ کذا فالنذر فی ھذہ الصور کلھا جائز واما ما یقولون ھذا نذر

النبي وهذا نذر الولي فليس بنذر شرعي ولا داخلا في النهي وليس فيه معنى النذر الشرعي وما يهدى الى الاكابر يقال له في العرف النذر

علمائے مکہ نے محمد بن عبدالوہاب کو لکھے گئے اپنے خطوط میں کہا اگر نذر اللہ کے لئے ہو اور مصرف کے بیان میں نبی یا ولی کا تذکرہ ہو یا توسل کے طریق پر یوں کہے! یا اللہ اگر میری حاجت پوری ہو جائے تو فلاں نبی یا ولی کے خدام پر صدقہ کروں گا یا اس کے دروازے پر فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا۔یا یوں کہے یا اللہ اگر تو فلاں کی برکت سے میری حاجت پوری فرما دے میں اتنا صدقہ کر کے انہیں ثواب پہنچاؤں گا۔یا یوں کہے یا نبی اللہ یا ولی اللہ میرے لئے اس حاجت میں اللہ سے دعا فرمائیں اگر اللہ میری حاجت پوری فرما دے تو میں آپ کو اتنے صدقہ کا ثواب ہدیہ کروں گا تو ان تمام صورتوں میں نذر جائز ہے۔

رہا یہ کہنا کہ یہ نبی کی نذر ہے اور یہ ولی کی نذر ہے تو یہ نذر شرعی نہیں ہے اور نہ ہی اس میں نذر شرعی کے معنی پائے جاتے ہیں اور جو اکابر کو ہدیے جاتے ہیں انہیں عرف عام میں نذر کہتے ہیں۔ (ہدیۃ المہدی، مترجم ص:۷۸ عربی ۴۰)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتا ہے:

زندہ انسان نماز، روزہ، تلاوت قرآن، ،حج اور دیگر عبادات کا جو ثواب میت کو ہدیہ کرتا ہے وہ میت کو پہنچتا ہے اور زندہ انسان کا اپنے فوت شدہ بھائی کے لئے یہ عمل نیکی، احسان اور صلہ رحمی کے قبیل سے ہے، اور تمام مخلوقات میں جس کو نیکی اور احسان کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ میت ہے جو تحت الثریٰ میں رہین ہے اور اب نیک اعمال کرنے سے عاجز ہے پھر اپنے فوت شدہ بھائی کے لئے عبادات کا ہدیہ پیش

کرنا ایک نیکی ہے اور ہر نیکی کا دس گنا اجر ملتا ہے سو جو شخص میت کے لئے ایک دن کے روزے یا قرآن مجید کے ایک پارے کی تلاوت کا ہدیہ پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دس روزوں اور دس پاروں کا اجر عطا فرمائے گا، اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ اپنی عبادات کو دوسروں کے لئے ہدیۂ پیش کرنا اس سے بہتر ہے کہ انسان ان عبادات کا اپنے لئے ذخیرہ کرے، یہی وجہ ہے جس صحابی نے کہا تھا کہ میں اپنی دعا کا تمام وقت آپ پر صلوۃ پڑھنے پر صرف کروں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے لئے کافی ہے!

(ترمذی حدیث:۲۴۵۷، مشکوۃ حدیث:۹۲۹ باب الصلاۃ علی النبی ﷺ)

یہ وہ صحابی ہیں جو بعد کے تمام لوگوں سے افضل ہیں، پھر اس قول کا کیا جواز ہے کہ سلف صالحین نے فوت شدہ لوگوں کے لئے ایصال ثواب نہیں کیا! کیونکہ اس قسم کے ایصال ثواب کے لئے لوگوں کی شہادت کی ضرورت نہیں ہے،-----اور اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ سلف صالحین نے ایصال ثواب نہیں کیا تھا تو اس سے ایصال ثواب میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ مستحب ہے، واجب نہیں ہے اور ہمارے لئے ایصال ثواب کے جواز کی دلیل موجود ہے خواہ ہم سے پہلے کسی نے ایصال ثواب کیا ہو یا نہ!۔

شیخ ابن قیم نے ایصال ثواب کے دلائل میں سے دعا، استغفار اور نماز جنازہ کو پیش کیا ہے اور ان تمام کاموں کو سلف صالحین نے کیا ہے اور نبی ﷺ نے حکم دیا ہے کہ آپ کے لئے اذان کے بعد فضیلہ اور وسیلہ (بلند درجہ) کی دعا کی جائے اور آپ پر صلوۃ پڑھی جائے۔ (مسلم:۳۸۴ مشکوۃ ۶۵۷)

اور یہ قیامت تک مشروع ہے اور ہم نے اپنے مشائخ اور قرابت داروں کو دعاء اور تلاوت قرآن اور صدقات کا ثواب پہنچایا اور ہم نے خواب دیکھا کہ انہوں نے اس پر ہمارا شکریہ ادا کیا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ ان تک ہمارا نفع پہنچا ہے۔

عبدالحق نے روایت کیا کہ حضرت ابن عمر نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر

سورہ بقرہ پڑھی جائے۔امام احمد پہلے ایصال ثواب کا انکار کرتے تھے جب انہیں ابن عمر کے اس قول کا علم ہوا تو انہوں نے اس انکار سے رجوع کرلیا۔

(کتاب الروح از شیخ ابن قیم ص:۳۳)

امام ابن ابی شیبہ حجاج بن دینار سے مرفوعاً روایت کیا: نیکی کے بعد نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نمازوں کے ساتھ ماں باپ کی طرف سے نماز پڑھو، اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کی طرف سے روزے رکھو، اور اپنے صدقہ کے ساتھ ان کی طرف سے صدقہ کرو۔

(شرح الصدور ص:۳۰۱)

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَؤُوْا عَلٰی مَوْتَاکُمْ ﴿یٰسٓ﴾

"اپنے مردوں پر یٰسٓ پڑھو" اس کا ایک احتمال یہ ہے کہ انسان کی موت کے وقت پڑھو اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس کی قبر پر پڑھو علامہ سیوطی نے کہا جمہور نے پہلی صورت کو اختیار کیا ہے اور شیخ ابن قیم نے کئی دلائل سے دوسری صورت کو ترجیح دی ہے۔

عبدالواحد مقدسی نے کہا یہ احادیث مرفوعہ اور صالحین کی بشارتیں ایصال ثواب کے جواز پر اور میت کو اس سے نفع پہنچنے پر دلالت کرتی ہیں، شیخ نے کہا ہر چند کہ صرف صالحین کی بشارتیں دلیل نہیں بن سکتیں، لیکن بکثرت بشارات اس کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: تمہارے خوابوں سے اس کی موافقت ہوتی ہے کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہے۔

(السراج الوہاج، شرح مسلم، از نواب صدیق حسن، ج۲، ص:۵۵ مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال)

نواب صاحب (وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

شیخ ابوالعباس ابن تیمیہ حنبلی نے کہا ہے کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کو صرف اس کے عمل سے نفع ہوتا ہے وہ اجماع کا مخالف ہے اور یہ متعدد وجوہ سے باطل

ہے اور پھر اس نے اکیس دلائل پیش کئے جس سے ثابت کیا کہ انسان کو غیر کے عمل سے فائدہ پہنچتا ہے۔

۱- انسان کو دوسرے شخص کی دعا سے فائدہ پہنچتا ہے (مسلم حدیث:۱۶۳۱، مشکوۃ:۲۰۳)

اور یہ عمل غیر سے فائدہ پہنچا۔

۲- نبی ﷺ میدانِ محشر میں پہلے حساب کے لئے شفاعت فرمائیں گے

(بخاری:۴۷۱۲، مشکوۃ:۵۵۷۵)

پھر جنت میں دخول کے لئے سفارش کریں گے۔ (بخاری:۷۵۱۰، مشکوۃ:۵۵۷۳)

اور آپ کے عمل سے دوسروں کو فائدہ پہنچے گا۔

۳- مرتکب کبیرہ (گنہگار) شفاعت کے ذریعہ دوزخ سے نکالے جائیں گے۔

(بخاری:۷۴۳۹، مشکوۃ:۵۵۷۹)

یہ نفع عمل غیر سے ہوگا۔

۴- فرشتے زمین والوں کے لئے دعا اور استغفار کرتے ہیں۔ (سورہ المومن:۷)

۵- اللہ تعالیٰ بعض ایسے گنہگاروں کو جہنم سے نکالے گا جن کا کوئی عمل صالح نہیں ہوگا (مسلم:۱۸۳، مشکوۃ:۵۵۷۹) اور یہ نفع بغیر عمل اور سعی کے حاصل ہوا۔

۶- مسلمانوں کی اولاد اپنے آباء کے عمل سے جنت میں جائے گی۔ (سورہ طور:۲۱)

اور یہ عمل غیر سے نفع ہے۔

۷- اللہ تعالیٰ نے دو یتیم لڑکوں کے قصہ میں بیان فرمایا ﴿وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا﴾

(سورہ الکہف:۸۲)

ان لڑکوں کو اپنے باپ کی نیکی کا فائدہ پہنچا۔

۸- سنت اور اجماع سے ثابت ہے کہ میت کو دوسروں کے کئے ہوئے صدقات سے فائدہ پہنچتا ہے۔

۹–حدیث سے ثابت ہے کہ میت کے ولی کی طرف سے حج کرنے سے میت سے حج مفروض ساقط ہوجاتا ہے۔ (بخاری:۱۸۵۲،مشکوۃ:۲۵۱۲)

اور یہ فائدہ بھی عمل غیر سے ہے۔

۱۰–حدیث میں ہے کہ نذر مانا ہوا حج اور نذر مانا ہوا روزہ بھی غیر کے کرنے سے ادا ہو جاتا ہے۔ (ابوداود:۳۳۰۸،احمد:۱۷۶۴)

۱۱–نبی ﷺ نے ایک مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھی حتیٰ کہ ابوقتادہ نے اس کا قرض ادا کردیا۔(بخاری:۲۲۸۹،مشکوۃ:۲۹۰۹)

اس طرح غیر کے عمل سے قرض ادا ہوا۔

۱۲–ایک شخص تنہا نماز پڑھ رہا تھا نبی ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اس پر صدقہ کیوں نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے اور اس کو جماعت کا ثواب مل جائے۔

(ترمذی:۲۲۰،ابوداود:۵۷۴،مشکوۃ:۱۱۴۶)

۱۳–اگر کسی میت کی طرف سے لوگ قاضی کے حکم سے قرض ادا کردیں تو میت کا قرض ادا ہوجاتا ہے۔

۱۴–جس شخص پر لوگوں کے حقوق ہیں اگر وہ لوگ حقوق معاف کردیں تو وہ بری ہوجاتا ہے۔

۱۵–نیک پڑوسی سے زندگی میں اور موت کے بعد بھی نفع حاصل ہوتا ہے۔

۱۶–حدیث شریف میں ہے کہ ذکر کرنے والوں کی مجلس میں بیٹھا ہوا ایک ایسا شخص بھی بخشا گیا جس نے ذکر نہیں کیا تھا صرف ان کی مجلس میں بیٹھنے کی وجہ سے بخشا گیا۔

(مسلم:۲۶۸۹،بخاری:۶۴۰۸،مشکوۃ:۲۲۶۷)

۱۷–میت پر نماز جنازہ پڑھنا اور اُس کے لئے استغفار کرنا، عمل غیر کا نفع ہے۔

۱۸–اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے فرمایا ﴿وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم﴾ جب تک آپ اُن میں ہیں اُن کو عذاب نہیں ہوگا۔ (سورہ الانفال:۳۳)

۱۹–﴿ولولا رجال مؤمنون ونساء مؤمنٰت﴾ (سورہ الفتح:۲۵)
یعنی کفار مکہ پر اس لئے عذاب نہیں آتا کہ ان میں مومنین صالحین موجود ہیں اگر یہ نہ رہیں تو عذاب آجائے۔

﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ﴾

(سورہ بقرہ:۲۵۱)

یعنی اگر بعض لوگوں کی نیکیوں کے سبب اللہ تعالیٰ بعض بُروں سے عذاب نہ ٹالے تو زمین تباہ و برباد ہوجائے۔ اور یہ عمل غیر سے نفع ہے۔

(اس سے ثابت ہورہا ہے کہ مومنین دافع البلاء ہیں۔ ابوابراہیم)

۲۰–نابالغ کی طرف سے بالغ صدقہ فطر ادا کرتا ہے۔

۲۱–(ائمہ ثلاثہ کے نظریہ کے مطابق) نابالغ کی طرف سے اس کا ولی زکوٰۃ ادا کرے تو ادا ہوجائے گی اور یہ عمل غیر سے نفع حاصل کرنا ہے۔ معلوم ہوا کہ کتاب وسنت اور اجماع کی روشنی میں عمل غیر سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

نواب کی تفسیر فتح البیان، ج:۹،ص:۱۴۳ میں نے ان کے بیان کردہ دلائل میں احادیث مبارکہ کی تخریج بھی کردی ہے تاکہ دلیل تلاش کرنے میں آسانی رہے۔

ایصال ثواب علمائے دیوبند کی نظر میں

علمائے دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی فیصلہ ہفت مسئلہ میں لکھتے ہیں:

سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کرلی۔ متاخرین میں سے کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہرچند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب ولسان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے۔ اسی طرح اگر یہاں (فاتحہ میں) زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ

جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشارٌ الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین العبادتین ہے قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اُٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی (فیصلہ ہفت مسئلہ ص:۶)

پھر آگے چل کر حاجی صاحب لکھتے ہیں: اور گیارھویں شریف حضرت غوث پاک قدس سرہ اور دسواں بیسواں چہلم و ششماہی وسالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے شب برات ودیگر ثواب کے کام اسی قاعدہ پر مبنی ہیں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص:۷)

مثنوی شریف کا ختم

شیخ اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:

مولوی صادق الیقین صاحب فرماتے ہیں کہ جب مثنوی شریف ختم ہوگئی (حاجی امداد اللہ صاحب m نے) شربت بنانے کا حکم دیا اور فرمایا اس پر مولانا روم کی نیاز کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا: نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا، یہ جائز ہے، لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے۔

(امداد المشتاق: اشرف علی تھانوی، ص:۹۲)

شیخ رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

بزرگوں کو جو نذر دیتے ہیں وہ ہدیہ ہے اور درست ہے اور جو اموات اولیاء کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے، درست ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ۵۱/۱)

ایصال ثواب کی نیت سے گیارھویں و توشہ کرنا درست ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب ص۱۰۶)

بخاری شریف کا ختم

سوال: کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرونِ ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں؟

جواب: قرونِ ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب ص۱۰۲)

اگر بلا تعیین یوم کے جمع ہو کر ختم قرآن کریں یا کلمہ طیبہ اور ایصال ثواب اس کا کریں تو جائز ہے اکثر علماء کے نزدیک۔ (فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب ص۱۰۵)

بلا تعیین کھانا تقسیم کرنا یا دینا بطور صدقہ جائز ہے کیونکہ صدقہ کرنا طعام کا کسی کے نزدیک ناجائز نہیں ہے ثواب اس کا میت کو پہنچتا ہے باتفاق البتہ عبادات میں خلاف امام شافعی اور امام مالک کا ہے مالی میں کسی کا خلاف نہیں:

قال في الهداية: الاصل في هذا الباب أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة او صوما او صدقة او غيرها.

(فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب ص۱۰۲)

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

میت کی طرف سے قرضوں کو ادا کرنا، صدقات کرنا اور دیگر تمام عبادات معتبر ہیں۔
(فیض الباری ج ۳ ص: ۳۱۳ مطبوعہ مطبع حجازی مصر)

شیخ شبیر احمد عثمانی نے متعدد کتب حدیث کے حوالوں سے ایصال ثواب کے ثبوت میں احادیث بیان کیں اور اس کے بعد لکھا ان احادیث اور آثار کے علاوہ بکثرت احادیث اور آثار ہیں جو حد تواتر تک پہنچتے ہیں اور ان سے ایصال ثواب ثابت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنی عبادات کا ثواب دوسروں کو پہنچاتا ہے اس سے دوسروں کو نفع ہوتا ہے اور یہ چیز تواتر سے ثابت ہے۔ (فتح الملہم شرح مسلم ج ۳ ص: ۳۹)

فرض و نفل کا ثواب

شیخ عثمانی لکھتے ہیں:

البحر الرائق میں ہے جس شخص نے روزہ رکھا، نماز پڑھی یا صدقہ دیا اور اس کا ثواب زندوں اور مردوں میں سے کسی کو پہنچا دیا تو جائز ہے اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک ان کو یہ ثواب پہنچ جائے گا اسی طرح بدائع میں ہے علامہ شامی نے کہا: اس سے معلوم ہوا کہ جس کو ثواب پہنچایا وہ عام ہے خواہ زندہ ہو یا مردہ اور عبادت کرتے وقت خواہ اپنی نیت کرے یا غیر کی اور عبادات بھی عام ہے فرض ہو یا نفل۔

اس کے بعد لکھتے ہیں: علامہ ابن حجر اپنے فتاوی فقہیہ میں ذکر کیا ہے کہ حافظ ابن تیمیہ کا زعم ہے کہ نبی ﷺ کو تلاوت قرآن مجید کا ثواب پہنچانا ممنوع ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی عظیم بارگاہ میں اسی چیز کا ثواب پہنچانا چاہئے جس کی آپ نے اجازت دی ہو اور وہ صرف درود شریف اور آپ کے لئے وسیلہ کی دعا ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ علامہ سبکی وغیرہ نے ابن تیمیہ کا رد کیا ہے کہ آپ کو ثواب پہنچانے کے لئے اذن کی ضرورت نہیں ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک عرصہ تک آپ کی

طرف سے عمرہ کرتے رہے اور اس کا کوئی اذن نہیں تھا اور ابن موفق نے جو جنید کے طبقہ سے ہیں آپ کی طرف سے ستر حج کئے اور ابن السراج نے آپ کی طرف سے دس ہزار بار قرآن شریف ختم کیا اور متعدد بار آپ کی طرف سے قربانی کی۔

شیخ عثمانی لکھتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں کہ جب ہمارے علماء یہ فرماتے ہیں کہ انسان اپنی عبادات کا ثواب غیر کو پہنچا سکتا ہے تو اس کے عموم میں نبی ﷺ بھی داخل ہیں بلکہ آپ زیادہ حقدار ہیں کیونکہ آپ ہمیں گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لائے ہیں اور اس اہداء ثواب میں آپ کا شکریہ ادا کرنا ہے اور کامل زیادتی کمال کو قبول کرتا ہے اور بعض مانعین کا یہ خیال غلط ہے کہ آپ کو عبادات کا ثواب اس لئے نہیں پہنچانا چاہئے کہ تمام اعمال امت تو آپ کے میزانِ عمل میں پہلے ہی موجود ہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہمیں آپ پر درود شریف پڑھنے کا حکم کیوں دیتا۔ (فتح الملہم جلد ۳ ص ۹۰ مکتبہ الحجاز کراچی)

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب شیخ عثمانی صاحب کی اس عبارت پر تبصرہ فرماتے ہیں:
شیخ عثمانی کی عبارت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ کی بارگاہ میں ایصال ثواب کے لئے کسی خاص دلیل یا اجازت کی ضرورت نہیں ہے اس طرح جو افعال آپ کی تعظیم کے لئے کئے جائیں ان کے لئے بھی کسی خاص اجازت کی ضرورت نہیں ہے بشرطیکہ وہ افعال کسی دلیل شرعی سے ممنوع نہ ہوں رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ و سلام پڑھتے وقت مسلمان جو تعظیماً قیام کرتے ہیں وہ بھی اسی دلیل سے جائز ہے۔

دوسری اہم بات شیخ عثمانی نے یہ لکھی ہے کہ کامل زیادتی کمال کو قبول کرتا ہے اس لئے کوئی شخص آپ کے لئے ایصال ثواب کو اس وجہ سے منع نہ کرے کہ آپ تو خود کامل ہیں آپ کو ثواب کے اہداء کی کیا ضرورت ہے کیونکہ کامل زیادتی کمال کو قبول کرتا ہے۔ اور سچ پوچھے تو آپ کو ثواب اہداء کرنے کی ہمیں ضرورت ہے تا کہ آپ کے ساتھ نسبت قائم رہے اور ہم پر آپ کی نظر التفات ہوتی رہے کیونکہ آپ نے خود فرمایا ہے

﴿تہادوا تحابوا﴾ ﷺ دوسرے کو ہدیے دو اور ایک دوسرے سے محبت کرو ہم آپ کی خدمت میں عبادات کا ہدیہ محبت سے پیش کرتے ہیں کسی ضرورت کے خیال سے نہیں کرتے۔(شرح مسلم جلد ۲ ص:۹۳۲)

ان تمام عبارتیں لکھنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ ہم سے جھگڑنے بحث مباحثہ کرنے سے پہلے ہر مکتب فکر اپنے اپنے اکابر کی عبارتیں پڑھیں اور ہم پر فتوی بازی کے شوق میں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شرک وبدعت کا فتویٰ کہیں ان کے اپنے اکابر پر نہ لگ جائے دیکھ لو ہمیں ان کے اکابر کا کتنا خیال ہے پھر بھی یہ ہم سے نارض رہتے ہیں اور ہم پر فتوی بازی کرتے رہتے ہیں۔

ایصال ثواب کی کون سی قسم ہے جو میں نے ان کے اکابر سے ثابت نہیں کی۔اہل سنت کے ہر معمولات کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کے بعد ان کے صف اول اور چوٹی کے علماء سے بھی ثابت کر دیا ہے اس کے باوجود اگر کوئی ہم پہ فتوی لگائے تو بڑے شوق سے لیکن وہ یہ بات کان کھول کر سن لے وہ فتوی ہم پر بعد میں لگے گا اُس کا پہلا نشانہ ان کے اکابر ہوں گے۔

بچو گے تم اور نہ ساتھی تمہارے
اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

آؤ اس کے بعد مختصر طور پر اُن علماء کے عقائد ومعمولات بھی بتا دوں جن پر تمام مکاتب فکر متفق ہیں سب سے پہلے تمام مکاتب فکر کے متفق علیہ مجدد پاک کا مبارک کلام ملاحظہ ہو۔

اور یہ وہی مجدد پاک ہیں جنہیں علامہ اقبال نے یوں خراج تحسین پیش کیا ہے

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر وہ خاک جو ہے زیر فلک مطلع انوار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے اللہ بروقت کیا جس کو خبر دار

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ میرا دستور تھا کہ میں کھانا پکا کر اُسے اہل عبا سے مخصوص کرتا۔اور فاتحہ خوانی میں حضور ﷺ کے نام پاک کے ساتھ حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہم کا نام بھی ملاتا تھا۔ایک رات خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔میں نے سلام عرض کیا۔تو حضور ﷺ نے توجہ نہ فرمائی اور رُخ انور دوسری طرف پھیر لیا۔میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا۔

”من طعام خانہء عائشہ می خورم۔ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہء عائشہ فرستد،،۔یعنی میں کھانا عائشہ کے گھر سے کھاتا ہوں۔جو شخص مجھے کھانا بھیجے وہ عائشہ کے گھر بھیجے،،

حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں: کہ اب مجھے پتہ چلا کہ حضور ﷺ نے میرے سلام کے جواب میں رُخ انور اس لئے پھیر لیا ہے۔کہ میں فاتحہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام نہیں لیا کرتا تھا۔اس کے بعد میں نے فاتحہ میں حضرت عائشہ بلکہ ساری ازواج مطہرات کا نام لینا شروع کر دیا۔ (مکتوبات جلد ۲ ص:۵۹)

معلوم ہوا کہ کھانا پکا کر اس پر فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب بزرگانِ دین کی خدمت میں حاضر کرنا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا معمول تھا۔اگر یہ بات بدعت ہوتی تو حضرت مجدد صاحب جو قاطع بدعت ہیں۔اس پر عمل کیوں کرتے۔اور یہ بھی معلوم ہوا۔کہ فاتحہ خوانی سے ثواب پہنچتا ہے۔ورنہ حضور ﷺ حضرت مجدد صاحب سے یوں فرماتے کہ تمہاری فاتحہ کا ہمیں کچھ نہیں پہنچتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بہت بڑا مقام ہے،اور حضور ﷺ سے ان کو ایک خاص نسبت ہے۔

(علم وعرفاں از مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب ص:۱۳۱)

اسماعیل دھلوی کے چاچا شاہ عبدالعزیز اور دادا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فرمان

یہ وہ محدث اور عالم ہیں جن پر تمام مکاتب فکر متفق ہیں اور اپنے لئے ان کے فرمان کو حجت مانتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کا فرمان

دوددھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکانے اور کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے جائز ہے اور اگر کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔ (زبدۃ النصائح ص:۱۳۲)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

اس کے بعد تین سو ساٹھ (۳۶۰) مرتبہ وہی دعا مذکور پڑھے پھر دس مرتبہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی سی شرینی پر فاتحہ بنام خواجگان چشت پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالی سے عرض کرے اسی طرح ہر روز کرے انشاء اللہ چند روز میں مقصد حاصل ہوگا۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص:۱۱۰)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے والدِ مکرم شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ میں ایام مولود شریف میں کھانا پکایا کرتا تھا کہ میلاد شریف پر اظہارِ خوشنودی کرسکوں ایک سال میں اتنا تنگدست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے لئے اور لوگوں میں تقسیم کردیئے کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بھنے ہوئے چنے رکھے ہیں اور آپ ہشاش بشاش ہیں۔

(درثمین فی مبشرات النبی الامین حدیث الثانی والعشرون ص:۴۱)

اولیاء کرام کے مزارات پر مانی ہوئی نذر ادا کرنا

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب m فرماتے ہیں: میرے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب m مخدوم شیخ اللہ دیہ m کے مزار شریف کی زیارت کے لئے قصبہ ڈاسنہ

میں تشریف لے گئے رات کو ایک ایسا وقت آیا کہ اس حالت میں فرمایا کہ مخدوم صاحب ہماری ضیافت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کے چلے جانا ہم ٹھہر گئے حتی کہ لوگوں کی آمد و رفت بند ہوگئی۔ زیادہ دیر ہوجانے کی وجہ سے دوستوں کو ملال پیدا ہوا۔ چنانچہ ایک عورت چاولوں اور شیرینی کا تھال سر پر رکھے ہوئے آئی اور کہا میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا خاوند واپس آجائے تو میں اسی وقت یہ کھانا مخدوم اللہ دیہ کی درگاہ پر بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی، میرا شوہر اس وقت آیا ہے تو میں نے منت پوری کی ہے میری تمنا تھی کہ کوئی وہاں موجود ہو جو اس کھانے کو کھالے (چنانچہ سب نے کھایا)

(انفاس العارفین ص ۴۵)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فرمان

وہ کھانا جو حضرت امام حسن و حسین کی نیاز کے لئے پکایا جائے اور جس پر فاتحہ، قل اور درود پڑھا جائے وہ تبرک ہوجاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔ (فتاوی عزیزیہ ص:۷۵)

یہی شاہ صاحب فرماتے ہیں:

حضرت علی اور ان کی تمام اولاد پاک کو تمام افرادِ امت پیروں مرشدوں کی طرح مانتے ہیں اور تکوینی امور کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ اور درود صدقات اور نذر و نیاز ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں۔ چنانچہ تمام اولیاء اللہ کا یہی حال ہے۔

(تحفہ اثنا عشریہ ص:۳۹۶)

نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی نے تحفہ اثنا عشریہ کا جو اردو ترجمہ شائع کیا ہے اس میں سے یہ عبارت بدل دی ہے۔ یہ بدترین علمی خیانت ہے۔

مرنے کے بعد فاسق مومن کو مسلمانوں کے طریقے پر غسل دیں اور استغفار اور فاتحہ درود اور صدقات و خیرات اس کے لئے لازم تصور کریں۔ (تفسیر عزیزی ص:۱۸۲)

ایصالِ ثواب کے متعلق اعلیٰ حضرت کا نظریہ

فاتحہ دلاتے وقت کھانا سامنے رکھنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اور وقت فاتحہ کھانے کے قاری کے پیش نظر ہونا اگرچہ بیکار بات ہے مگر اس کے سبب سے وصولی ثواب یا جوازِ فاتحہ میں کچھ خلل نہیں جو اُسے ناجائز اور ناروا کہے ثبوت اس کا دلیل شرعی سے دے، ورنہ اپنی طرف سے بحکم خدا و رسول کسی چیز کو ناجائز و ناروا کہہ دینا خدا اور رسول پر افتراء کرنا ہے، ہاں اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک کھانا سامنے نہ کیا جائے گا ثواب نہ پہنچے گا تو یہ گمان اس کا محض غلط ہے لیکن نفس فاتحہ میں اس اعتقاد سے بھی کچھ حرف نہیں آتا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص:۱۹۵)

تیجہ اور چالیسویں کو معین کرنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

اموات مسلمین کو ایصال ثواب قطعاً مستحب ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تم میں سے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہے تو نفع پہنچائے۔

(مسلم حدیث:۲۱۹۹، مشکوۃ حدیث ۲۵۲۹ کتاب الطب)

اور یہ تعینات عرفیہ ہیں، ان میں اصلاً حرج نہیں جبکہ انہیں شرعاً لازم نہ جانے، یہ نہ سمجھے کہ انہیں دنوں ثواب پہنچے گا، آگے پیچھے نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص:۲۱۹)

نیز لکھتے ہیں: تیجے و چالیسویں وغیرہ کا تعین عرفی ہے جس سے ثواب میں خلل نہیں آتا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص:۲۲۲)

محتاج ختم پڑھ کر خود کھا لے اپنے بیوی بچوں کو کھلا دے سب ثواب ہے

تیجا، دسواں، چہلم وغیرہ جائز ہیں جبکہ اللہ کے لئے کریں اور مساکین کو دیں اپنے عزیزوں کا ارواح کو علم ہوتا ہے اور اُن کا آنا نہ آنا کچھ ضرور نہیں، فاتحہ کا کھانا بہتر یہ ہے کہ مسکین کو دے اور اگر خود محتاج ہے تو آپ کھا لے اپنے بی بی بچوں کو کھلائے سب

اجر ہے ---- حضور ﷺ نے ایصالِ ثواب کے لئے حکم بھی دیا اور صحابہ نے ایصالِ ثواب کیا اور آج تک کے مسلمانوں کا اس پر اجماع رہا تخصیصات عرفیہ جب کہ لازم شرعی نہ سمجھی جائیں خدا نے مباح کی ہیں اور عرس کہ منہیات شرعیہ سے خالی ہو اور شیرینی پر ایصال ثواب یہ سب جائز ہیں اور زردقیر رکھنے کی ضرورت نہیں نہ اُس میں جرم جبکہ لازم نہ جانے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص:۲۱۸)

کسی نے کہا کوئی ایسی حدیث لکھ دیجئے جس سے ثابت ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فاتحہ دلائی تھی (اسی طرح سوئم، چہلم اور عرس کے بارے میں بھی سوال کیا جاتا ہے)

اس کے بارے میں اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

فاتحہ دلانا شریعت میں جائز ہے اور جس طرح مدارس اور خانقاہیں اور مسافر خانے بنائے جاتے ہیں اور سب مسلمان ان کو فعلِ ثواب سمجھتے ہیں کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ نبی ﷺ نے اس طرح بنائے یا بنوائے تھے یا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ فاتحہ جس طرح اب دی جاتی ہے جس میں قرآن مجید اور کھانے دونوں کا ثواب میت کو پہنچاتے ہیں۔ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا، اور جب ممانعت کا ثبوت نہیں دے سکتا اور بے شک ہرگز نہیں دے سکتا تو جس چیز سے اللہ اور رسول نے منع نہ فرمایا اور دوسرا کہ منع کرے گا اپنے دل سے شریعت گڑھے گا۔

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

﴿بے شک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا﴾ ﴿تھوڑا برتنا ہے اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے﴾

(سورہ النحل آیت:۱۱۶–۱۱۷ پارہ:۱۴، رکوع:۲۱) فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص:۲۲۶)

باب: 19

عُرس اولیاءاللہ

عرس کے لغوی معنی ہیں شادی۔ اسی لئے دولہا اور دلہن کو عروس کہتے ہیں بزرگانِ دین کی تاریخ وفات کو عرس اس لئے کہتے ہیں کہ جب اولیاء کرام قبر کے امتحان سے پاس ہوجاتے تو انہیں کہا جاتا ہے نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ کی تقسیم ماخوذ ہے اور سالانہ عرس بھی ایصال ثواب کی ایک قسم ہے اس کے دلائل وہی ہیں جو ایصال ثواب کے ہیں

حدیث:187

نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ دلہن کی طرح سو جا

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : إِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا الْمُنْكَرُ وَالْآخَرُ النَّكِيْرُ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ مَا كَانَ يَقُوْلُ هُوَ عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُوْلُ هَذَا ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِيْنَ ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهُ فِيْهِ ثُمَّ يُقَالُ لَهُ نَمْ فَيَقُوْلُ أَرْجِعُ إِلَى أَهْلِي فَأُخْبِرُهُمْ فَيَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِي لَا يُوْقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میت دفن کی جاتی ہے تو اُس کے پاس دو سیاہ رنگ نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے وہ کہتے ہیں تو ان صاحب کے

بارے میں کیا کہتا تھا؟ وہ شخص وہی بات کہتا ہے جو دنیا میں کہتا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں تب وہ کہتے ہیں ہم تو جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا۔ پھر اُس کی قبر کو طولاً عرضاً ستر ستر ہاتھ کشادہ اور منور کیا جاتا ہے پھر اُسے کہا جاتا ہے (آرام سے) سو جا وہ کہتا ہے میں واپس گھر جا کر گھر والوں کو بتا آؤں وہ کہتے ہیں نہیں دلہن کی طرح سو جاؤ جس کو گھر والوں میں سے محبوب ترین شخص ہی اُٹھاتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُسے اُس کی خواب گاہ سے اُٹھائے گا۔

(ترمذی حدیث:۱۰۷۱ ابواب الصلاۃ باب عذاب القبر، مشکوۃ حدیث:۱۳۰ کتاب الایمان باب عذاب القبر)

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں:

مرقات میں فرمایا: کہ یہاں سونے سے مراد آرام کرنا ہے یعنی یہ برزخی زندگی آرام سے گزار کہ تجھ تک سوا خدا کی رحمت کے کوئی آفت یا بلا نہیں پہنچ سکے گی جیسے کہ عروس دلہن کے پاس دولہا کے سوا کوئی نہیں پہنچتا یہ نیند غفلت والی مراد نہیں اگر غفلت والی نیند مراد ہوتی تو قبرستان پہنچ کر سلام کرنا سنت نہ ہوتا کیونکہ سونے والوں کو سلام کرنا منع ہے۔

(مراۃ، جلد:۱، ص:۱۳۲)

چونکہ اس دن نکیرین نے اُن کو عروس کہا اس لئے وہ دن روزِ عرس کہلایا۔ یا اس لئے کہ وہ جمالِ مصطفیٰ کے دیکھنے کا دن ہے اور وصالِ محبوب کا دن عرس کا دن ہے لہذا یہ عرس کہلایا

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے کہ
یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

حاجی امداداللہ صاحب فرماتے ہیں:

جب منکر نکیر آتے ہیں مقبولان الٰہی سے کہتے ہیں" نَمْ کَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ

عرس کہ رائج ہے اسی سے ماخوذ ہے، اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس میں عرس کرے تو کون سا گناہ لازم ہوا۔

اشرف علی تھانوی حاشیہ میں لکھتا ہے: تعیین یوم میں آنے والوں کو سہولت ہے باقی اس تعیین کو مثل احکام مقصود کے سمجھنا غلو ہے۔ (امدادالمشتاق ص:۸۸)

اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:

پس عرس میں جو تاریخ معین ہوتی ہے اگر اس تعیین کو قربت نہ سمجھیں بلکہ کسی اور مصلحت سے یہ تعیین ہو مثلاً سہولت اجتماع تاکہ تداعی صعوبت یا بعض اوقات اس کی کراہت شبہ سے مامون رہیں اور خود اجتماع اس مصلحت سے ہو کہ ایک سلسلہ کے احباب باہم ملاقات کرکے حب فی اللہ کو ترقی دیں اور اپنے بزرگوں کو آسانی سے اور کثیر تعداد میں جو کہ اجتماع میں حاصل ہے فائدہ پہنچانا ہے بے تکلف میسر ہو جائے، نیز اس اجتماع میں طالبوں کو اپنے لئے شیخ کا انتخاب بھی سہل ہوتا ہے یہ تو ظاہری مصالح ہیں جو مشاہد ہیں یا کوئی باطنی مصلحت داعی ہو جیسے میں نے بعض اکابر اہل ذوق سے سنا ہے کہ میت کو اپنے یوم وفات کے عود سے وصول ثواب کے انتظار کی تجدید ہوتی ہے اور مصلحت محض کشفی ہے جس کا کوئی مکذب، عقلی یا نقلی موجود نہیں اس لئے صاحب کشف کو یا اس صاحب کشف کے معتقد کو بدرجہ ظن اس کی رعایت کرنا جائز ہے البتہ جزم جائز نہیں بہر حال ایسے مصالح سے یہ تعیین ہو تو فی نفسہ جائز ہے۔(بوادر نوادر ص:۴۵۸)

شیخ اسماعیل دہلوی غیر مقلدین کے شہید لکھتے ہیں:

پس ان امور کی خوبی میں فاتحہ، عرس، نذر، نیاز اموات میں شک وشبہ نہیں ہے۔

(صراط مستقیم ص:۵۵)

عرس کی حقیقت

عرس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ ہر سال تاریخ وفات پر قبر کی زیارت کرنا اور قرآن خوانی اور صدقات کا ثواب پہنچانا اس اصل عرس کا ثبوت حدیث پاک اور اقوال فقہاء سے ہے

حدیث:188

ہر سال شہداء احد کی زیارت کرنا

عن عباد بن أبی صالح: أنَّ رسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأتِي قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ بِأُحُدٍ عَلَى رَأْسِ كُلِّ حَوْلٍ فَيَقُوْلُ سَلامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ قَالَ: وَجَاءَ هَا أَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ رضی الله عنهم۔ روی ابن شيبة

حضرت عباد بن ابو صالح بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال شہداء احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے: سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔ پھر اُن کے بعد خلفاء راشدین آتے رہے۔

(کتاب وفاء الوفاء ص ۹۳۲ ،تبیان القرآن جلد ۲ ص:۱۰۳، شرح الصدور ص ۲۸۲ باب زیارۃ القبور، شامی جلد اول باب زیارۃ القبور، دلائل النبوۃ ج ۳ ص:۳۰۸، کتاب المغازی ج ۱ ص ۳۱۳)

حدیث:189

مزارت پر منبر بچھا کر تقریر فرمانا

عن عقبة بن عامر رضی الله عنه أنَّ النبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: إِنِّيْ فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللهِ

لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الأَرْضِ ، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ ، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز شہدائے احد پر نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا:- میں تمہارا پیش رَو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور بے شک خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں اور ایک روایت میں ہے (میری تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اُسے اب بھی اس جگہ پہ کھڑے ہو کر دیکھ رہا ہوں) اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئی ہیں یا زمین کی کنجیاں اور بے شک خدا کی قسم مجھے تمہارے متعلق ڈر نہیں ہے کہ میرے بعد شرک کرنے لگو گے لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ دنیا کی محبت میں پھنس جاؤ گے۔

(بخاری حدیث:۱۳۴۴ کتاب الجنائز باب الصلاۃ علی الشہید، بخاری ۴۰۴۲ کتاب المغازی باب غزوۃ احد مسلم حدیث:۲۲۹۶ کتاب الفضائل، مشکوۃ حدیث:۵۹۵۸ کتاب الفضائل باب الوفاۃ ابو داود حدیث (۳۲۲۳) نسائی حدیث (۱۹۵۴)

اس حدیث میں جہاں مزارات پر منبر بچھا کر تقریر کرنے عرس منانے کا ثبوت مل رہا ہے وہاں علم مصطفیٰ ﷺ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ آپ زمیں پر کھڑے ہو کر حوض کوثر کو دیکھ رہے ہیں اور قسم اُٹھا کر فرما رہے ہیں کہ میری امت دنیا دار تو ہو سکتی ہے لیکن مشرک نہیں ہو سکتی اب جو بات بات پر مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں وہ جھوٹے ہیں کہ انہیں نبی ﷺ کی قسم پر بھی اعتبار نہیں جسے نبی ﷺ کے فرمان پر اعتماد نہ ہو وہ منکر حدیث

ہے وہ اہل سنت نہیں ہو سکتا ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ نبی ﷺ کا فرمان خدا کا فرمان ہے

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

حدیث:190

نیک اعمال خوبصورت آدمی کی شکل میں قبر میں آتے ہیں

عن البراء بن عازب رضی اللّٰہ عنہ قال : خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ وَكَأَنَّ عَلَى رُؤُسِنَا الطَّيْرَ وَفِي يَدِهِ عُوْدٌ يَنْكُتُ فِي الأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: اسْتَعِيذُوْا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاثًا ثُمَّ قَالَ:

إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الآخِرَةِ نَزَلَ إِلَيْهِ مَلائِكَةٌ مِنَ السَّمَاءِ بِيْضُ الْوُجُوْهِ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنْ أَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَحَنُوْطٌ مِنْ حَنُوْطِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَجْلِسُوْا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِيْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ علیہ السلام حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَيَقُوْلُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اخْرُجِي إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللهِ وَرِضْوَانٍ فَتَخْرُجُ تَسِيْلُ كَمَا تَسِيْلُ الْقَطْرَةُ مِنْ فِي السِّقَاءِ فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوْهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَأْخُذُوْهَا فَيَجْعَلُوْهَا فِي ذَلِكَ الْكَفَنِ وَفِي ذَلِكَ الْحَنُوْطِ وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَطْيَبِ نَفْحَةِ مِسْكٍ وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا فَلا يَمُرُّوْنَ

يَعْنِي بِهَا عَلَى مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوْا مَا هَذَا الرُّوْحُ الطَّيِّبُ فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِأَحْسَنِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانُوْا يُسَمُّوْنَهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتَّى يَنْتَهُوْا بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَسْتَفْتِحُوْنَ لَهُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ فَيُشَيِّعُهُ مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ مُقَرَّبُوْهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي تَلِيْهَا حَتَّى يُنْتَهَى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَيَقُوْلُ اللهُ عزوجل: اكْتُبُوْا كِتَابَ عَبْدِيْ فِي عِلِّيِّيْنَ وَأَعِيْدُوْهُ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيْهَا أُعِيْدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى قَالَ فَتُعَادُ رُوْحُهُ فِي جَسَدِهِ فَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُوْلَانِ لَهُ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللهُ فَيَقُوْلَانِ لَهُ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْإِسْلَامُ فَيَقُوْلَانِ لَهُ مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللهِ فَيَقُوْلَانِ لَهُ وَمَا عِلْمُكَ فَيَقُوْلُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ فِي السَّمَاءِ أَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ فَأَفْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ قَالَ: فَيَأْتِيْهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ مَدَّ بَصَرِهِ وَيَأْتِيْهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ الثِّيَابِ طَيِّبُ الرِّيْحِ فَيَقُوْلُ أَبْشِرْ بِالَّذِيْ يَسُرُّكَ هَذَا يَوْمُكَ الَّذِيْ كُنْتَ تُوْعَدُ فَيَقُوْلُ لَهُ مَنْ أَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيْءُ بِالْخَيْرِ فَيَقُوْلُ أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ فَيَقُوْلُ رَبِّ أَقِمِ السَّاعَةَ حَتَّى أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِيْ وَمَالِيْ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے قبر پر پہنچے قبر ابھی تیار نہیں تھی حضور ﷺ بیٹھ گئے ہم آپ کے آس پاس ایسے بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں حضور ﷺ

کے ہاتھ میں چھڑی تھی جس سے آپ زمین کریدنے لگے پھر اپنا سر اُٹھایا دیا تین بار فرمایا کہ عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگو پھر فرمایا:

بندہ مؤمن جب دنیا سے روانہ ہو کر آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو اُس پر آسمان سے سفید چہرے والے فرشتے اترتے ہیں گویا اُن کے چہرے سورج ہیں جن کے ساتھ جنت کے کفنوں سے کفن اور وہاں کی خوشبو ہوتی ہے، حتیٰ کہ میت کی حدِ نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت علیہ السلام آتے ہیں اُس کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتے ہیں اے پاک روح اللہ کی بخشش اور رضا کی طرف نکل تو وہ نکلتی ہے ایسے بہتی ہوئی جیسے مشک سے قطرہ ملک الموت اُسے لے لیتے ہیں جب لیتے ہیں تو فرشتے اُن کے ہاتھ میں پل بھر نہیں چھوڑتے حتیٰ کہ اُسے لے لیتے ہیں اُس کو کفن اور خوشبو میں ڈال دیتے ہیں اس میت سے ایسی نفیس خوشبو نکلتی ہے جیسے روئے زمین پر بہترین مشک سے فرمایا: اُسے لے کر چڑھتے ہیں تو فرشتوں کی کسی جماعت پر سے نہیں گذرتے مگر وہ کہتے ہیں کہ یہ کیا ہی پاکیزہ روح ہے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے اُس کا وہ اعلیٰ نام لے کر جو زمین میں لیا جاتا تھا حتیٰ کہ اُسے لے کر آسمانِ دنیا پر پہنچتے ہیں تو اُس کے لئے (دروازے) کھلوائے جاتے ہیں تو اُن کیلئے کھول دیئے جاتے ہیں اُسے ہر آسمان کے فرشتے دوسرے آسمان تک پہنچاتے ہیں حتیٰ کہ ساتویں آسمان تک پہنچا دیئے جاتے ہیں، رب فرماتا ہے میرے بندے کی کتاب علیین میں لکھو اور اُسے زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے انہیں زمین سے پیدا کیا ہے وہاں ہی انہیں پھیر لے جائیں گے اور اُسی سے انہیں دوبارہ نکالیں گے فرمایا:

تب اُس کی روح جسم میں واپس کی جاتی ہے پھر اُس کے پاس دو فرشتے

آتے ہیں اُسے بٹھاتے ہیں اور اُس سے کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے وہ کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے وہ کہتے ہیں وہ صاحب کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں وہ کہتے ہیں تجھے کیسے معلوم ہوا یہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اُس پر ایمان لایا اُس کی تصدیق کی تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے اُس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ جنتی لباس پہناؤ اور جنت کی طرف دروازہ کھول دو فرمایا: تب اُس تک جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے تا حد نگاہ اُس کی قبر میں فراخی کی جاتی ہے اُس کے پاس ایک خوبصورت اچھے کپڑوں اچھی خوشبو والا شخص آتا ہے کہتا ہے اس سے خوش ہو جو تجھے مسرور کرے یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا یہ کہتا ہے تو کون ہے تیرا چہرہ بھلائی لاتا ہے وہ کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں تب بندہ کہتا ہے یارب قیامت قائم کر یہاں تک کہ میں اپنے گھر بار اور مال میں پہنچوں۔

(احمد حدیث:۱۸۰۶۳، مشکوۃ حدیث ۱۶۳۰ کتاب الجنائز باب ما یقال عند من حضرہ الموت)

حدیث:191

مؤمن کا یوم وصال قید سے آزادی کا دن ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ دنیا مؤمن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔

مسلم حدیث ۲۹۵۶، مشکوۃ حدیث ۵۱۵۸ کتاب الرقاق

یعنی مؤمن دنیا میں کتنا ہی آرام میں ہو، مگر اُس کے لئے آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیا جیل خانہ ہے، جس میں وہ دل نہیں لگاتا، جیل اگرچہ اے کلاس ہو، پھر بھی جیل ہے، اور کافر خواہ کتنی ہی تکالیف میں ہوں، مگر آخرت کے عذاب کے مقابل اُس

کے لئے دنیا باغ اور جنت ہے، وہ یہاں دل لگا کر رہتا ہے۔ (مراۃ جلد ۷ ص:۴)

جب قیدی کو جیل خانہ سے آزادی ملتی ہے تو وہ دن قیدی کے لئے خوشی کا دن ہوتا ہے اسی طرح مؤمن جب دنیا کے قید خانہ سے چھوٹتا ہے اور اللہ کی رحمت میں چین پاتا ہے تو وہ دن اُس کی خوشی اور عرس کا ہوتا ہے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں

نشان مردِ مؤمن باتو گویم
چو مرگ آید تبسم برلب اوست

آ میں تجھ کو مؤمن کی نشانی بتاؤں کہ جب اُس کی موت کا وقت آتا ہے تو اُس کے لبوں پر تبسم ہوتا ہے

حدیث:192

مؤمن کی موت آزادی اور کافر کی موت گرفتاری کا دن ہے

عن عبادة بن الصامت رضی اللّٰه عنه قَالَ :قال رسولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ :إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ: لَيْسَ ذَاكِ، وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوبَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

فرمایا: جو اللہ سے ملنا چاہتا ہے اللہ اُس سے ملنا چاہتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اُس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے حضرت عائشہ یا حضور ﷺ کے بعض بیویوں نے کہا کہ ہم تو موت سے گھبراتی ہیں تو فرمایا کہ یہ مطلب نہیں لیکن مؤمن کو جب موت آتی ہے تو اُسے اللہ کی رضا اور اُس کے انعامات کی بشارت دی جاتی ہے تب اُسے کوئی چیز اگلے جہان سے زیادہ پیاری نہیں ہوتی اس پر وہ اللہ سے ملنا چاہتا ہے اور اللہ اُس سے ملنا چاہتا ہے اور کافر کو جب موت حاضر ہوتی ہے تو اُسے اللہ کے عذاب اور سزا کی خبر دی جاتی ہے تب اُسے اگلے جہان سے زیادہ کوئی شے ناپسند نہیں ہوتی لہذا وہ اللہ کو ملنا ناپسند کرتا ہے اور اللہ اُس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔

(بخاری حدیث: ۶۵۰۷ کتاب الرقاق، مسلم حدیث ۲۶۸۳ مشکوۃ حدیث: ۱۶۰۱ باب تمنی الموت وذکرہ)

مؤمن کی موت عید اور قید خانہ سے آزادی اور کافر کی موت مصیبت اور گرفتاری کا دن ہے جب مومن کو اپنے محبوب کا دیدار ہوگا تو اس کو خوشی ہوگی اور خوشی کو اردو میں شادی اور عربی میں عرس کہتے ہیں۔ اور کافر و منافق طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہوتا ہے اس لئے اس کا عرس نہیں ہوسکتا یعنی اس کو خوشی نہیں ہوسکتی۔ اور عاشقوں کی عید ہوتی ہے ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا اسلئے وہ کہتے ہیں

ملاقاتِ حبیب ساڈی عید ہوگئی ساڈا اج اکبری تیری دید ہوگی تیرا اچا اے ناواں
نالے نئیں پرچھاواں تیریاں ویکھ کے اداواں میں مرید ہوگئی

مرشدِ کریم حضور مفکرِ اسلام فرماتے ہیں۔ آج لحد میں پھولے نہ سمائیں گے آسی
کہ جس کے جویاں تھے ہے اس گل سے ملاقات کی رات

مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں:

یہاں اللہ کو ملنے سے مراد موت ہے کیونکہ موت ہی خدا سے ملنے کا ذریعہ ہے یعنی منہ

سے موت مانگنا منع مگر اسے پسند کرنا اچھا۔ پسند کرنے کے یہ معنی ہیں کہ دنیا میں دل نہ لگائے اور آخرت کی تیاری کرے، ایسے بندے کو رب پسند کرتا ہے، اس کی زندگی بھی خدا کو پیاری ہے اور موت بھی، ہر ایک کی زندگی، موت خدا کے ارادے سے ہی ہے مگر اس کی زندگی اور موت رب کے ارادے سے بھی ہے اور اس کی رضا سے بھی، ارادے اور رضا میں بڑا فرق ہے۔

یہ تو عام مؤمنوں کا حال ہے، خواص کو جان کنی کے وقت جمال مصطفیٰ ﷺ دکھا دیا جاتا ہے، ان کی اس وقت کی خوشی بیان سے باہر ہے، پھر انہیں جانکنی قطعًا محسوس نہیں ہوتی، روح خود بخود شوق میں جسم سے نکل آتی ہے جیسا کہ بارہا دیکھا گیا۔

چنانچہ کافر کو موت کے وقت میں تین مصیبتیں جمع ہوجاتی ہیں: دنیا چھوٹنے کا غم، آئندہ مصیبتوں کا خوف، جان نکلنے کی شدت۔ غرضکہ مؤمن کی موت عید ہے اور کافر کی موت مصیبت اسی لیئے اولیاء اللہ کی موت کو عرس کہا جاتا ہے یعنی شادی۔ یعنی موت پہلے، رب سے ملنا بعد میں لہذا اس وقت کی پسند و ناپسند ملاقات رب سے پہلے ہی کی پسندیدگی و ناپسندیدگی ہے۔

خلاصہ:

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بندۂ مومن اور اولیاء اللہ کا وصال اُس کے لئے رنج و ملال نہیں بلکہ فرحت آرام و خوشی کا باعث ہوتا ہے وہ خدا تعالی کے دیدار کا مشتاق ہوتا ہے رحمت کے فرشتے اُسے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور اُس کے وصال سے خوش ہوتے ہیں۔ پروردگار عالم کی طرف سے اُسے خوشنودی اور سرخروئی کا سہرا اور تاج عطا ہوتا ہے۔ اور اُس کی بے انتہا رحمتیں اور برکتیں اُس پر نازل ہوتی ہیں۔ آسمان کے فرشتے اُسے بشارت دیتے ہیں اور اُس کا استقبال کرتے ہیں اور اُس کے لئے جنتی فرش بچھایا جاتا ہے اور فردوس کا حلہ اور جوڑا عطا ہوتا ہے۔ اور اس کا عمل صالح اُسے مژدہ

جانفزا اور مبارکباد دیتا ہے۔ارواح مومنین اس سے اور وہ ان سے مل کر خوش ہوتے،
شادیاں رچاتے اور خوشیاں مناتے ہیں اور اُس سے کہا جاتا ہے دولہا اور نوشہ کی طرح
عیش وآرام سے خوابِ ناز میں سوجا اور عیش وآرام سے رہ۔گویا یہ دولہا اور باقی تمام
فرشتے اور ارواح مؤمنین اس کی برات ہوتے ہیں۔اور خوشنودی فرش وفروش اور جنتی
لباس وغیرہ اس کا سامانِ برات ہوتا ہے۔پس اس عروسِ جنت کے یوم وصال کو اُس کا
یوم عُرس کہتے ہیں۔

اعتراض

عرس منانے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجا کرو کہ تمہارا درود
مجھے پہنچتا ہے تم جہاں بھی ہو۔(ابو داؤد حدیث (۲۰۴۲) کتاب المناسک ،مشکوۃ حدیث (
۹۲۶) کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبی ﷺ)

یہ حدیث کتاب التوحید کے ص نمبر ۱۷ پر موجود ہے اس میں لَا تَجْعَلُوا قَبْرِیْ عِیْدًا
کا ترجمہ لقمان سلفی صاحب نے یہ کیا ہے میری قبر کو عرس کی جگہ نہ ٹھہراؤ

جواب:

عید کا ترجمہ عرس عربی کی کسی لغت میں نہیں ملتا یہ حدیث کی معنوی تحریف ہے
اگر عید کا معنی عرس کیا جائے تو پھر اس آیت کا ترجمہ یوں ہونا چاہیے

رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَآخِرِنَا

اے اللہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتار کہ وہ ہمارے لئے عرس ہو اور اگلوں پچھلوں
کے لئے بھی۔(سورہ مائدہ آیت:۱۱۴)

اس حدیث کا ترجمہ یوں ہونا چاہئے حضرت عبید بن سباق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعوں میں سے ایک جمعہ کے دن فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا

اے مسلمانوں کے گروہ یہ وہ دن ہے جسے اللہ نے عرس بنایا (مشکوۃ،حدیث:۱۳۹۸)

معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن حضرت آدم علیہ السلام کے عرس کا دن ہے اگر یہاں
عرس کے معنی صحیح نہیں تو وہاں بھی معنی عرس کرنا تحریف معنوی ہے

اس حدیث کا صحیح مفہوم کیا ہے اس کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دھلوی بخاری فرماتے
ہیں:

کہ حافظ منذری کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ آپ کی مراد قبر شریف کی کثرت زیارت پر بر
انگیختہ کرنا ہو اور اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ حضور ﷺ کی زیارت عید کی طرح مت
بناؤ کہ ہر سال میں ایک دو مرتبہ سے زائد نہ آؤ اور لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا
مراد مکانوں میں نماز ترک کرنا ہے اور مکانوں کو مثل قبور بنا دینا ہے یعنی مثل مُردوں
کے پڑے رہیں اور کوئی اطاعت وعبادت نہ کریں (یعنی فرائض مسجد میں ادا کرو اور
نوافل گھر میں)اور امام سبکی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے مراد زیارت کے لئے تعین
وقت کی ممانعت ہے جیسا کہ عید کے لئے وقت مقرر ہے بلکہ تمام سال اور پوری زندگی
زیارت کا وقت ہے یا عید سے تشبیہ دینے کا مقصد یہ رہا ہوگا کہ اس میں زینت وآرائش
اور اجتماع سے پرہیز کیا جائے جیسا کہ عید میں رسم ہے بلکہ چاہئے کہ زیارت سلام اور دعا
پر ہی اکتفا کرے۔

جذب القلوب باب گنبدِ خضراء کی زیارت ص(۲۹۴)

علامہ سخاوی فرماتے ہیں : کہ بعض یہود اور نصاری اپنے انبیاء کرام کی قبور کی

زیارت کے لئے جمع ہوتے اور کھیل کود میں مشغول ہوتے تو نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو اس سے منع فرمایا: (قول البدیع ص:۲۲۱)

مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں:

یعنی جیسے عیدگاہ میں سال میں صرف دوبار جاتے ہیں ایسے میرے مزار پر نہ آؤ بلکہ اکثر حاضری دیا کرو یا جیسے عید کے دن کھیل کود کے لئے میلوں میں جاتے ہیں ایسے تم ہمارے روضے پر بے ادبی سے نہ آیا کرو بلکہ باادب رہا کرو۔

(مراۃ شرح مشکوۃ جلد۲ ص:۱۰۱)

اعتراض

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاتُشَدُّ الرِّحَالُ إلا إلى ثلاثةِ مساجدَ مسجد الحرام والمسجد الأقصى ومسجدي هذا

تین مسجدوں کے سوا اور کسی طرف سفر نہ کیا جائے مسجد بیت اللہ اور مسجد بیت المقدس اور میری مسجد (بخاری حدیث ۱۱۹۷ مسلم ۱۳۹۷ مشکوۃ ۶۹۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان تین مسجدوں کے سوا اور کسی طرف سفر کرنا جائز نہیں اور زیارت قبور بھی ان تینوں کے سوا ہے۔

جواب:

شیخ کبیر محدث جلیل سید محمد بن علوی مالکی فرماتے ہیں:

اس حدیث کا مفہوم سمجھنے میں لوگ غلطی کرجاتے ہیں اور اس سے زیارت النبی ﷺ کے لئے شد رحال کے حرام ہونے پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سفر گناہ ومعصیت ہے۔ یہ استدلال کلیۃً مردود ہے کیونکہ باطل فہم وعقل پر مبنی ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ آپکا ارشادِ گرامی مذکور اہل لغت وغیرہ کے نزدیک مشہور ومعروف طریقہ کلام یعنی استثناء کے طریقہ پر ہے۔ اور یہ طریقہ کلام مستثنی ومستثنی منہ کو چاہتا ہے جو إلا کے بعد مذکور ہوتا ہے اُس کو مستثنی کہتے ہیں اور إلا کے ماقبل والے کلام کو مستثنی منہ کہتے ہیں اور مستثنی ومستثنی منہ کا لفظاً، حقیقۃً یا تقدیراً ہونا ضروری ہے

جب ہم اس حدیث پاک میں غور کرتے ہیں تو اس حدیث پاک میں مستثنیٰ إلا إلى ثلاثة مساجد کی تصریح ہے لیکن مستثنی منہ إلا سے پہلے مذکور نہیں ہے لہذا یہ مستثنی منہ یقیناً مقدر ہوگا۔ اگر ہم مستثنی منہ لفظ ''قبر'' مان لیں تو پھر نبی کریم ﷺ کا کلام ہوگا لاتشد الرحال الی قبر الا الی ثلاثة مساجد اس سیاق تو غیر منظم اور بلاغتِ نبویہ کے بالکل نامناسب ہے اس صورت میں مستثنی مستثنی منہ میں داخل نہ ہوگا کہ کلام میں ہے کہ مستثنی مستثنی منہ میں داخل ہوتا ہے۔

اب اگر اس جگہ ''مکان'' مستثنی فرض کرلیں تو سیاق جو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہوگا وہ یہ ہوگا لاتشد الرحال الی مکان الا الی ثلاثة مساجد یہ ہوں گے کہ کسی بھی تجارت وتحصیل علم کے لئے سفر مت کرو یہ بھی ظاہر البطلان ہے۔

پس حدیث شریف میں مستثنی کا تو ذکر ہے لیکن مستثنی منہ غیر مذکور ہے اور باتفاق اہل لغت اس کا مقدر ہونا ضروری ہے اس صورت میں صرف تین احتمال ہیں چوتھا کوئی احتمال نہیں ہے۔

احتمالِ اول: یہ ہے لفظ قبر مقدر ہو لہذا تقدیر عبارت یہ ہوگی لاتشد الرحال الی قبر الا الی ثلاثة مساجد اور عبارت ان لوگوں کے نزدیک ہے جو حدیث پاک سے زیارت النبی ﷺ کے لئے سفر کے حرام ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ اس صورت کو تو کوئی سننا بھی پسند نہیں کرتا اور جو شخص کلامِ عرب کو سمجھنے کی تھوڑی سی بھی صلاحیت رکھتا ہے وہ اس تقدیر کو ناجائز کہے گا۔

احتمال دوم۔ یہ ہے کہ حدیث پاک میں مستثنیٰ منہ لفظ عام ,,مکان ہو،،اور یہ بھی باطل ہے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔

احتمال سوم۔ یہ ہے کہ مستثنیٰ منہ لفظ مسجد ہو اب حدیث پاک میں عبارت یہ ہوگی

لاتُشَدُّ الرِّحَالُ إلى مسجد إلا إلى ثلاثة مساجد

ہم نے غور کیا تو بالکل درست اور فصیح وبلیغ ہے۔اور پہلی دو صورتوں میں کلام کا بے معنی ہونا بھی ظاہر ہوگیا۔اس تیسرے احتمال میں روح نبوت روشن ہوگئی اور یہ اس صورت میں ہے جب کسی بھی روایت میں مستثنیٰ منہ کی تصریح نہ پائی جائے لیکن جب کسی روایت میں صراحت مل جائے تو کسی بھی دیندار کے لئے حلال نہیں کہ تصریح کو چھوڑ کر فرض محض کی طرف رجوع کرے اور لغت فصیحہ پر اعتماد نہ کرے بحمد اللہ ہمیں ایسی روایت مل گئی ہیں جو کہ معتبر ہیں اور مستثنیٰ منہ صراحۃ مذکور ہے۔

حدیث:193

لاتُشَدُّ الرِّحَالُ إلى مسجد

عن شهر بن حوشب قَالَ : سَمِعْتُ أبا سعيد الخدری رضى الله عنه وَذُكِرَتْ عِنْدَهُ صَلاةٌ فِي الطُّوْرِ فَقَالَ :

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لايَنْبَغِي لِلْمَطِيِّ أنْ تُشَدَّ رِحَالُهُ إِلَى مَسْجِدٍ يُبْتَغَى فِيهِ الصَّلاةُ غَيْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الأقْصَى وَمَسْجِدِيْ هٰذَا ۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق شہر بن حوشب روایت کیا کہ میں نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ کے پاس جبل طور پر نماز پڑھنے کا ذکر ہو رہا تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نماز پڑھنے کے ارادے سے نمازی کو مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے علاوہ کسی مسجد کے لئے شد رحال نہیں کرنا چاہئے۔

(احمد حدیث ۱۱۱۸۱) فتح الباری ۶۵/۳)

حدیث:194

میں خاتم الانبیاء ہوں

عن عائشة رضى الله عنها قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :

أَنَا خَاتَمُ الأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِيْ خَاتَمُ مَسَاجِدِ الأَنْبِيَاءِ أَحَقُّ الْمَسَاجِدِ أَنْ يُزَارَ وَتُشَدُّ إِلَيْهِ الرَّوَاحِلُ: الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ وَمَسْجِدِيْ، صَلاةٌ فِي مَسْجِدِيْ أَفْضَلُ مِنْ الفِ صَلاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم مساجد الانبیاء ہے زیارت اور سفر کے لئے کجاوے باندھنے کی تمام مساجد سے زیادہ حقدار مسجد حرام اور میری مسجد ہیں ,میری مسجد میں ایک نماز ایک ہزار درجہ فضیلت رکھتی ہے ان نمازوں سے جو مسجد حرام کے علاوہ دوسری مسجدوں میں ادا کی جائیں۔(مجمع الزوائد جلد۴ ص ۴)

مساجد کے متعلق نبی کریم ﷺ کے کلام نے یہ واضح کردیا ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ دوسری فضیلت میں برابر ہیں ان مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کی طرف سفر کرنے کی مشقت برداشت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ان مساجد کی تو فضیلت مزید ہے۔ اس حدیث پاک کے تحت قبور داخل نہیں ہوتیں۔قبور کو اس میں بے سوچے سمجھے داخل کرنا نبی کریم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کی ایک قسم ہوگی۔

(المفاہیم مترجم ص ۳۰۶-۳۰۸)

سوال:

اللہ ہر جگہ ہے اُس کی رحمت ہر جگہ ہے پھر کس چیز کو ڈھونڈنے کے لئے اولیاء اللہ کے مزاروں پر سفر کر کے جاتے ہیں دینے والا رب ہے وہ ہر جگہ ہے۔

جواب:

اللہ تعالیٰ رازق ہے اور وہ ہر جگہ ہے پھر کس لئے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے امریکہ لندن اور سعودیہ عرب جاتے ہو دینے والا رب ہے وہ ہر جگہ ہے شافی الامراض رب تعالیٰ ہے اور وہ ہر جگہ ہے پھر ڈاکٹر کے پاس کیا لینے جاتے ہو؟۔
رب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس کیوں بھیجا؟ وہ سب کچھ ان کو یہاں ہی دے سکتا تھا اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو کیوں مدینہ بھیج رہا ہے وہ تو ہر جگہ ہے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ رب کی رحمت کے دروازے ہیں اور رحمت حاصل کرنے کا سبب ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے

﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾

بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے

(سورہ الاعراف آیت:۵۶)

اولیاء کے در پہ ہم گئے تو منکر نے کہا
در چھوڑ کر اللہ کا شرک میں ہو مبتلا
خود پڑا بیمار جب در چھوڑ کر اللہ کا
ڈاکٹر کے در پہ جا پہنچا دوا کے واسطے

حدیث:195

اولیاء کرام کے پاس جانے سے خدا مل جاتا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي قَالَ يَا رَبِّ وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے انسان میں بیمار ہوا تو نے میری مزاج پرسی نہ کی بندہ کہے گا الٰہی میں تیری عیادت کیسے کرتا تو تو جہانوں کا رب ہے فرمائے گا کیا تجھے خبر نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو تو نے اس کی بیمار پرسی نہ کی کیا تجھے خبر نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا اے آدمی میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے نہ کھلایا عرض کرے گا الٰہی تجھے میں کیسے کھلاتا تو تو جہانوں کا رب ہے فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تو نے اسے نہ کھلایا کیا تجھے پتہ نہیں کہ اگر تو اسے کھلاتا تو

میرے پاس پاتا اے انسان میں نے تجھ سے پانی مانگا تو تو نے مجھے نہ پلایا عرض کرے گا مولا میں تجھے کیسے پلاتا تو تو جہانوں کا رب ہے فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تو نے اسے نہ پلایا اگر تو اسے پلاتا تو آج میرے پاس وہ پاتا

(مسلم 2569- 4661 كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَاب فَضْلِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ، مشکوۃ 1528)

شرح:

اس میں اشارۃً یہ فرمایا گیا کہ بندہ مؤمن بیماری کی حالت میں رب تعالیٰ سے اتنا قریب ہوتا ہے کہ اس کے پاس آنا گویا رب کے پاس ہی آنا ہے اور اس کی خدمت گویا رب کی اطاعت ہے بشرطیکہ صابر و شاکر ہو کیونکہ بیمار مؤمن کا دل ٹوٹا ہوتا ہے اور ٹوٹے دل بیار کا شانیا رہیں، حدیث قدسی ہے

"اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ لِاَجْلِیْ"

میں ٹوٹے دل والوں کے پاس ہوں۔ اس ترتیب سے معلوم ہو رہا ہے کہ بیمار پرسی اگلے اعمال سے افضل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر پہلے کیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقراء مساکین اللہ کی رحمت ہیں، ان کے پاس جانے، ان کی خدمتیں کرنے سے رب مل جاتا ہے تو اولیاء اللہ کا کیا پوچھنا ان کی صحبت رب سے ملنے کا ذریعہ ہے، مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا　　　او نشیند در حضور اولیا

قرآن کریم فرماتا ہے": وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا "لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا صفیلا فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ جو گنہگار تمہارے پاس آجائے وہ خدا کو پالے گا، مولانا کے شعر کا ماخذ یہ آیت اور یہ حدیث ہے۔

بخدا　خدا　کا　یہی　ہے　در
نہیں　اور　کوئی　مفر　مقر
جو　وہاں　سے　ہو　یہیں　آ کے　ہو
جو　یہاں　نہیں　تو　وہاں　نہیں
اللہ　اللہ　کیے　جانے　سے　اللہ　نہ　ملے
اللہ　والے　ہیں　جو　اللہ　سے　ملا　دیتے　ہیں

حدیث:196

اولیاء کرام کی محافل تلاش کرنا سنتِ ملائکہ ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا يَتَتَبَّعُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى يَمْلَئُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدُوا إِلَى السَّمَاءِ قَالَ فَيَسْأَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُولُونَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ فِي الْأَرْضِ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيُهَلِّلُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيَسْأَلُونَكَ قَالَ وَمَاذَا يَسْأَلُونِي قَالُوا يَسْأَلُونَكَ جَنَّتَكَ قَالَ وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِي قَالُوا لَا أَيْ رَبِّ قَالَ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِي قَالُوا وَيَسْتَجِيرُونَكَ قَالَ وَمِمَّ يَسْتَجِيرُونِي قَالُوا مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ قَالَ وَهَلْ رَأَوْا نَارِي قَالُوا لَا قَالَ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا

نَارِی قَالُوا وَیَسْتَغْفِرُونَکَ قَالَ فَیَقُولُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَأَعْطَیْتُهُمْ مَا سَأَلُوا وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوا قَالَ فَیَقُولُونَ رَبِّ فِیهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ إِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَیَقُولُ وَلَهُ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقَى بِهِمْ جَلِیسُهُمْ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کے کچھ فالتو فرشتے چلنے پھرنے گھومنے والے ہیں جو ذکر کی مجلسیں ڈھونڈتے رہتے ہیں جب کوئی ایسی مجلس پائیں جہاں ذکر ہو تو ذاکرین کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور بعض بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں حتی کہ ان لوگوں اور آسمان دنیا کے درمیان فضا بھر دیتے ہیں پھر جب لوگ بکھر جاتے ہیں تو وہ فرشتے آسمان پر پہنچ جاتے ہیں فرمایا کہ رب تعالٰی علیم و خبیر ہے مگر ان سے پوچھتا ہے کہاں سے آ رہے ہو تو وہ عرض کرتے ہیں ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آ رہے ہیں جو زمین میں تیری تسبیح تکبیر تہلیل کر رہے تھے اور تیری حمد و ثنا کرتے تھے تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے رب فرماتا ہے وہ مجھ سے مانگتے کیا تھے عرض کرتے ہیں تیری جنت مانگتے تھے فرماتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے عرض کرتے ہیں یارب نہیں فرماتا ہے اگر وہ میری جنت دیکھ لیں تو کیا ہو عرض کرتے ہیں مولا تیری پناہ مانگ رہے تھے فرماتا ہے کس چیز سے میری پناہ مانگتے تھے عرض کرتے ہیں تیری آگ سے فرماتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے عرض کرتے ہیں نہیں فرماتا ہے اگر میری آگ دیکھ لیں تو کیا ہو عرض کرتے ہیں تجھ سے معافی مانگ رہے تھے فرمایا رب فرماتا ہے میں نے انہیں بخش دیا جو مانگتے ہیں انہیں دے دیا اور جس سے پناہ مانگتے ہیں میں

نے اس سے انہیں بچا لیا فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں یارب ان میں فلاں بندہ بڑا گنہگار تھا وہ ان پر گزرتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا فرمایا رب فرماتا ہے میں نے اسے بھی بخش دیا وہ ایسی قوم ہے جن کا ہم نشین بھی بدنصیب نہیں ہوتا

(مسلم کِتَابُ الذِّکْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ *بَابُ فَضْلِ مَجَالِسِ الذِّکْرِ 4854- * 2689- مشکوٰۃ 2267)

شرح:

یعنی ذکر اللہ سننے نہ آیا تھا بلکہ کسی کام کو جا رہا تھا راستہ میں یہ مجلس نظر پڑی تو کچھ دیر کے لیے بیٹھ گیا یا کھڑے کھڑے کچھ ذکر سن لیا یہ عرض و معروض اس کو بخشوانے کے لیے ہے۔ معلوم ہوا کہ فرشتے ذاکرین کے بڑے خیر خواہ ہیں ہم کو بھی چاہیئے کہ ان کے لیے دعائے خیر کیا کریں، دلائل الخیرات میں بعض دعائیں فرشتوں کے لیے بھی آتی ہیں، ہمیں ان سے کام پڑتا ہے ان سے تعلق رکھنا چاہیئے۔

یعنی ان مجلس والوں کو تو ذکر کی وجہ سے بخش دیا اور اس گزرنے والے کو ان اچھوں کی صحبت کی برکت سے بخش دیا۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ نیک صحبت ساری عبادات سے افضل ہے دیکھو صحابہ کرام سارے جہان کے اولیاء سے افضل ہیں کیوں اس لیے کہ صحبت یافتہ جناب مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اصحاب کہف کا کتا بھی بہتر ہو گیا اولیاء کی صحبت کی برکت سے۔ مرقات نے فرمایا کہ اللہ کی صحبت اختیار کرو، اگر نہ ہو سکے تو اللہ کے پاس رہنے والوں کی صحبت کرو مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا ــــــ او نشیند در حضور اولیاء

جب عام ذاکروں کی مجلس کی یہ برکت ہے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک کیسی بابرکت ہوگی، ان کا نام لیوا بھی بدنصیب نہیں ہوتا۔ شعر

دیکھو ایک گنہگار ان ذاکرین کی مجلس میں
ایک آن کے لیے آیا تو بخشا گیا

تو جو حضرات سایہ کی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ان کی مغفرت میں شک کیسا ان کے متعلق رب تعالیٰ نے اعلان فرمادیا "وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى"۔

جنہوں پاکاں دی نسبت مل جائے اوہ جنتی اے
بھاویں کتا ہووے بیٹھا کوئی غار دے بوہے تے
نال کرم تیرے دے لوہا پیا تردا نال لکڑ جڑ کے
کتا پیا جنت وڑدا لڑ نیکاں دا پھڑ کے

حدیث: 197

اولیاءکرام کی طرف سفر کرنے کا ثبوت

عَنْ أَبِي سعيد الخدري رضي الله عنه أن نبي الله ﷺ قال: كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا، فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَاهِبٍ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَتَلَهُ فَكَمَّلَ بِهِ مِائَةً، ثُمَّ سَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَجُلٍ عَالِمٍ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ وَمَنْ يَحُولُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ. انْطَلِقْ إِلَى أَرْضِ كَذَا وَكَذَا فَإِنَّ بِهَا أُنَاسًا يَعْبُدُونَ اللَّهَ، فَاعْبُدِ اللَّهَ مَعَهُمْ، وَلَا تَرْجِعْ إِلَى أَرْضِكَ فَإِنَّهَا أَرْضُ سَوْءٍ. فَانْطَلَقَ حَتَّى إِذَا نَصَفَ الطَّرِيقَ أَتَاهُ الْمَوْتُ،

فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ، فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ: جَاءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وقالت مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ: إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، فَأَتَاهُمْ مَلَكٌ فِي صُورَةِ آدَمِيٍّ، فَجَعَلُوهُ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ: قِيسُوا مَا بَيْنَ الْأَرْضَيْنِ فَإِلَى أَيَّتِهِمَا كَانَ أَدْنَى فَهُوَ لَهُ، فَقَاسُوهُ، فَوَجَدُوهُ أَدْنَى إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي أَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ.

وفي رواية فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَقَرَّبِي وَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعَدِي وَقَالَ: قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا، فَوُجِدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں سے ایک شخص نے ننانوے قتل کیے پھر اس نے زمین والوں سے پوچھا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ اسے ایک بڑا راہب (عیسائیوں میں تارک الدنیا عبادت گذار) کا پتا بتایا گیا وہ شخص اس راہب کے پاس گیا اور یہ کہا کہ اس نے ننانوے قتل کیے ہیں کیا اس کی توبہ ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا نہیں اس شخص نے اس راہب کو بھی قتل کر کے سو کی گنتی پوری کر دی پھر اس نے زمین والوں سے پوچھا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو اس کو ایک عالم کا پتا دیا گیا اس شخص نے کہا کہ اس نے سو قتل کیے ہیں کیا اس کی توبہ ہو سکتی ہے؟ عالم نے کہا: ہاں! توبہ کی قبولیت میں کیا چیز حائل ہو سکتی ہے! فلاں فلاں جگہ جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں تم ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اپنی زمین کی طرف واپس نہ جاؤ کیونکہ وہ بُری جگہ ہے وہ شخص

روانہ ہوا جب وہ آدھے راستہ پر پہنچا تو اس کو موت نے آلیا، اور اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہوگیا رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ شخص توبہ کرتا ہوا اور دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوا آیا تھا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے بالکل کوئی نیک عمل نہیں کیا، پھر اُن کے پاس آدمی کی صورت میں ایک فرشتہ آیا، انھوں نے اس کو اپنے درمیان حَکم بنایا، اس نے کہا دونوں زمینوں کی پیائش کرو وہ جس زمین کے زیادہ قریب ہو اسی کے مطابق اس کا حکم ہوگا، جب انہوں نے پیائش کی تو وہ اس زمین کے زیادہ قریب تھا جہاں اس نے جانے کا ارادہ کیا تھا پھر رحمت کے فرشتوں نے اس پر قبضہ کرلیا۔(بخاری و مسلم)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے پس جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے نزدیک ہونے کا حکم دیا اور جس بستی سے وہ آیا تھا اسے دور ہونے کا حکم دیا پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کی جائے وفات سے دونوں بستیوں کا فاصلہ ماپ لو تو اس بستی سے ایک بالشت نزدیک نکلا چنانچہ اس کی مغفرت کردی گئی۔

(مسلم (۲۷۶۶) کتاب التوبۃ باب ان الحسنات بخاری (۳۴۷۰) مشکوٰۃ ۲۳۲۷)

اولیاءِ کرام کی وجاہت

اس حدیث سے اولیاء کرام کی اللہ کے ہاں وجاہت اور قدر و منزلت معلوم ہوئی، کہ اگر کوئی گنہگار ان کے پاس جا کر توبہ کرنے کا صرف ارادہ کرے، ابھی وہاں گیا نہ ہو اور توبہ نہ کی ہو تب بھی بخش دیا جاتا ہے تو جو لوگ ان کے پاس جا کر ان کے ہاتھ پر بیعت ہوں توبہ کریں اور ان کے وظائف پر عمل کریں، ان کے مرتبہ اور مقام کا کیا عالم ہوگا، اور یہ تو پہلی امتوں کے اولیاء کرام کی وجاہت ہے تو امت محمدیہ کے اولیاء کرام خصوصاً غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اللہ کے ہاں قدر و منزلت اور وجاہت کا کیا عالم ہوگا

اور جو مسلمان ان کے سلسلہ سے وابستہ ہیں ان کے لیے حصول مغفرت اور وسعت رحمت کی کتنی قوی اُمید ہوگی!

لیلۃ القدر کا بڑا مرتبہ ہے ایک رات میں عبادت کرلی جائے تو اس رات کی عبادت کا درجہ ایک ہزار راتوں کی عبادت سے زیادہ ہے، لیکن اگر کوئی اس رات کو پا کر عبادت نہ کرے تو اسے کوئی اجر نہیں ملے گا لیکن اولیاء اللہ کی کیا شان ہے کہ کوئی ان کے پاس جا کر عبادت اور توبہ نہیں کرتا صرف جانے کی نیت کرلیتا ہے تو بخش دیا جاتا ہے یہی حال کعبہ کا ہے، کوئی شخص کعبہ کی زیارت اور اس میں عبادت کرے گا تو اجر و ثواب ملے گا، اگر کعبہ تک نہیں پہنچا، تو اجر و ثواب نہیں ملے گا، پھر لیلۃ القدر اور کعبہ میں عبادت سے اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے بخشش کی ضمانت نہیں ہے، لیکن جو شخص اللہ والوں کے پاس جا کر توبہ کرنے کی نیت کرلے بخش دیا جاتا ہے۔

(شرح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی ج ۷ ص (۵۳۰)

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

یہ تو شان ہے اللہ کے ولی کی تو پھر اللہ کے نبی ﷺ کی کیا شان ہوگی اور پھر امام الانبیاء حبیب کبریا ﷺ کی کیا شان ہوگی

سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہے اُس کی رحمت بھی ہر جگہ ہے تو پھر اُس کو اولیاء کرام کی طرف کیوں بھیجا گیا معلوم ہوا کہ اولیاء رب کی رحمت کے اسٹیشن ہے اور رحمت الٰہی کا مظہر ہیں

ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا اُو نشیند درحضورِ اولیاء (مولانا روم)

حدیث:198

اولیاءِ کرام کے پاس حاضری دینے والا اللہ کا محبوب بن جاتا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ قَالَ أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ أُرِيدُ أَخًا لِي فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَإِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص نے اپنے بھائی سے دوسری بستی میں ملاقات کی اللہ تعالیٰ نے اس کے اوپر ایک فرشتہ مقرر کر دیا وہ بولا کہاں جاتا ہے اس نے کہا کہ اس بستی میں اپنے ایک بھائی کا ارادہ کرتا ہوں وہ بولا تیرا اس پر احسان ہے جسے تو حاصل کرنا چاہتا ہے بولا نہیں بجز اس کے کہ میں اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں فرشتہ نے کہا کہ میں تیری طرف اللہ کا قاصد ہوں کہ اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے جیسے تو نے اس سے محبت کی

(مسلم—4656—2567 كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَاب فِي فَضْلِ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ مشکوٰۃ 5007)

شرح:

یہاں ملاقات کرنے سے مراد ہے ملاقات کے لیے جانا ملاقات کا ارادہ کرنا، بھائی سے مراد ایمانی اسلامی بھائی ہے جس کو اللہ کے لیے بھائی بنایا ہو خواہ نسبی بھائی بھی ہو یا نہیں۔

یعنی اس سے میری محبت اس لیے ہے کہ وہ اللہ کا نیک بندہ ہے اور نیک بندوں کی محبت سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے بخشے ہوؤں کی ملاقات کرو کہ تم بھی بخشے جاؤ۔

اُٹھ جاگ فرید استیا توں خلقت ویکھن جا
مت کوئی بخشیا مل پوے توں بھی بخشیا جا

یعنی تیرا یہ عمل بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو گیا اور تیرا مقصد حاصل ہو گیا۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اللہ کے واسطے کسی سے محبت کرنا بہترین نیکی ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہے۔ تیسرے یہ کہ صالحین کی ملاقات ان کی زیارت کے لیے جانا بہت افضل ہے۔ چوتھے یہ کہ عام انسان فرشتہ کو شکلِ انسانی میں دیکھ سکتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کبھی حضرات اولیاء اللہ کے پاس فرشتہ کے ذریعہ پیغام بھیجتا ہے یہ درجہ الہام سے اوپر ہے۔ (مرقات) مگر یہ پیغام وحی نہیں کہ وحی حضرات انبیاء کے سواء کسی کو نہیں ہوتی۔

حدیث:199

اللہ کی محبت واجب کرنے والے امور

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ

روایت ہے حضرت معاذ ابن جبل سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری محبت میرے بارے میں محبت کرنے والوں اور میرے بارے میں بیٹھنے والوں ملاقات کرنے والوں اور میری راہ خرچ کرنے والوں کے لیے لازم ہو گئی

(موطا مالک كِتَاب الْجَامِعِ بَاب مَا جَاءَ فِي الْمُتَحَابِّينَ فِي اللّٰهِ 15 مشکوٰۃ 501)

شرح:

یعنی یہ نا ممکن ہے کہ کوئی شخص ان چار کاموں میں سے کوئی کام کرے اور اللہ تعالی اس سے محبت نہ کرے،اللہ کی راہ میں اس کے بندے سے محبت کی جائے اور خدا تعالی اس سے محبت نہ کرے،خدا کو سجدہ کرنا ہو تو کعبہ کی طرف سجدہ کرو،اگر رب تعالی سے محبت کرنا ہو تو اس کے بندوں سے محبت کرو یہ بندے محبت الٰہی حاصل کرنے کے لیے گویا کعبہ ہیں۔

حدیث:200

صالحین کی زیارت ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ

حضرت ابو رزین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

کیا تمہیں اس چیز کی اصل پر رہبری نہ کروں جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی پالو تم ذکر والوں کی مجلس اختیار کرو اور جب تم تنہائی میں ہو تو جہاں تک کر سکو اپنی زبان اللہ کے ذکر میں ہلاتے رہو اور اللہ کی راہ میں محبت کرو اور اللہ کی راہ میں عداوت کرو

اے ابو رزین کیا تمہیں خبر ہے کہ کوئی شخص اپنے گھر سے اپنے بھائی کی ملاقات کے لیے نکلتا ہے تو اسے ستر ہزار فرشتے پہنچاتے ہیں وہ تمام اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الٰہی اس نے تیری راہ میں جوڑا ہے تو اسے جوڑ دے تو اگر کر سکو کہ اپنے جسم کو اس میں مشغول کرو تو ضرور کرو۔ (بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا مشکوۃ 5025)

شرح:

اس سے مراد علماء دین اولیاء کاملین صالحین واصلین کی مجلسیں ہیں کیونکہ یہ مجلسیں جنت کے باغات ہیں جیسا کہ دوسری حدیث شریف میں ہے یہ مجلسیں خواہ مدرسے ہوں یا درس قرآن وحدیث کی مجلسیں یا حضرات صوفیاء کرام کی ذکر کی محفلیں یہ فرمان بہت جامع ہے جس مجلس میں اللہ کا خوف حضور کا عشق اور اطاعت رسول کا شوق

پیدا ہو وہ مجلس اکسیر ہے۔

یعنی اسے اس شخص کے گھر تک پہنچاتے ہیں یہ پہنچانا عزت افزائی کے لیے ہوتا ہے اور یہ پہنچانا دعا خیر کے ساتھ ہوتا ہے کہ اسے دعائیں دیتے جاتے اور ساتھ چلتے جاتے ہیں۔سبحان اللہ ! ممکن ہے کہ اس میں صالحین کی قبور کی زیارت بھی داخل ہو کہ وہ بھی محض اللہ کے لیے کی جاتی ہے۔

یعنی یہ عمل تھوڑا ہے مگر اس کے فائدے بہت لہذا اسے ہمیشہ کیا کرو۔بعض حضرات جب کسی مقبول بندے سے ملاقات کے لیے جاتے ہیں تو باوضو اور ذکر الٰہی کرتے جاتے ہیں۔

حدیث: 201

وصال کے بعد اولیاء کرام کے مزارات کی طرف سفر

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:امام حاکم نے کہا

سَمِعْتُ ابا علی النیسابوری یَقُوْلُ: کُنْتُ فِي غَمٍّ شَدِيْدٍ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّهُ يَقُوْلُ: صِرْ اِلٰى قَبْرِ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى وَاسْتَغْفِرْ وَسَلْ تُقْضَ حَاجَتُكَ فَأَصْبَحْتُ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَقُضِيَتْ حَاجَتِي

میں نے ابو علی نیشاپوری سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: میں ایک مرتبہ سخت غمگین تھا کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کا دیدار کیا آپ ﷺ نے فرمایا: "یحیی بن یحیی کی قبر پر جاؤ وہاں جا کر استغفار کرو اور سوال کرو تیری حاجت پوری ہو جائے گی"۔وہ فرماتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں نے یہ کام کیا یعنی ان کی قبر پر حاضری دی تو میری حاجت پوری ہوگئی۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۱ص۲۶۰)

تاجر کے دو بیٹے:

علامہ سخاوی بیان فرماتے ہیں کہ بلخ شہر میں ایک تاجر مالدار رہتا تھا اُس کے دو بیٹے تھے جب وہ تاجر فوت ہوا تو اُس کی جائیداد دونوں بیٹوں نے آدھی آدھی تقسیم کر لی لیکن اس خوش نصیب تاجر کے پاس رسول اللہ ﷺ کے تین بال مبارک بھی تھے جب موئے مبارکہ کی تقسیم کی باری آئی تو ایک بال مبارک بڑے لڑکے نے اور ایک چھوٹے نے لے لیا تیسرے موئے مبارک کے متعلق بڑے بھائی نے کہا ہم اس کو توڑ کر آدھا آدھا کر لیتے ہیں یہ سُن کر چھوٹے بھائی نے کہا اللہ کی قسم ایسا ہرگز نہیں کرنے دونگا کیونکہ حبیب خدا ﷺ کی شان عظیم اس سے بالاتر ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک کو توڑا جائے جب بڑے بھائی نے چھوٹے کی عقیدت دیکھی تو اُس نے کہا کہ تینوں موئے مبارک تو لے لے اور باپ کی ساری جائیداد مجھے دیدو چھوٹے نے کہا مجھے اور کیا چاہئے اس خوش بخت وخوش نصیب نے فانی دنیا کی ساری جائیداد بڑے بھائی کے حوالے کر دی اور (ابدی دولت) یعنی تینوں بال مبارک لے لئے اوران کو محفوظ جگہ ادب کے ساتھ رکھ دیا جب شوق آتا موئے مبارکہ کے سامنے درود پاک پڑھتا اور زیارت کرتا اللہ تعالیٰ بے نیاز کے دربار ایسی غیرت آئی کہ بڑے کا سارا مال دنوں میں ختم ہو گیا اور وہ مفلس وکنگال ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے چھوٹے بھائی کو موئے مبارکہ کی برکت سے دنیا کا مال بھی کثرت سے عطا کیا پھر وہ چھوٹا بھائی وہ عاشق رسول جب فوت ہوا تو کسی نیک آدمی نے اُس لڑکے کو اور نبی رحمت ﷺ کو خواب میں دیکھا اور نبی کریم ﷺ نے اس خواب دیکھنے والے کو فرمایا: لوگوں میں اعلان کر دے کہ

مَنْ کَانَتْ لَهُ اِلَى اللهِ حاجةٌ فَلْيَأتِ قَبْرَ فُلانٍ هذا وَيَسْأَلُ اللهَ قَضَاءَ حَاجَتِهِ

جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو وہ اس (موئے مبارکہ والے) کی قبر پر آئے اور یہاں آ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے چنانچہ اس اعلان کے بعد لوگ

قصد کر کے اس عاشق رسول ﷺ کی قبر پر آتے اور پھر معاملہ یہاں تک پہنچ گیا جو کوئی اس قبر والے علاقے سے گزرتا سواری سے اُتر کر پیدل چلتا (ادب وتعظیم) کے لئے۔

(القول البدیع علامہ سخاوی ص ۱۸۸، سعادۃ الدارین علامہ نبہانی ص-۱۲۲، البرحان ص ۱۰۳-۱۰۴، آب کوثر-۲۳۰-۲۳۲)

اور نزہۃ المجالس میں ہے کہ بڑے بھائی کا مال جب ختم ہو گیا اور وہ بالکل فقیر ہو گیا تو اُس نے خواب میں رسول اکرم ﷺ کو دیکھا اور اپنی حالت کی شکایت کی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے بدنصیب تو نے بال مبارک کو دنیا پر ترجیح دی اور تیرے بھائی نے وہ موئے مبارک لے لئے اور جب وہ ان مبارک بالوں کو دیکھتا ہے تو مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ نے اُس کو دونوں جہانوں میں نیک بخت اور سعید کر دیا ہے تب وہ بیدار ہوا تو چھوٹے بھائی کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس کے خادموں میں شامل ہو گیا۔

(نزہۃ المجالس علامہ عبدالرحمٰن صفوری ص ۱/۱۱۱)

معلوم ہوا کہ جو نبی کریم ﷺ کی اور آپ کے تبرکات کی تعظیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو بھی قابل تعظیم اور ولی بنا دیتا ہے اور اس کی بارگاہ میں حاضری سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں

صدائیں درودوں کی آتی رہیں گی
مرا سن کے دل شاد ہوتا رہے گا
خدا آباد رکھے اہل نظر کو
محمد ﷺ کا میلاد ہوتا رہے گا
گدا ہے جو شاہِ اُمم کی گلی کا
اُسے کوئی طعنہ نہ دے مفلسی کا
وہ اُجڑا نہیں ہے کرم ہے سخی کا
حقیقت میں وہ آباد ہوتا رہے گا

امام شافعی کا عقیدہ

امام شافعی فرماتے ہیں:

اِنِّی لَاَتَبَرَّکُ بِاَبِی حَنِیْفَۃَ وَاَجِیْءُ اِلٰی قَبْرِہٖ فَاِذَا عَرَضَتْ لِی حَاجَۃٌ
صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَسَاَلْتُ اللّٰہَ تَعَالٰی عِنْدَ قَبْرِہٖ فَتُقْضٰی سَرِیْعًا

میں امام ابوحنیفہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور ان کی قبر کے پاس اللہ سے سوال کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔ (ردالمحتار، تاریخ بغداد)

قبور اولیاء کی طرف سفر مخالفین کی زبان سے

مولوی ابراہیم غیر مقلد سیالکوٹی کا شاگرد عبدالمجید سوہدروی لکھتا ہے: صوفی حبیب الرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۱۰ء میں جب حضرت ضیاء معصوم صاحب مرشد امیر حبیب اللہ خاں کابل پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کے لئے قاضی سلیمان منصورپوری کو اپنے ساتھ لے لیا۔ حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر مراقبہ کے لئے بیٹھے تو قاضی جی نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو ان سے الگ ہو جانا چاہئے۔ ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا: سلیمان بیٹھے رہو، ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے۔ صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی صاحب نے بعض دوستوں سے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں بلکہ بیداری ہے۔ (کرامات اہل حدیث کرامات قاضی سلیمان)

اس سے پتہ چلا کہ اللہ والے زندہ ہوتے ہیں قبر سے باہر بھی آ سکتے ہیں دلوں کی باتیں تک جان لیتے ہیں اور ان کی قبور کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔ اگر یہ امور شرکیہ ہیں تو سب سے پہلے فتویٰ ان کے اپنے اکابر پر لگے گا۔

بچ گئے تم اور نہ ساتھی تمہارے اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

حدیث: 202

زیارت قبور سے ممانعت والی حدیث منسوخ ہے

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کُنْتُ نَهَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا

میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو۔

(مسلم حدیث ۹۷۷ مشکوٰۃ حدیث: ۱۷۶۲ کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور)

اس سے ہر طرح زیارت قبور کا جواز معلوم ہوا خواہ روزانہ ہو یا سال کے بعد اور خواہ تنہا زیارت کی جائے یا جمع ہو کر اب اپنی طرف سے اس میں قیود لگانا کہ مجمع کے ساتھ زیارت کرنا منع ہے سال کے بعد مقرر کر کے زیارت کرنا منع ہے محض لغو ہے معین کر کے ہو یا بغیر معین کے ہر طرح جائز ہے۔ (جاءالحق ص: ۳۴۳)

فـــــــ امر مطلق ہو لہذا مسلمانوں کو زیارت قبر کے لئے سفر کرنا بھی جائز ہے جب ہسپتالوں اور حکیموں کے پاس سفر کر کے جا سکتے ہیں تو مزارات اولیاء پر بھی سفر کر کے جا سکتے ہیں کہ ان کی قبور روحانی ہسپتال ہیں، نیز اگر کہیں قبر پر لوگ ناجائز حرکتیں کرتے ہوں تو اس سے زیارت قبور نہ چھوڑے، ہو سکے تو ان حرکتوں کو بند کرے کیونکہ فَزُوْرُوْا امر مطلق ہے، دیکھو حضور ﷺ نے ہجرت سے پہلے بتوں کی وجہ سے کعبہ کو نہ چھوڑا بلکہ جب موقع ملا بت نکال دیئے آج بھی لوگ نکاح میں ناجائز حرکتیں کرتے ہیں مگر اس کی وجہ سے نہ نکاح بند کئے جاتے ہیں نہ وہاں کی شرکت، نکاح بھی سنت مطلقہ ہے اور زیارت قبور بھی سنت مطلقہ نکاح و زیارت قبور دونوں کے لئے سفر بھی درست ہے اور ناجائز امور کی وجہ سے ان میں شرکت ممنوع نہیں۔ (مراۃ جلد ۲ ص: ۵۴۴)

زیارت قبور کے احکام اور انبیاء و اولیاء کرام کے وسیلہ سے دعا کرنا

علامہ ابن الحاج فرماتے ہیں:

عام مسلمانوں کی قبروں پر صرف دعائے مغفرت کریں صلحاء امت کی قبور پر اپنی حاجات میں فقط ان کا وسیلہ پیش کریں، اور انبیاء علیہ السلام کی قبور پر جا کر ان سے اپنی حاجات میں شفاعت کے لئے درخواست کریں اور جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو شفاعت کے علاوہ آپ سے اپنی حاجات عرض کریں اور مدد طلب کریں۔

(مدخل، ج:۱، ص:۲۱۱-۲۱۷) شرح مسلم، جلد:۲، ص:۸۴۴)

آج سے سات سو سال قبل کے عالم و فقیہ علامہ ابن حاج مالکی متوفی ۷۳۷ھ کا نظریہ جو علماء متشددین میں شمار ہوتے ہیں وہ اپنی کتاب ,,مدخل،، میں زیارت قبور کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں: اموات کو سلام کرنے کے بعد یہ دعا کرے اللّٰھم اغفرلنا ولھم سے کم یا زیادہ کہنے کی بھی گنجائش ہے اور مقصد یہ ہے کہ ان کے لئے دعا میں خوب کوشش کرے، کیونکہ وہ لوگوں میں دعا کے سب سے زیادہ محتاج ہیں کیونکہ اُن کے عمل کا سلسلہ اب منقطع ہو چکا ہے، پھر میت کے قبلہ کی جانب بیٹھ جائے اور اُسے اختیار ہے کہ میت کے پیروں کی جانب بیٹھے یا چہرہ کی جانب پھر اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرے پھر نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھے پھر جس قدر ہو سکے میت کے لئے دعا کرے، اسی طرح جب کسی شخص پر یا مسلمانوں پر کوئی افتاد یا مصیبت آ پڑے تو ان قبروں کے پاس آ کر دعا کرے اور اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو دور کرے یہ عام قبروں کی زیارت کا طریقہ ہے۔

زیارت قبور علماء و صالحین کے احکام

اور اگر کسی مقبول بندے کا مزار ہو جس کی برکت کی اُمید ہو تو اللہ کی جناب میں اُس مزار کا وسیلہ پیش کرے، پہلے اللہ کی جناب میں حضور اقدس ﷺ کا وسیلہ پیش

کرے کیونکہ توسل میں سب سے عمدہ آپ کی ذاتِ مقدسہ ہے۔ آپ کا وسیلہ پیش کرنے کے بعد آپ کے تمام صالح پیروکاروں کا وسیلہ پیش کرے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قحط پڑا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ پیش کیا اور دعا کی: اے اللہ پہلے ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کا وسیلہ پیش کرتے تھے تو تو ہم پر بارش نازل فرماتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے عمِ محترم کا وسیلہ پیش کر رہے ہیں ہم پر بارش نازل فرما تو مسلمانوں پر بارش ہو جاتی تھی۔ (بخاری حدیث:۱۰۱۰)

پھر اپنی حاجات کے پورا ہونے میں اور اپنے گناہوں کی مغفرت میں قبرستان کے صالح بزرگوں کا وسیلہ پیش کرے پھر اپنی ذات کے لئے اور اپنے والدین اپنے اساتذہ اور اپنے شیخ کے لئے اور اپنے رشتہ داروں کے لئے اور اس قبرستان کے اموات کے لئے اور عام مسلمان اموات کے لئے اور قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے دعا کرے اور اس قبرستان کے اموات کا بکثرت وسیلہ پیش کرے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں چنا اور فضیلت و کرامت بخشی

فَکَمَا نَفَعَ بِهِمْ فِی الدنیا فَفِی الاخرةِ اَکْثَرُ

پس جس طرح اُس نے دنیا میں ان کے ذریعہ فائدہ پہنچایا آخرت میں اس سے زیادہ نفع پہنچائے گا۔

فَمَنْ اَرَادَ حَاجَةً فَلْیَذْهَبْ اِلَیْهِمْ وَیَتَوَسَّلْ بِهِمْ فَاِنَّهُمْ الْوَاسِطَةُ بَیْنَ اللّٰهِ تعالی وَخَلْقِهِ

اور جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو اُسے چاہیے قبرستان جائے اور اُن وسیلے سے دعا کرے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہیں۔

وَقَدْ تَقَرَّرَ فِی الشَّرْعِ وَعُلِمَ مَا لِلّٰهِ تعالی بِهِمْ مِنَ الْاِعْتِنَاءِ وَذَالِکَ کَثِیْرٌ مَشْهُوْرٌ وَمَازَالَ النَّاسُ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْاَکَابِرِ کَابِرًا عَنْ کَابِرٍ مَشْرِقًا وَمَغْرِبًا یَتَبَرَّکُوْنَ بِزِیَارَةِ قُبُوْرِهِمْ وَیَجِدُوْنَ بَرَکَةَ ذٰلِکَ حِسًّا وَمَعْنًی

اور یہ چیز شریعت میں ثابت ہے اور تمام دنیائے اسلام میں شرق سے لے کر غرب تک تمام علماء اور اکابر مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرتے ہیں اور ان سے برکت حاصل کرتے ہیں اور ان کی برکات سے ظاہری اور باطنی فیض یاب ہوتے ہیں۔

امام ابو عبداللہ بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب سفینۃ النجاۃ میں یوں لکھتے ہیں:

تَحَقَّقَ لِذَوِی الْبَصَائِرِ وَالْاِعْتِبَارِ اَنَّ زِیَارَةَ قُبُوْرِ الصَّالِحِیْنَ مَحْبُوْبَةٌ لِاَجْلِ التَّبَرُّکِ مَعَ الاعتبارِ فَاِنَّ بَرَکَةَ الصالحینِ جاریةٌ بَعْدَ مَمَاتِهِمْ کَمَا کَانَتْ فِی حَیَاتِهِمْ والدعاءُ عِنْدَ قبورِ الصَّالِحِیْنَ وَالتَّشَفُّعُ بِهِمْ مَعْمُوْلٌ بِهٖ عِنْدَ عُلَمَاءِ الْمُحَقِّقِیْنَ مِنْ اَئِمَّةِ الدِّیْنِ۔

"اصحاب بصائر واعتبار کے نزدیک یہ امر ثابت ہے کہ صالحین کی قبروں کی زیارت بغرض تبرک وحصول عبرت پسندیدہ ہے۔ کیونکہ صالحین کی برکت ان کی موت کے بعد اسی طرح جاری ہے جیسا کہ اُن کی زندگی میں تھی۔ اور صالحین کی قبروں پر دعا کرنا اور اُن سے شفاعت طلب کرنا ائمہ دین اور علمائے محققین کا معمول رہا ہے۔

جس شخص کو صالحین کی قبروں کے پاس جانے کی ضرورت ہو وہ ان کے مقابر

پر جائے اور اُن کا وسیلہ پیش کرے یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: تین مسجدوں کے سوا سامانِ سفر نہ باندھا جائے مسجد حرام مسجد اقصیٰ اور میری مسجد۔ کیونکہ امام غزالی نے احیاء العلوم کے آداب سفر میں بیان فرمایا ہے کہ عبادات کے لئے سفر کیا جائے مثلاً جہاد اور حج کے لئے اور اس کے بعد فرمایا: کہ اس میں انبیاء علیہم السلام، صحابہ، تابعین اور تمام علماء اور اولیاء اللہ کی قبروں کے لئے سفر کرنا بھی داخل ہے اور ہر وہ شخص جس کی زیارت اور اُس سے برکت حاصل کرنے کے لئے اُس کی زندگی میں سفر کرنا جائز ہے اُس کی موت کے بعد اُس کی قبر کی زیارت کے لئے بھی سفر کرنا جائز ہے اور حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مساجد کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کے لئے سامانِ سفر نہ باندھا جائے۔

زیارت قبور انبیاء ورسل علیہم السلام کے احکام

علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں: ہم نے جو یہ احکام بیان کئے ہیں یہ علماء اور صالحین کی قبروں کے احکام ہیں اور انبیاء اور رسل علیہم السلام کے احکام یہ ہیں انبیاء اور رسل علیہم السلام کی قبروں کی زیارت کرنے والا مسافت بعیدہ سے ان کی زیارت کا قصد متعین کر کے چلے اور جب ان کے مزار پر پہنچے تو انتہائی ذلت، عاجزی، فقر وفاقہ اور نہایت خضوع وخشوع کے ساتھ آئے اور حضور قلب کے ساتھ حاضر ہو اور سر کی آنکھ سے ان کا مشاہدہ نہ کرے دل کی آنکھ سے انہیں دیکھے کیونکہ ان کے اجسام مبارکہ بوسیدہ ہوتے ہیں نہ متغیر ہوتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی وہ ثنا کرے جو اس کی شان کے لائق ہے پھر ان پر صلوات بھیجے پھر ان کے تمام اصحاب اور قیامت تک اُن کے تابعین کے لئے رضوان اور رحمت کی دعا کرے پھر اپنی حاجات کی تکمیل اور اپنے گناہوں کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرے پھر ان سے شفاعت طلب کرے اور اپنی حاجات ان پر پیش کرے اور ان کی برکت سے دعا کی مقبولیت پر یقین رکھے اور اس

باب میں اپنا حسنِ ظن قوی رکھے کیونکہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا کھلا ہوا دروازہ ہیں اور اللہ سبحانہ کی یہ عادت جاری رہی ہے کہ وہ اپنے نبیوں کے ہاتھوں سے اور ان کے واسطے اور سبب سے بندوں کی حاجتوں کو پورا فرماتا ہے اور جو شخص خود انبیاء علیہم السلام کے مزارات مقدسہ تک نہ پہنچ سکے وہ ان کی بارگاہ میں سلام بھیجے اور اپنی حاجات اور اپنے گناہوں کی مغفرت اور اپنے عیوب کی پردہ پوشی کے لئے ان سے شفاعت کی درخواست کرے کیونکہ وہ کریم بزرگ ہیں اور جو شخص کریموں سے سوال کرتا ہے یا اُن کا وسیلہ پیش کرتا ہے یا اُن کی پناہ میں آتا ہے یا ان کا ارادہ کرتا ہے وہ ان کو مسترد نہیں کرتے۔

زیارت قبر سید الانبیاء والمرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کے احکام

علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں: یہ گفتگو تو عام انبیاء اور مرسلین کے مزارات مقدسہ کی زیارت سے متعلق تھی اور خصوصاً حضور سید الانبیاء والمرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کے روضہ اطہر کی زیارت کے احکام یہ ہیں:

انبیاء علیہم السلام کی قبور کی زیارت کے جو احکام بیان کئے گئے ہیں حضور سید المرسلین ﷺ کی قبر انور کی زیارت کے وقت یہ احکام دوگنے چوگنے ہو جائیں گے یعنی زائر جب حاضر ہو تو انتہائی ذلت، انکسار اور عاجزی سے حاضر ہو کیونکہ آپ شافع و مشفع ہیں آپ کی شفاعت کبھی رد نہیں ہوتی اور جو شخص آپ کی زیارت کا قصد کرے وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا نہ وہ شخص جو آپ کا مہمان ہو، نہ وہ جو آپ سے شفاعت اور مدد طلب کرے کیونکہ نبی ﷺ دائرہ کمال کے مرکز ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مملکت کے عروس ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لقد رای من آیات ربه الکبری﴾ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ ہمارے علماء نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ آپ نے شب معراج اپنی ذات شریف کی صورت کو دیکھا تو ناگاہ آپ عروس مملکت تھے لہٰذا جو شخص آپ کا دامن

پکڑتا ہے آپ سے توسل کرتا ہے آپ سے شفاعت طلب کرتا ہے یا آپ سے اپنی حاجات طلب کرتا ہے وہ کبھی ناکام اور نامراد نہیں ہوتا کیونکہ مشاہدہ اور آثار سے اسی طرح ثابت ہے۔

ہمارے علماء نے آپ کی زیارت کا قاعدہ کلیہ یہ بیان کیا ہے

وَقَدْ قَالَ عُلَمَاؤُنَا رحمةُ اللّٰهِ عليهما إِنَّ الزَّائِرَ يَشْعُرُ نَفْسَهُ بِأَنَّهُ وَاقِفٌ بَيْنَ يَدَيْهِ عليه الصلاةُ والسلامُ كَمَا هُوَ فِي حَيَاتِهِ إِذْ لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهِ وَحَيَاتِهِ صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فِي مُشَاهَدَتِهِ لِأُمَّتِهِ وَمَعْرِفَتِهِ بِأَحْوَالِهِمْ وَنِيَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَذَلِكَ عِنْدَهُ جَلِيٌّ لَا خِفَاءَ فِيهِ

کہ آپ کی زیارت کرنے والا یہ سمجھے کہ وہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہے کیونکہ آپ کی حیات و موت میں کوئی فرق نہیں یعنی آپ اسی طرح اُمت کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ اُن کے احوال، اُن کی نیات اُن کے ارادوں اور دل میں آنے والے خیالوں کو جانتے ہیں اور یہ بات بالکل ظاہر ہے اور اس میں کوئی خفا نہیں۔

علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں: اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ یہ صفات تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو مسلمان بھی آخرت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے تو وہ بالعموم زندوں کے احوال پر مطلع ہوتا ہے۔ چنانچہ حکایتوں میں نہایت کثرت سے ایسے واقعات مذکور ہیں اور احتمال ہے کہ مردوں کو زندوں کے حالات کا علم اس وقت ہو جاتا ہو جب کہ اُن پر زندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اس کے سوا اور بھی احتمال ہے۔ یہ چیزیں ہم سے پوشیدہ ہیں حالانکہ خود حضور ﷺ نے خبر دی ہے کہ

زندوں کے اعمال مُردوں پر پیش ہوتے ہیں (جامع صغیر حدیث:۳۳۱۶)

پس اس کے وقوع میں شک نہیں مگر ہمیں اس کی کیفیت معلوم نہیں خدا کو خوب معلوم ہے اور اس کے بیان میں حضور ﷺ کا یہ قول کافی ہے "مومن خدا کے نور سے دیکھتا ہے"

(ترمذی حدیث:۳۱۲۷ کتاب التفسیر سورۃ الحجر)

اور خدا کے نور کے لئے کوئی چیز حجاب نہیں یہ تو زندہ مومنوں کے حق میں ہے۔ان میں سے جو دارِ آخرت میں چلا جاتا ہے۔اس کا کیا حال ہوگا۔

امام ابو عبداللہ قرطبی نے اپنی کتاب تذکرہ میں یوں فرمایا ہے:

عبداللہ بن مبارک راوی ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے ہمیں خبر دی کہ منہال بن عمرو نے سعید بن مسیب کو سنا کہ فرماتے تھے

لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ إِلَّا وَتُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اَعْمَالُ أُمَّتِهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً فَيَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ وَأَعْمَالِهِمْ

کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ امت کے اعمال صبح و شام نبی ﷺ پر پیش نہ کئے جاتے ہوں پس حضور ﷺ ان کو ان کے چہروں سے اور ان کے اعمال سے پہچانتے ہیں۔

اسی واسطے آپ اپنی امت پر شہادت دیں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيْدًا

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے۔ (سورہ نساء:۴۱)

اور پہلے آچکا ہے

تُعْرَضُ الأَعْمَالُ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ عَلَى اللهِ وَتُعْرَضُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ وَعَلَى الآبَاءِ وَالْأُمَّهَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

کہ اعمال اللہ تعالیٰ پر پیر اور جمعرات کو پیش ہوتے ہیں اور پیغمبروں اور باپوں پر اور ماؤں پر جمعہ کے دن پیش ہوتے ہیں (جامع صغیر حدیث:۳۳۱۶)

اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ اعمال کا ہر روز پیش ہونا ہمارے نبی ﷺ سے مختص ہو اور جمعہ کے دن پیش ہونا حضور سے اور دوسرے پیغمبروں سے مخصوص ہو۔

پس نبی کریم ﷺ کا وسیلہ پیش کرنے سے گناہ جھڑتے ہیں اور خطائیں معاف ہوتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کی جو عظمت ہے اس کے مقابلہ میں کوئی گناہ عظیم نہیں ہے اس لئے زیارت کرنے والا خوش ہو۔اور جو زیارت کے لئے حاضر نہ ہو سکا وہ حضور کو شفیع بنا کر خدا کی پناہ لے اے اللہ! اپنے نبی کے توسل سے ہمیں نبی ﷺ کی شفاعت سے محروم نہ کرنا اور جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ محروم ہے کیا اس نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (نساء آیت:۶۴)

جو شخص زیارت کے لئے آئے وہ دروازے پر کھڑا ہو اور آپ کا وسیلہ پیش کرے تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے جو آپ کے پاس آیا اور توبہ کی اور آپ سے شفاعت طلب کی اور آپ نے اس کی شفاعت کردی تو اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا اور

اس بات کی حقانیت سے صرف وہی شخص انکار کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا معاند ہو نعوذ باللہ من ذلک۔

(علامہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد المشہور بابن الحاج متوفی ۷۳۷ مدخل ج ۱ ص: ۲۱۱-۲۱۷)

(سیرت رسول عربی ص: ۸۳۰) مطبوعہ مصر، شرح مسلم سعیدی ج ۲ ص: ۸۱۹-۸۲۴

(پردوں کی دنیا، از اعلیٰ حضرت ص: ۱۱۶)

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں

يَا مَالِكِيْ كُنْ شَافِعِيْ فِي فَاقَتِيْ   إِنِّيْ فَقِيْرٌ فِي الْوَرٰى لِغِنَاكَ

اے میرے مالک و مولا بحالت فقر میرے شفیع ہو جایئے کیونکہ ساری مخلوق میں آپ کی غنا کا سب سے زیادہ محتاج میں ہی ہوں۔

يَا أَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى   جُدْ لِيْ بِجُوْدِكَ وَارْضِنِيْ بِرِضَاكَ

اے تمام موجودات سے بزرگ ترین اے خزانۂ مخلوقات مجھے اپنی بخشش و عطا سے نوازیئے اور اپنی رضامندی سے راضی کیجئے۔

أَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ   لِأَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْأَنَامِ سِوَاكَ

میں آپ کے جود و کرم کا دل سے طلب گار رہوں کہ اس جہان میں ابو حنیفہ کے لئے آپ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ (قصیدہ نعمان)

حدیث: 203

بعد از وصال وسیلہ کا ثبوت

عن مالک الدار رضی اللّٰہ عنہ وکان خازنُ عُمَرَ علی الطعام قال: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنہ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! اسْتَسْقِ اللّٰهَ

لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا فَأَتَاهُ رسولُ الله ﷺ فِي الْمَنَامِ فقالَ: ائْتِ عُمَرَ فَاقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ مُسْقَوْنَ.

وهذا إسناده صحيح

قال الحافظ ابن حجر: وروى ابن شيبة بإسناد صحيح وقد سيف في الفتوح: أن الذى راى في المنام المذكور هو بلال بن حارث المزنى أحد الصحابة قال ابن حجر إسناده صحيح

(فتح الباری، جلد ۲، ص: ۴۱۵، صحیح البخاری، کتاب الاستسقاء)

حافظ ابو بکر بیہقی چند واسطوں سے فرماتے ہیں کہ حضرت مالک الدار جو حضرت عمر کے وزیر خوراک تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک بار لوگوں پر قحط آ گیا ایک صحابی (حضرت بلال بن حارث مزنی) رسول اللہ ﷺ کی قبر پر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اپنی امت کے لئے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیجئے کیونکہ وہ (قحط سے) ہلاک ہو رہے ہیں، نبی کریم ﷺ اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: عمر کے پاس جاؤ اُن کو سلام کہو اور یہ خبر دو کہ تم پر یقیناً بارش ہوگی۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں سیف نے فتوح میں روایت کیا ہے کہ جس شخص نے یہ خواب دیکھا تھا وہ یکے از صحابہ حضرت بلال بن حارث مزنی تھے رضی اللہ عنہ

(فتح الباری جلد ۲ ص ۴۱۵ صحیح البخاری کتاب الاستسقاء، مصنف ابن ابی شیبہ، ج: ۱۲، ص: ۳۲، البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۹۱ حوادث عام ثمانیہ عشر، المفاہیم مترجم از سید علوی مالکی، ص: ۱۵۲)

اس حدیث کو حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر اور دونوں نے سنداً صحیح قرار دیا ہے اور ان دونوں کی تصحیح کے بعد کسی تردد کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور نہ کسی کا انکار در خور اعتناء ہے

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

ہر سال صالحین کے مزارات کی زیارت کے لئے جانا ان کو سلام پیش کرنا اور ان کی تحسین کرنا نبی کریم ﷺ اور خلفاء راشدین کی سنت ہے۔اوران کے لئے ایصال ثواب کرنا اوران کے وسیلہ سے دعا کرنا اوران سے شفاعت کی درخواست کرنا بھی صحابہ کرام کی سنت ہے اور حدیث صحیحہ سے ثابت ہے اور ہمارے نزدیک عرس منانے کا یہی طریقہ ہے۔باقی اب جو لوگوں نے اس میں اپنی طرف سے اضافات کر لئے ہیں، وہ بزرگانِ دین کی نذر اور منت مانتے ہیں اور ڈھول، باجوں گاجوں کے ساتھ جلوس کی شکل میں ناچتے گاتے ہوئے اوباش لڑکے چادر لے کر جاتے ہیں اور چادر چڑھانے کی بھی منت مانی جاتی ہے اور مزارات پر سجدے کرتے ہیں اور مزار کے قریب میلہ لگتا ہے اور مزامیر کے ساتھ گانا بجانا ہوتا ہے اور موسیقی کی ریکارڈنگ ہوتی ہے تو یہ تمام امور بدعت سیئہ قبیحہ ہیں۔علماء اہل سنت وجماعت ان سے بری اور بیزار ہیں یہ صرف جہلاء کا عمل ہے اور ہم اللہ تعالی سے اُن کی ہدایت کی دعا کرتے ہیں۔(تبیان القرآن جلد۲ص:۲۰۳)

باب 19:

گیارھویں شریف

گیارھویں شریف ایصال ثواب کا نام ہے اس کے دلائل بھی وہی ہیں جو ایصال ثواب کے ہیں ایصال ثواب کے متعلق متعدد آیات اور تقریباً ڈیڑھ سو احادیث بیان ہو چکی ہیں ماننے والوں کے لئے ایک حدیث بھی کافی ہوتی ہے منکروں کے لئے دفتر بھی بیکار ہیں۔

مردِ ناداں پہ کلامِ نرم ونازک بے اثر

گیارھویں شریف کو حرام کہنا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے

جو لوگ ایصال ثواب یا گیارھویں شریف کو حرام کہتے ہیں وہ اس آیت پر نظر رکھیں۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

اور نہ کہو اُسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اُن کا بھلا نہ ہوگا۔ تھوڑا برتنا ہے اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔(سورۃ النحل آیت ۱۱۶-۱۱۷)

یعنی حلال وحرام اپنی طرف سے نہ بناؤ رب کی ہر چیز حلال ہے۔سوا ان چیزوں کے جسے اللہ ورسول عزوجل وﷺ نے حرام فرمادیا اس سے معلوم ہوا کہ بغیر دلیل کسی چیز کو حرام کہہ دینا اللہ پر جھوٹ ہے جو میلاد شریف کی شرینی اور فاتحہ کے کھانے کو بغیر ثبوت حرام کہتے ہیں وہ جھوٹے ہیں یہ تمام چیزیں حلال ہیں کیونکہ انہیں اللہ ورسول عزوجل وﷺ نے حرام نہ فرمایا۔(تفسیر نور العرفان ص:۴۴۷)

رب تعالیٰ فرماتا ہے

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا

وہی (اللہ) ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے(سورۃ بقرہ:۲۹)

اس سے معلوم ہوا کہ تمام قابلِ نفع چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں یعنی جس کو اللہ ورسول عزوجل وﷺ حرام نہ فرمائیں وہ حلال ہے کیونکہ ہر چیز ہمارے نفع کے لئے ہے حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں حرام نہ ہونا ہی اس کی حلت کی دلیل ہے۔(تفسیر نور العرفان ص:۸)

کسی چیز کو مکروہ تنزیہی کہنے کے لئے بھی دلیل کی ضرورت ہے

علامہ شامی m لکھتے ہیں:

البحرالرائق میں نماز عید کے باب میں کھانے کے مسئلہ میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ مستحب کو نہ کرنے سے کسی چیز کا مکروہ تنزیہی ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ مکروہ تنزیہی کے لئے بھی مخصوص دلیل کی ضرورت ہے کیونکہ کراہت ایک حکم شرعی ہے اور یہ حکم بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوگا۔(ردالمحتار ج ا ص:٦١١)

غور فرمائے کہ جب مکروہ تنزیہی بھی بغیر دلیل ثابت نہیں ہوتا تو بغیر دلیل کے کسی چیز کو حرام کہہ دینا کتنی بڑی جراءت ہے بلکہ مداخلت فی الدین ہے۔

تمام مکاتب فکر کے متفق علیہ محدث شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قَدِ اشْتَهَرَ فِي دِيَارِنَا هٰذَا الْيَوْمُ الْحَادِيْ عَشَرَ وَهُوَ الْمُتَعَارِفُ عِنْدَ مَشَائِخِنَا

گیارھویں شریف ہمارے ملک میں مشہور ہے اور یہی ہمارے مشائخ کا معمول ہے

(ماثبت بالسنۃ ص ٣٢٨)

حدیث: 204

رسول اللہ ﷺ کا گوشت تقسیم فرمانا

عن عائشة رضي الله عنها قالت: مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلَكِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ شَاةً ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہ پر اتنا رشک نہیں آیا تھا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر حالانکہ میں نے انہیں

دیکھا نہیں تھا لیکن نبی کریم ﷺ اکثر ان کا ذکر فرماتے رہتے تھے اور جب آپ بکری ذبح کرتے پھر اس کے اعضا کاٹتے پھر وہ جناب خدیجہ کی سہیلیوں کے لئے بھیجتے

(بخاری حدیث ٣٨١٨ کتاب مناقب الانصار مسلم حدیث: ٢٤٣٥، مشکوۃ حدیث ٦١٨٦)

شاہ رفیع الدین محدث دہلوی اسی حدیث کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں:

نذر کی دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی حاکم یا زمیندار کسی صلہ کے طور پر یا کسی بزرگ یا قریبی میت کی خوشنودی اور ثواب کے لئے وقت مقرر کردے (جیسا کہ گیارھویں شریف ہر ماہ کی جاتی ہے) یا سالانہ یا ششماہی وغیرہ اس کے نام پر مقرر کردے تو نذر کی یہ قسم بھی جائز ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے صدائق میں اکثر گوشت اور کھانا بھیجتے رہتے تھے (رسالہ نذر اولیاء)

گیارھویں کی حقیقت کیا ہے اور یہ حلال ہے یا حرام؟

آیئے سب سے پہلے میں آپ کو یہ بتادوں کہ گیارھویں کسے کہتے ہیں

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک ١١ ربیع الثانی ٥٦١ھ کو ہوا اسی مناسبت سے وہ پاک وہند میں ,,گیارھویں والے پیر،، کے نام سے مشہور ہیں اب جو مسلمان بھی حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ایصال ثواب کرتا ہے ہم اسے گیارھویں شریف کہتے ہیں خواہ یہ ایصال ثواب کسی بھی تاریخ کو کیا جائے جب آپ نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی ہے کہ گیارھویں شریف صرف اور صرف حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کا نام ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں تو آیئے اب دیکھتے ہیں کہ گیارھویں شریف حلال ہے یا حرام جائز ہے یا ناجائز؟

ہمارے نزدیک جس چیز سے بھی اللہ تعالی اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے منع نہیں فرمایا وہ چیز حلال اور جائز ہے--

حدیث:205
حلال وحرام کی تین قسمیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُوْنَ أَشْيَاءَ وَيَتْرُكُوْنَ أَشْيَاءَ تَقَذُّرًا فَبَعَثَ اللّٰهُ تعالى نَبِيَّهُ ﷺ وَأَنْزَلَ كِتَابَهُ وَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ فَمَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ وَتَلَا ﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا—الى آخر الآية.

اس کا ترجمہ بھی اپنی طرف سے نہیں کرتا خود اہل حدیث حضرات کے ایک بہت بڑے عالم علامہ وحید الزماں کا وہ ترجمہ لکھ رہا ہوں جو ترجمہ سنن ابو داؤد از علامہ وحید الزماں جلد ۳ ص:۱۸۵ پر یوں مرقوم ہے" ابن عباس سے روایت ہے کہ جاہلیت کے لوگ بعض چیزیں کھاتے تھے اور بعض کو برا جان کے چھوڑ دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ پر قرآن نازل کیا، حلال کو حلال اور حرام کو حرام کیا۔ لہذا جو اس نے حلال کیا وہ حلال اور جو حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی کہ

﴿اے محمد آپ فرما دیجئے میں وحی شدہ چیزوں میں کسی کھانے والے پر کوئی چیز حرام نہیں پاتا سوائے مردار، بہتے خون، سور کے گوشت کیونکہ وہ ناپاک ہے اور اس جانور کے جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا جائے﴾

ابو داود حدیث: ۳۸۰۰ کتاب الاطعمہ باب مالم یذکر تحریمہ، مشکوۃ حدیث: ۴۱۴۶ کتاب الصید

اس حدیث کو ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے

خلاصہ یہ ہے کہ چیزیں تین قسم کی ہیں۔ وہ جن کا حلال ہونا قرآن یا حدیث میں صراحۃً مذکور ہے۔ وہ جن کا حرام ہونا قرآن یا حدیث میں صراحۃً مذکور ہے۔ وہ جن کا ذکر قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ پہلی قسم حلال قطعی ہے، دوسری قسم حرام قطعی، تیسری قسم معاف یعنی وہ بھی حلال ہے۔

حاضرین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے ہمیں حرام چیزوں کی لسٹ عطا کر دی ہے۔ جو چیز اس لسٹ کے اندر موجود ہے وہ تو حرام ہے اور جس چیز کا ذکر اس لسٹ میں موجود نہیں وہ قطعاً حرام نہیں ہے۔

آیئے اب میں آپ کی خدمت میں اس حدیث کی توثیق اور مزید توضیح بھی بیان کر تا چلوں " تنقیح الرواۃ، جلد نمبر ۳ ص:۲۰۱ یہ کتاب اہل حدیثوں کے ایک بڑے عالم احمد حسن صاحب دہلوی کی ہے وہ لکھتے ہیں" رجاله كلهم ثقات اخرجه ايضا ابن مردويه والحاكم وصححه کہ سارے راوی ثقہ ہیں۔ اس حدیث کو محدث ابن مردویہ نے بھی بیان کیا اور امام حاکم نے بھی اور امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے"، ایک اور اہل حدیث عالم شمس الحق صاحب عظیم آبادی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

وَفِيْهِ تَنْبِيْهٌ عَلَى اَنَّ التَّحْرِيْمَ اِنَّمَا يُعْلَمُ بِالْوَحْيِ لَا بِالْهَوٰى وَالْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلَى اَنَّ الاشْيَاءَ اَصْلُهَا عَلَى الإِبَاحَةِ

اس میں اس بات کی تنبیہ ہے کہ کسی بھی چیز کی حرمت صرف وحی سے ہی معلوم ہو سکتی ہے اپنی خواہش سے نہیں — اور یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ ہر چیز اصل میں جائز ہے۔

(عون المعبود شرح ابو داود ج ۳ ص:۴۱۷)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت کریمہ اس غرض سے تلاوت فرمائی تا کہ (سب کو) پتہ چل جائے کہ کوئی چیز صرف وحی سے حرام ہوتی ہے۔اور وحی کبھی جلی ہوتی ہے کبھی خفی۔ (اشعۃ اللمعات جلد۳ص:۴۷۹)

معلوم ہوا کہ جس چیز کو وحی الٰہی حرام قرار نہ دے وہ چیز حرام نہیں ہوتی۔اب میں گیارھویں کو حرام کہنے والوں سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ صرف ایک آیت کریمہ ایسی تلاوت کریں جس میں صاف صاف لکھا ہو کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ایصال ثواب حرام ہے۔ایک حدیث ایسی پڑھیں جس میں یہ لکھا ہو کہ گیارھویں شریف حرام ہے۔اگر ایک بھی ایسی آیت یا حدیث ہمیں دکھا دی جائے تو خدا کی قسم ہم گیارھویں شریف چھوڑ دیں گے ورنہ آپ کے کہنے سے یہ گیارھویں شریف حرام نہیں ہوسکتی۔

اہلحدیثوں کے ایک بڑے عالم احمد حسن دہلوی لکھتے ہیں:

حدیث: 206

حلال وحرام چیزوں کی لسٹ

وفی الباب عن ابی الدرداء رفع بلفظ:

مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِی كِتَابِهِ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ فَاقْبَلُوْا مِنَ اللّٰهِ عَافِيَتَهُ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ يَنْسٰى شَيْئًا وَتَلَا وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا

اخرجه البزار وقال سنده صالح والحاكم وصححه

اسی طرح کی ایک مرفوع حدیث حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا وہ حلال ہے اور جس چیز کو حرام فرمادیا وہ حرام ہے اور جس چیز سے اللہ نے سکوت فرمایا وہ معاف ہے پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے عافیت کو قبول کرو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ بھولتا نہیں ہے۔اور پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿اور تیرا رب بھولتا نہیں﴾ اس حدیث کو بزار نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ سند صالح ہے، حاکم نے بھی اس کو روایت کیا اور اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔ (تنقیح الرواۃ ج ۳ص:۲۰۱)

یہی اہل حدیث عالم اس آیت کریمہ ﴿قُلْ لَّا اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا﴾ کی تفسیر نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔اوپر ذکر تھا کہ حرام وہی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے حرام کیا۔انسان کو کسی چیز کے حرام ٹھہرانے کا اختیار نہیں ہے۔

(احسن التفاسیر جلد۲ص:۲۱۴)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے حلت وحرمت کا ضابطہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جس چیز کو وحی نے حرام کیا ہے وہی حرام ہے اور جس چیز کی حرمت پر وحی کی مہر نہیں وہ حلال ہے۔

حلت وحرمت کے اس ضابطہ کو اہلحدیث بھی تسلیم کرتے ہیں مثلاً احسان الٰہی ظہیر کے ایک استاذ ابوالبرکات احمد کے فتاویٰ برکاتیہ میں یوں مرقوم ہے۔

گردے اور کپوروں کا حکم

سوال:۔کیا گردے اور کپورے حلال ہیں؟ حلت وحرمت کی دلیل بیان فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔سائل رحمت اللہ محسن کوبدلا انوالہ

جواب:۔ان دونوں کے حلال ہونے کی دلیل یہی ہے کہ قرآن وحدیث نے ان سے منع نہیں فرمایا۔اور قرآن وحدیث میں جس چیز کی حرمت بیان نہ کی گئی ہو تو وہ حلال ہوتی ہے۔

(الراقم:ابوالبرکات احمد فتاویٰ برکاتیہ ص:۳۰۸) اصل اشیاء میں واقعی اباحت ہے۔فتاویٰ برکاتیہ ص:۱۸۷)

اہلحدیثوں کے شیخ الاسلام ثناءاللہ امرتسری کے فتاوی ثنائیہ میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں۔

سوال: جس جائے نماز پر امام نماز پڑھاتا ہے اگر اس جائے نماز کو علیحدہ فرش پر بچھا کر نماز پڑھ لیں تو ہماری نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے منع پر کوئی دلیل نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے جب تک میں منع نہ کروں منع مت سمجھو (جلد ۲۲ ص:۱۶-۱۷) شرفیہ مولانا کا اشارہ اس حدیث شریف کی طرف ہے

﴿ذرونی ماترکتکم فإنما ہلک من کان قبلکم بکثرۃ سؤالہم﴾

(اخرجہ مسلم) (ابوسعید شرف الدین) فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص:۵۲۲)

غیر مقلدین کے نزدیک کچھوے کا حکم

سوال:- کچھوے کا کھانا جائز ہے یا نہیں یہ حلال ہے یا حرام مفصل جواب دیں۔

جواب:- کچھوا حلال ہے بحکم قرآن

﴿قُلْ لاَاَجِدُ فِی مَا اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا - الخ﴾

(۱۸ جولائی ۲۷ء فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص:۱۳۳)

معلوم ہوا کہ حلت و حرمت کے اس ضابطہ کو اہلحدیثوں کے اکابر نے بھی تسلیم کیا ہے اسی ضابطہ کی رو سے بھی ,, گیارھویں شریف ،، حلال ہے اس لئے کہ اس سے نبی ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔

حدیث: 207

سب سے بڑا مجرم کون؟

عن سعد ابنِ أبی وقاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: اِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِیْنَ جُرْماً مَنْ سَاَلَ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ اَجْلِ مَسْئَلَتِہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس نے ایسی چیز کے متعلق سوال کیا جو حرام نہ تھی پھر اس کے مسئلہ پوچھنے پر وہ چیز حرام کردی گئی۔

(بخاری ۷۲۸۹، مسلم ۲۳۵۸، مشکوۃ حدیث ۱۵۴ کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

(تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص:۱۰۶)

حدیث: 208

جن چیزوں پر خاموشی ہے وہ حلال ہیں

عن أبی ثعلبۃ الخشنی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: إِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلاتُضَیِّعُوْھَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلا تَعْتَدُوْھَا وَحَرَّمَ اَشْیَاءَ فَلاتَنْتَہِکُوْھَا وَسَکَتَ عَنْ اَشْیَاءَ رَحْمَۃً لَکُمْ غَیْرَ نِسْیَانٍ فَلاتَبْحَثُوْا عَنْھَا۔

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالی نے کچھ فرائض مقرر فرمائے ہیں انہیں ضائع مت کرو اور کچھ حدود مقرر فرمائی ہیں ان پر زیادتی مت کرو، کچھ چیزیں حرام فرمائی ہیں ان کے قریب بھی نہ پھٹکو اور کچھ چیزوں سے سکوت اختیار فرمایا یہ نہیں کہ اللہ تعالی انہیں بھول گیا تھا بلکہ فقط تم پر رحمت فرماتے ہوئے سکوت فرمایا اس لئے ان کے بارہ میں سوال مت کرو۔ (یہ حدیث صحیح ہے۔)

(تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص:۱۰۶، دار قطنی ۱۸۴/۴، ریاض الصالحین حدیث:۱۸۳۲، مشکوۃ حدیث:۱۹۷ کتاب الایمان

اعلی حضرت فرماتے ہیں:

گیارھویں شریف جائز ہے اور باعث برکات اور وسیلہ مجربہ قضاء حاجات ہے اور

خاص گیارھویں کی تخصیص عرفی اور مصلحت پر مبنی ہے جبکہ اُسے شرعاً واجب نہ جانے۔

(فتاوٰی رضویہ ج:۴،ص:۲۱۴)

مانعین کے مسلم پیشوا رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے:

ایصال ثواب کی نیت سے گیارھویں توشہ کرنا درست ہے۔

(فتاوٰی رشیدیہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب ص ۱۰۶)

بخاری کا ختم:

سوال: کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرونِ ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں؟

جواب: قرونِ ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔

(فتاوٰی رشیدیہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب ص ۱۰۲)

اسی اصول پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ گیارھویں شریف قرونِ ثلاثہ میں شروع نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے (یعنی ایصال ثواب) بدعت نہیں

غیر اللہ کے لئے شرعی نذر ماننا ناجائز ہے شرعی نذر اللہ کے لئے ماننا چاہئے مثلاً اس طرح کہے کہ اگر اللہ نے میرا فلاں کام کردیا تو میں اُس کے لئے ایک بکرا ذبح کرونگا یہ نذر جائز ہے اور اگر وہ نذر ماننے کے بعد کہے کہ میں اس بکرے کا گوشت فلاں بزرگ کے مزار کے فقراء میں تقسیم کرونگا اور اس نذر کا ثواب فلاں بزرگ کو پہنچاؤنگا تو یہ بھی جائز ہے، لیکن یہاں نذر کے لفظ سے احتراز کرنا چاہئے تا کہ اس عرفی نذر کا شرعی نذر سے التباس نہ ہو اور ان پڑھ عوام کے عقائد خراب نہ ہوں، اس طرح ایصال ثواب

کرنے کو علماء دیوبند نے بھی جائز کہا ہے۔

شیخ محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں:

البتہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے فقراء کو کھلائے اور اس کا ثواب کسی قریب یا پیر بزرگ کو پہنچائے، یا کسی مردہ کی طرف سے قربانی کر کے اس کا ثواب اس کو دینا چاہئے کیونکہ یہ ذبح غیر اللہ کے لئے ہرگز نہیں۔

حاشیہ قرآن محمود الحسن دیوبندی ص:۳۲ مطبوعہ سعودی عربیہ۔(تبیان القرآن جلد ا ص:۶۷۷) شرح مسلم جلد ۲ ص ۸۱۷)

باب: 21

﴿دعوتِ میت﴾

دعوتِ میت کے متعلق اعلیٰ حضرت کا فتویٰ

امام اہل سنت مفتی احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

طعام تین قسم کا ہے ایک وہ کہ عوام ایام موت میں بطور دعوت کرتے ہیں یہ ناجائز وممنوع ہے،

لِاَنَّ الدَّعْوَةَ اِنَّمَا شُرِعَتْ فِي السُّرُوْرِ وَلَا فِي الشُّرُوْرِ كما في الفتح القدير۔

دعوت خوشی میں مشروع ہے نہ کہ غمی میں۔اغنیا کو اس کا کھانا جائز نہیں۔

دوسرے وہ طعام کہ اپنے اموات کو ایصال ثواب کے لئے بہ نیت تصدق کیا جاتا ہے فقراء اس کے لئے احق ہیں، اغنیا کو نہ چاہئے۔

تیسرے وہ طعام کہ نذر ارواح طیبہ (اس نذر سے مراد ایصال ثواب کی نذر ہے، یہ نذر عرفی ہے شرعی اور فقہی نذر مراد نہیں سعیدی)

حضرات انبیاء واولیاء کیا جاتا ہے اور وہ فقراء واغنیاء سب کو بطور تبرک دیا جاتا ہے یہ سب کو بلا تکلف روا ہے اور ضرور باعث برکت ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۴ ص: ۲۱۴)

سوم وچہلم کا کھانا مساکین کو دیا جائے برادری کو تقسیم یا برادری کو جمع کر کے کھلانا بے معنی بات ہے

(فتاوی رضویہ ج ۴ ص: ۲۲۳)

نیز سوئم کے کھانے اور کلمہ پڑھے ہوئے چنوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

یہ چیزیں غنی نہ لے فقیر لے اور جو ان کا منتظر رہتا ہے، اور ان کے نہ ملنے سے ناخوش ہوتا ہے اور اس کا قلب سیاہ ہوتا ہے، مشرک یا چمار کو اس کا دینا گناہ، فقیر لے کر خود کھائے اور غنی لے ہی نہیں اور لے لئے ہوں تو مسلمان فقیر کو دے، یہ حکم عام فاتحہ کا ہے، نیاز اولیاء کرام طعامِ موت نہیں وہ تبرک ہے، فقیر وغنی سب لے لیں جبکہ مانی ہوئی نذر بطور نذر شرعی نہ ہو شرعی پھر غیر فقیر کو جائز نہیں۔

(فتاوی رضویہ ج ۴ ص: ۲۲۵)

مفتی محمد امجد علی اعظمی لکھتے ہیں

تیجہ، دسواں، چالیسواں، ششماہی، برسی کے مصارف میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اپنے مال سے جو چاہے خرچ کرے اور میت کو ثواب پہنچائے اور میت کے مال سے یہ مصارف اسی وقت کیے جائیں کہ سب وارث بالغ ہوں اور سب کی اجازت ہو ورنہ نہیں مگر جو بالغ ہو اپنے حصہ سے کر سکتا ہے۔ ایک صورت اور بھی ہے کہ میت نے وصیت کی ہو تو دین ادا کرنے کے بعد جو بچے اس کی تہائی میں وصیت جاری ہوگی۔ اکثر لوگ اس سے غافل ہیں یا ناواقف کہ اس قسم کے تمام مصارف کر لینے کے بعد اب جو باقی رہتا ہے اسے ترکہ سمجھتے ہیں۔ ان مصارف میں نہ وارث سے اجازت لیتے ہیں، نہ نابالغ وارث ہونا معتبر جانتے ہیں اور یہ سخت غلطی ہے، اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ تیجہ وغیرہ کو منع کیا جاتا ہے کہ یہ تو

ایصالِ ثواب ہے، اسے کون منع کریگا۔ منع وہ کرے جو بے دین ہو بلکہ ناجائز طور پر جو ان میں صرف کیا جاتا ہے اس سے منع کیا جاتا ہے، کوئی اپنے مال سے کرے یا ورثہ بالغین ہی ہوں، ان سے اجازت لے کر کرے تو ممانعت نہیں۔

(بہار شریعت ج ۱ حصہ ۴ ص ۸۴۲)

مسئلہ: میت کے پڑوسی یا دور کے رشتہ دار اگر میت کے گھر والوں کے لیے اُس دن اور رات کے لیے کھانا لائیں تو بہتر ہے اور انھیں اصرار کر کے کھلائیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: میت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت اور اگر فقرا کو کھلائیں تو بہتر ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: جن لوگوں سے قرآن مجید یا کلمہ طیبہ پڑھوایا، ان کے لیے بھی کھانا تیار کرنا ناجائز ہے۔ (ردالمحتار) یعنی جب کہ ٹھہرالیا ہو یا معروف ہو یا وہ اغنیا ہوں۔

مسئلہ: تیجے وغیرہ کا کھانا اکثر میت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے، اس میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ ورثہ میں کوئی نابالغ نہ ہو ورنہ سخت حرام ہے۔ یوہیں اگر بعض ورثہ موجود نہ ہوں جب بھی ناجائز ہے، جبکہ غیر موجودین سے اجازت نہ لی ہو اور سب بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے ہو یا کچھ نابالغ یا غیر موجود ہوں مگر بالغ موجود اپنے حصہ سے کرے تو حرج نہیں۔ (خانیہ وغیرہا)

مسئلہ: تعزیت کے لیے اکثر عورتیں رشتہ دار جمع ہوتی ہیں اور روتی پیٹتی نوحہ کرتی ہیں، انھیں کھانا نہ دیا جائے کہ گناہ پر مدد دینا ہے۔ (کشف الغطا)

مسئلہ: میت کے گھر والوں کو جو کھانا بھیجا جاتا ہے یہ کھانا صرف گھر والے کھائیں اور انھیں کے لائق بھیجا جائے زیادہ نہیں اوروں کو وہ کھانا، کھانا منع ہے۔ (کشف الغطا) اور صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے، اس کے بعد مکروہ۔ (عالمگیری) (بہار شریعت ج ۱ ص ۸۵۳)

مسئلہ: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ہر قسم کی عبادت اور ہر عمل نیک فرض و نفل کا ثواب مُردوں کو پہنچا سکتا ہے، اُن سب کو پہنچے گا اور اس کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی، بلکہ اُس کی رحمت سے امید ہے کہ سب کو پورا ملے یہ نہیں کہ اُسی ثواب کی تقسیم ہوکر ٹکڑا ٹکڑا ملے۔ (ردالمحتار) بلکہ یہ امید ہے کہ اس ثواب پہنچانے والے کے لیے اُن سب کے مجموعے کے برابر ملے مثلاً کوئی نیک کام کیا، جس کا ثواب کم از کم دس ملے گا، اس نے دس مُردوں کو پہنچایا تو ہر ایک کو دس دس ملیں گے اور اس کو ایک سو دس اور ہزار کو پہنچایا تو اسے دس ہزار دس وعلیٰ ہذا القیاس۔ (بہار شریعت ج۱ ص۸۵۰) (فتاویٰ رضویہ ج9 ص623-629)

اعتراض:

بہت سے فقہاء نے تیسرے اور ساتویں روز میت کے لئے کھانا پکانا منع کیا ہے۔ دیکھو شامی عالمگیری) بلکہ بزازیہ نے تو لکھا ہے وبعد الاسبوع یعنی ہفتہ کے بعد بھی منع ہے اس میں برسی ششماہی چہلم سب شامل ہیں۔ نیز قاضی ثناءاللہ صاحب پانی پتی نے وصیت فرمائی تھی: میرے مرنے کے بعد دنیاوی رسمیں جیسے دسواں، بیسواں، ششماہی اور برسی، کچھ نہ کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زیادہ سوگ کرنے کو جائز نہیں رکھا بلکہ حرام قرار دیا ہے۔

جواب:

فقہاء نے میت کے ایصال ثواب سے منع نہ کیا جس کو فقہاء منع کرتے ہیں وہ چیز ہی اور ہے وہ ہے میت کے نام پر برادری کی روٹی لینا یعنی قوم کے طعنہ سے بچنے کے لئے جو میت کے تیجے، دسویں وغیرہ میں برادری کی دعوت عام کی جاتی ہے وہ ناجائز ہے۔ اس لئے کہ یہ نام و نمود کے لئے ہے اور موت نام و نمود کا وقت نہیں ہے اگر فقراء کو بغرض ایصال ثواب فاتحہ کرکے کھانا کھلایا تو سب کے نزدیک جائز ہے علامہ شامی فرماتے ہیں۔

وَيُكْرَهُ اتخاذُ الضيافةِ من أهل الميت لأنه شُرِعَ في السرورِ لا في الشرور

یعنی میت والوں سے دعوت لینا مکروہ ہے کیونکہ یہ دعوت تو خوشی کے موقع پر ہوتی ہے نہ کہ غم پر۔

شامی جلد اول کتاب الجنائز باب الدفن

دعوت لینے کے وہی معنی ہیں برادری مجبور کرے کہ روٹی کرے اسی کو فقہاء منع کر رہے ہیں آگے فرماتے ہیں:

وهذه الأفعالُ كلُّها للسمعة والرياء فَيُحْتَرزُ عنها لأنهم لايُرِيدُون بها وجهَ الله۔

یہ سارے کام محض دکھاوے کے ہیں لہذا ان سے بچے کیونکہ اس سے اللہ کی رضا نہیں چاہتے۔ صاف معلوم ہوا کہ فخریہ طور پر برادری کی دعوت منع ہے پھر فرماتے ہیں:

وإن اتخذطعاما للفقراء كان حسنا

اگر اہل میت نے فقراء کے لئے کھانا پکایا تو اچھا ہے۔ یہ فاتحہ کا جواز ہے

قاضی ثناءاللہ پانی پتی کا اپنے تیجے دسویں سے منع کرنا بالکل درست ہے وہ فرماتے ہیں -رسوم دنیا جو تیجا وغیرہ ہیں وہ نہ کریں- رسوم دنیا کیا ہیں عورتوں کا تیجہ وغیرہ کو جمع ہوکر رونا پیٹنا نوحہ کرنا وہ واقعی حرام ہے- اسی لئے فرماتے ہیں تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے۔ اس جگہ ایصال ثواب اور فاتحہ کا ذکر نہیں- جس کا مقصد یہ ہوا کہ تیجا وغیرہ میں ماتم نہ کریں۔

حدیث (209)

ہمسائے یا رشتہ دار میت والے گھر ایک روز کا کھانا پہنچائیں

عن عبد اللّٰہ بن جعفر رضی اللّٰہ عنہ قال : لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ : اِصْنَعُوْا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ أَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ۔

حضرت عبداللہ بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر آئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا پکاؤ کہ اُن کے پاس وہ خبر آئی ہے جو کھانے سے باز رکھے گی۔

(ابن ماجہ حدیث:۱۶۱۰، ترمذی:۹۹۸ کتاب الجنائز ، ابو داود:۳۱۳۲، مشکوۃ :۱۷۳۹ کتاب الجنائز)

مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یعنی جعفر کے گھر والے آج غم کی وجہ سے کھانا نہ پکا سکیں گے اگر کوئی کھانا نہ لے گیا تو وہ بھوکے رہیں گے، یہ کھانا بھیجنا سنت ہے بلکہ چاہئے کہ خود کھانا پکانے والا میت کے گھر کھانا لے جائے اور خود بھی ان کے ہمراہ ہی کھائے انہیں ساتھ کھانے پر مجبور کرے صرف پہلے دن کھانا بھیجا جائے، جس دن فوت ہو یا فوت کی خبر آئے بعد میں نہ بھیجے، تین دن کا جو رواج ہے یہ غلط ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کھانا وہ لوگ کھائیں جو غم کی وجہ سے پکا نہ سکیں یا باہر کے مہمان جو شرکت دفن کے لئے آئے ہیں، عام برادری والوں کی دعوت اس وقت ممنوع ہے حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ صحابہ میت کے ہاں دعوت کو نوحہ شمار کرتے تھے۔(ابن ماجہ حدیث:۱۶۱۲)

اسی کو فقہاء منع فرماتے ہیں یعنی تین دن تک تمام محلّہ و برادری والوں اور میت والوں

کے لئے کھانا بھیجنا اور پھر تیسرے دن خود میت کے ہاں برادری کی روٹی ہونا دھوم دھام سے اسے کھانا یہ دونوں کام سخت منع ہیں خصوصاً جب کہ میت کے یتیم بچے بھی ہوں اور میت کے متروکہ مال سے یہ روٹی کی جائے تو اس کا کھانا اور کھلانا سخت حرام ہے کہ یتیم کا مال کھانا حرام ہے، غرضکہ اہل میت کی رسمی دعوت ممنوع ہے اور یہ کھانا ناجائز اس کی تحقیق ہماری کتاب ,,اسلامی زندگی میں ملاحظہ کیجئے (مراۃ ج ۲ ص:۵۰۸)

باب: 22

یتیم اور بیوہ عورت کے ساتھ حسن سلوک

حدیث:210

یتیم کی کفالت کرنے والے کی شان

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، پھر آپ نے انگشتِ شہادت اور درمیانی اُنگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔

(بخاری حدیث:۵۳۰۴ کتاب الطلاق، مشکوۃ حدیث ۴۹۵۲ کتاب البر باب الشفقہ والرحمۃ)

شرح:

یتیم وہ نابالغ انسان ہے جس کا والد فوت ہو چکا ہو خواہ لڑکا ہو یا لڑکی لفظ یتیم ان دونوں کو شامل ہے۔(مرقات) جانوروں میں یتیم وہ چھوٹا بچہ جس کی ماں مر گئی ہو اور موتی وہ یتیم کہلاتا ہے جو اپنی سیپ میں اکیلا ہو یہاں انسان یتیم مراد ہے لڑکا یا لڑکی۔

یعنی وہ یتیم خواہ اپنا پوتا نواسا بھتیجا بھانجا ہو یا کوئی غیر کا بچہ جس سے یہ رشتہ داریاں نہ ہوں۔

یعنی جیسا ان دونوں انگلیوں میں کوئی فاصلہ نہیں ایسے ہی قیامت میں مجھ میں اور اس میں کوئی فاصلہ اور دوری نہ ہوگی اس کو مجھ سے بہت ہی قرب نصیب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا

وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں

(سورۃ الدہر آیت: ۷)

حدیث: 211

بہترین گھر کونسا ہے؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں بہترین گھر وہ گھر ہے جس میں یتیم ہو جس سے اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں بدترین گھر وہ گھر ہے جس میں یتیم ہو جس سے برا سلوک کیا جاتا ہو

(ابن ماجہ 3679(3669- مشکوۃ 4973 کتاب الاداب باب الشفقۃ)

شرح:

یتیم سے سلوک کی بہت صورتیں ہیں: اس کی پرورش، اس کے کھانے پینے کا انتظام، اس کی تعلیم و تربیت، اسے دین دار نمازی بنانا سب ہی اس میں داخل ہے۔ غرضکہ جو سلوک

اپنے بچے سے کیا جاتا ہے وہ یتیم سے کیا جاوے یہ کلمہ بہت ہی جامع ہے۔

برے سلوک میں مذکورہ چیزوں کی مقابل تمام چیزیں داخل ہیں، یتیم بچہ کو تعلیم تربیت کے لیے طمانچہ وغیرہ مارنا ظلم نہیں بلکہ اس کی اصلاح ہے۔

حدیث: 212

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے کی فضیلت

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ مَسَحَ رَأْسَ يَتِيمٍ أَوْ يَتِيمَةٍ لَمْ يَمْسَحْهُ إِلَّا لِلّٰهِ كَانَ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مَرَّتْ عَلَيْهَا يَدُهُ حَسَنَاتٌ وَمَنْ أَحْسَنَ إِلَى يَتِيمَةٍ أَوْ يَتِيمٍ عِنْدَهُ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ وَقَرَنَ بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ

روایت ہے حضرت ابوامامہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے نہیں پھیرتا مگر اللہ کیلئے ہر بال کے عوض جس پر اس کا ہاتھ پھرے نیکیاں ہوں گی اور جو اپنے پاس رہنے والے یتیم یا یتیمہ سے بھلائی کرے جنت میں میں اور وہ ان کی طرح ہوں گیا ور اپنی دو انگلیاں ملائیں۔

(احمد 21781- 21253- ترمذی 1918) مشکوۃ 4974 کتاب الاداب باب الشفقۃ)

شرح:

ہاتھ پھیرنا محبت کے ساتھ ہو یا اس سے مراد ہے مطلقاً معمولی سی مہربانی حقیری محبت مگر پہلے معنی زیادہ موزوں ہیں، یتیم کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنا بھی عبادت ہے۔

حدیث بالکل ظاہر معنی پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں واقعی جو شخص اپنے عزیز یا اجنبی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے محبت و شفقت کا یہ محبت صرف اللہ رسول کی رضا کے لیے ہو تو

ہر بال کے عوض اسے نیکی ملے گی ۔یہ ثواب تو خالی ہاتھ پھیرنے کا ہے جو اس پر مال خرچ کرے،اس کی خدمت کرے،اسے تعلیم وتربیت دے سوچ لو کہ اس کا ثواب کتنا ہوگا۔

یعنی وہ جنت میں میرا ساتھی یا پڑوسی ہوگا جیسے بادشاہ کے خدام بادشاہ کی کوٹھی میں ہی رہتے ہیں مگر خادم ہو کر ایسے ہی وہ بھی میرے ساتھ رہے گا مگر میرا امتی غلام ہو کر۔یہاں بھی احسن مطلق ہے یتیم بچہ سے کسی قسم کا سلوک ہو ثواب کا باعث ہے۔سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود یتیم تھے اس لیے یتیم کی خدمت بڑی ہی اعلیٰ ہے۔دو انگلیوں سے مراد کلمہ کی اور بیچ کی انگلی مراد ہے جن میں فاصلہ بالکل نہیں۔

حدیث:213

دل کی سختی کا علاج

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهِ فَقَالَ امْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيمِ وَأَطْعِمِ الْمِسْكِينَ *

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے سختی دل کی شکایت کی فرمایا یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ

(احمد 8791-8657 مشکوۃ 5001 کتاب الاداب باب الشفقہ)

شرح:

سبحان اللہ ! عجیب علاج ہے یتیموں مسکینوں پر مہربانی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذریعہ ہے اور اللہ کی رحمت سے دل نرم ہوتا ہے،رب فرماتا ہے ": اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ "۔نرمی قلب اللہ کی بڑی رحمت ہے علاج بالضد ہوتا ہے تکبر کا علاج تواضع سے بخل کا علاج سخاوت سے ہوتا ہے ایسے ہی سختی دل کا علاج غریبوں یتیموں پر رحم سے ہے۔

حدیث:214

بیوہ عورت اور مسکین کی کفالت کرنے والے کی شان

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلسَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَوْ كَالَّذِيْ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ

بیوہ اور مسکین کے لئے امدادی کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اُس شخص کی طرح ہے جو دن کو روزہ رکھے اور رات کو قیام کرے

(بخاری حدیث:۶۰۰۶ کتاب الأدب مشکوۃ حدیث ۴۹۵۱ کتاب البر باب الشفقہ والرحمۃ)

یعنی معلوم ہوا کہ یتیموں اور بیوہ عورتوں کی امداد کرنا بہت بڑی نیکی ہے کہ اُس کو مجاہد فی سبیل اللہ اور صائم الدہر اور قائم اللیل کا ثواب ملتا ہے اس لئے اگر ہو سکے تو بیوہ عورت سے نکاح کر لینا چاہیے تاکہ اُس کی اور یتیم بچوں کی کفالت بہتر طریقے سے ہو سکے اور یہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے جن عورتوں سے نکاح فرمایا وہ تمام بیوہ یا مطلقہ تھیں سوائے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے۔

صدقہ خیرات کے لئے یہ ضروری نہیں کہ باہر سے غریب مسکین تلاش کئے جائیں یہ صدقہ اپنے غریب رشتہ داروں کو بھی دیا جا سکتا ہے بلکہ اپنے غریب رشتہ نفلی صدقہ کے زیادہ مستحق ہیں حتی کہ زکوۃ بھی اُن کو دی جا سکتی ہے ہاں والدین اپنی اولاد کو اور اولاد والدین کو اور بیوی خاوند کو اور خاوند بیوی کو زکوۃ نہیں دے سکتے نفلی صدقہ دے سکتے ہیں۔

حدیث:215

رشتہ داروں پر نفلی صدقہ کی فضیلت

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ

عام مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور وہی صدقہ اپنے قربت دار پر دو صدقے ہیں ایک صدقہ کا ثواب اور دوسرا صلہ رحمی کا۔

(ترمذی حدیث ۶۵۸، مشکوۃ حدیث ۱۹۳۹ کتاب الزکوۃ باب افضل الصدقہ)

ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا میں اپنے (غریب) خاوند کو اور اپنے یتیم بچوں کو (یہ نفلی) صدقہ دوں تو ادا ہو جائے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں دو اجر ملیں گے ایک اجر قرابت کا اور ایک اجر صدقہ کا۔

(مسلم حدیث:۱۰۰۰، مشکوۃ حدیث ۱۹۳۴ کتاب الزکوۃ باب افضل الصدقہ)

رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں رشتہ داروں کا پہلے ذکر فرمایا ہے مسکینوں غریبوں کا بعد میں

وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ

اور رشتہ داروں کو اُن کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو

(سورہ الاسراء آیت:۲۶)

لیکن لوگ پیغام خداوندی کو بھولتے جا رہے ہیں غیروں کو نوازتے ہیں رشتہ داروں کو دیکھنا نہیں چاہتے میرا خیال ہے کہ اگر امراء باقاعدگی سے زکوۃ ادا کریں اور صرف اپنے غریب رشتہ داروں کو ہی دے دیا کریں تو جہاں میں کوئی تنگدست نہ رہے۔

اور اگر ایصال ثواب کا کھانا امراء اور رشتہ داروں کو کھلانے کی بجائے دینی مدارس میں دیا جائے تو ان مدارس کے منتظمین کو چندہ مانگنا کی ضرورت باقی نہ رہے

در دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
عبادت کے لئے کچھ کم نہ تھے
کڑو بیاں کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہو گا عرش بریں پر

قبر والوں کی 25 حکایات انتخاب

1 کفن کی واپسی

بصرہ کی ایک نیک خاتون نے بوقتِ وفات اپنے بیٹے کو وصیّت کی کہ مجھے اُس کپڑے کا کفن دینا جسے پہن کر میں رَجَبُ الْمُرَجَّب میں عبادت کیا کرتی تھی۔ بعد از وفات بیٹے نے کسی اور کپڑے میں کفنا کر دفنا دیا۔ جب وہ قبرستان سے گھر آیا تو یہ دیکھ کر تھرا اُٹھا کہ جو کفن اُس نے پہنایا تھا وہ گھر میں موجود تھا ! جب اُس نے گھبرا کر ماں کی وصیّت والے کپڑے تلاش کئے تو وہ اپنی جگہ سے غائب تھے۔ اِتنے میں ایک غیبی آواز گونج اُٹھی ":اپنا کفن واپس لے لو (جس کی اُس نے وصیّت کی تھی) ہم نے اُس کو اُسی کپڑے میں کفنایا ہے (کیوں کہ) جو رَجَب کے روزے رکھتا ہے ہم اُس کو قبر میں رنجیدہ نہیں رہنے دیتے۔ " (نُزہَۃُ المَجالِس)

2

بُزرگ کی دُعا سے سارا قبرِستان بخشا گیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہُوا، دُرُود شریف کی بڑی بَرَکت ہے اور وہ بھی کسی عاشِقِ رسول کی زَبان سے پڑھا جائے تو اُس کی شان ہی کچھ اور ہوتی ہے، ہوسکتا ہے وہ

کوئی اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا مقبول بندہ ہو کہ جس کے قبرِستان سے گزرنے اور دُرُود شریف پڑھنے کی بَرَکت سے 560 مُردوں سے عذاب اُٹھالیا گیا۔اپنے عزیزوں کی قبروں پر عاشقانِ رسول کو بصد اِحترام لے جانا،اُن سے وہاں ایصالِ ثواب کروانا یقیناً نَفع بخش ہے۔اللہ والوں کے قدموں کی برکتوں کے کیا کہنے ! حضرتِ سیِّدُنا شیخ اسماعیل حضرمی علیہِ رَحْمۃُ اللہِ القوی قبرِستان سے گزرے اور ایک قَبر کے قریب کھڑے ہو کر بُہت روئے پھر تھوڑی دیر بعد بے ساختہ ہنسنے لگے !جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا : میں نے دیکھا کہ اِس قبرِستان والوں پر عذاب ہورہا ہے تو میں نے ان کے لئے اللہ تعالٰی سے آہ وزاری (کرتے ہوئے خوب رو رو کر دعائے مغفرت) کی ،تو مجھ سے کہا گیا کہ جاؤ ہم نے ان لوگوں کے بارے میں تمہاری شَفاعت قَبول کرلی ۔(یہ فرما کر کونے میں بنی ہوئی ایک قَبر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:)اُس قَبر والی عورت بولی کہ اے فَقیہِ اسماعیل !میں ایک گانے بجانے والی عورت تھی، کیا میری بھی مغفرت ہوگئی؟تو میں نے کہا کہ ہاں اور تُو بھی اُنہیں (بخشے جانے والوں) میں ہے۔یہی چیز میری ہنسی کا باعِث ہوئی۔ (شَرحُ الصُّدور ص) اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو !اولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ کی بھی کیا خوب شان ہے ! قبروں کے حالات ان پر ظاہِر ہوں ،قَبر والوں سے گفتگو یہ فرمائیں، ان کی دُعا ومُناجات سے عذابات اُٹھ جائیں،قَبر والے ان سے فریادیں کریں تو یہ حضرات سُن لیں اور ان کی امدادیں فرمائیں ۔اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہمیں اپنے اولیاء کے صدقے بے حساب بخشے۔اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3فاروقِ اعظم کی قَبر والوں سے گفتگو !

امیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک قبرِستان سے گزرے تو کہا":اَلسَّلامُ عَلَیکُم یا اَہلَ الْقُبُور!(یعنی اے قَبر والو !تم پر سلامتی ہو)ہَماری خبریں یہ ہیں کہ تمہاری عورتوں نے نئی شادیاں رَچالیں،تمہارے گھروں میں دوسرے لوگ آباد ہوگئے،اور تمہارے مال تقسیم ہوچکے ہیں۔"تو آواز آئی:اے عمر!ہماری خبریں یہ ہیں کہ ہم نے جو نیک اعمال کیے ان کا بدلہ یہاں ملا اور جو راہِ خدا میں خرچ کیا اُس کا بھی نَفع پایا اور جو(دُنیا میں) چھوڑ آئے اُس میں نقصان اٹھایا۔ (شَرحُ الصُّدور) اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔

قبرِستان میں سلام کا طریقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو !جب بھی قبرِستان کی حاضِری کا موقع ملے اِس طرح کھڑے ہوں کہ قِبلے کی طرف پیٹھ اور قبر والوں کے چہروں کی طرف منہ ہو،اس کے بعد ترمِذی شریف میں بیان کردہ یہ سلام کہیں
:اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَاوَنَحنُ بِالْاَثَرِ
ترجَمہ ":اے قَبر والو !تم پر سلام ہو،اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے پہلے آگئے اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔ "(ترمِذی ج ص حدیث) * چہرے کی طرف سے سلام عَرض کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے میرے آقا اعلٰی حضرت،اِمامِ اَہلسنّت،مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رَحْمۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:زیارتِ قبرِمیّت کے مُواجَھہ میں(یعنی چہرے کے سامنے) کھڑے ہو

کرہو، اور اُس (یعنی قبر والے) کی پائنتی (پائن ۔تی یعنی قدموں) کی طرف سے جائے کہ اُس (یعنی صاحبِ قبر) کی نگاہ کے سامنے ہو، سرہانے سے نہ آئے کہ اُسے سر اُٹھا کر دیکھنا پڑے۔ (فتاوی رضویہ "مُخَرَّجہ" ج ص)* خوب رو رو کر اپنی اور اہلِ قُبور کی مغفرت کیلئے دُعا مانگئے، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی سی صورت بنالیجئے۔

(4) گلاب کے پھول یا اژدہے؟

حضرتِ سیِّدُنا امام سُفیان بن عُیَینہ رَحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: عِنْدَ ذِکْرِ الصّٰلِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ یعنی نیک لوگوں کے ذِکر کے وقت رحمتِ الٰہی اترتی ہے۔ (حلیۃُ الاولیاء) میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب نیک بندوں کے تذکرے کا یہ حال ہے تو جہاں نیک بندے خود موجود ہوں وہاں نُزولِ رحمت کا کیا عالم ہوگا! بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے قبروں میں ہوں تب بھی فیض پہنچاتے ہیں، اور ان کے پڑوس میں دفن ہونے والوں کے بھی وارے نیارے ہو جاتے ہیں چُنانچہ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 561 صَفحات پر مشتمل کتاب، "ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت" صَفْحہ 270 پر اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ کا ارشاد ہے: میں نے حضرت میاں صاحب قبلہ قُدِّسَ سِرُّہٗ کو فرماتے سنا: ایک جگہ کوئی قبر کھل گئی اور مُردہ نظر آنے لگا، دیکھا کہ گلاب کی دو شاخیں اُس کے بدن سے لپٹی ہیں اور گلاب کے دو پھول اُس کے نتھنوں (یعنی ناک کے دونوں سوراخوں) پر رکھے ہیں۔ اس کے عزیزوں نے اِس خیال سے کہ یہاں قبر پانی کے صدمے سے کُھل گئی، دوسری جگہ قبر کھود کر (مرحوم کی لاش کو) اُس میں رکھا، اب جو دیکھا تو دو اژدہے (یعنی دو ہیبت بڑے سانپ) اُس کے بدن سے لپٹے اپنے پھنوں سے اُس کا منہ بھنبھوڑ (یعنی نوچ) رہے ہیں! حیران

ہوئے۔ کسی صاحبِ دل سے یہ واقعہ بیان کیا، اُنہوں نے فرمایا: وہاں بھی یہ اژدہے ہی تھے مگر ایک ولیُّ اللہ کے مزار کا قُرب تھا، اُس کی بَرَکت سے وہ عذاب رحمت ہو گیا تھا، وہ اژدہے درختِ گُل کی شکل ہو گئے تھے اور ان کے پھن گلاب کے پھول۔ اِس (یعنی مرحوم) کی خیریت چاہو تو وَہیں لے جا کر دفن کرو۔ وَہیں لے جا کر رکھا پھر وُہی درختِ گل تھے اور وُہی گلاب کے پھول۔

مُردوں کو بُزرگوں کے پاس دفن کرو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنی برادری میں تدفین بھی بے شک جائز ہے مگر کسی ولیُّ اللہ کے قُرب میں دو گز زمین نصیب ہو جائے تو مدینہ مدینہ۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان فرماتے ہیں: اپنے مُردوں کو بُزرگوں کے پاس دفن کرو کہ اِن کی بَرَکت کے سبب اُن پر عذاب نہیں کیا جاتا۔ ھُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی بِھِمْ جَلِیْسُھُمْ (یعنی) یہ ایسی قوم ہے جس کا ہم نشین (یعنی صحبت میں رہنے والا) بھی محروم نہیں رہتا۔ لہٰذا حدیث میں فرمایا: اَدْفِنُوْا مَوْتَاکُمْ وَسْطَ قَوْمٍ الصّٰلِحِیْنَ (یعنی) اپنے مُردوں کو نیکوں کے درمیان دفن کرو۔ (الفردوس بماثور الخطاب)

5 قبرِستان کے مُردے خواب میں آ پہنچے!

ایک صاحب کا معمول تھا کہ وہ قبرِستان میں آ کر بیٹھ جاتے اور جب بھی کوئی جنازہ آتا اس کی نماز پڑھتے اور شام کے وقت قبرِستان کے دروازے پر کھڑے ہو کر اِس طرح دعائیں دیتے": (اے قبر والو!) خدا تم کو اُنس عطا کرے، تمہاری غُربت پر رحم کرے تمہارے گناہ مُعاف فرمائے اور نیکیاں قَبول کرے۔" وُہی صاحب فرماتے ہیں: ایک

شام (بوقتِ رخصت) میں اپنا قبرستان والا معمول پورا نہ کر سکا یعنی انہیں دعائیں دیئے بغیر ہی گھر آ گیا۔ میرے خواب میں ایک کثیر مخلوق آ گئی! میں نے ان سے پوچھا: آپ لوگ کون ہیں اور کیوں آئے ہیں؟ بولے: ہم قبرستان والے ہیں، آپ نے عادت کر لی تھی کہ گھر آتے وقت ہم کو ہدیہ (یعنی تحفہ) دیتے تھے اور آج نہ دیا۔ میں نے کہا: وہ ہدیہ (ہ۔دی۔یہ) کیا تھا؟ تو انہوں نے کہا: وہ ہدیہ دعاؤں کا تھا۔ میں نے کہا: اچھا، اب یہ ہدیہ میں تم کو پھر سے دوں گا۔ اس کے بعد میں نے اپنے اِس معمول کو کبھی ترک نہ کیا۔ (شرحُ الصُّدور)

6 مرحوم والد صاحب نے خواب میں آ کر کہا کہ......

حضرتِ سیِّدُنا امام سُفیان بن عُیَیْنہ رَحْمَۃُ اللہِ علیہ کا بیان ہے: جب میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا تو میں نے بہت آہ وبُکا کی (یعنی خوب رویا دھویا) اور اُن کی قَبْر پر روزانہ حاضری دینے لگا پھر رفتہ رفتہ کچھ کمی آ گئی۔ ایک روز والدِ مرحوم نے خواب میں تشریف لا کر فرمایا: اے بیٹے! تم نے کیوں تاخیر کی؟ میں نے پوچھا: کیا آپ کو میرے آنے کا علم ہو جاتا ہے؟ فرمایا": کیوں نہیں، مجھے تمہاری ہر حاضری کی خبر ہو جاتی تھی اور میں تمہیں دیکھ کر خوش ہوتا تھا نیز میرے پڑوسی مُردے بھی تمہاری دُعا سے راضی ہوتے تھے۔" چُنانچہ اس خواب کے بعد میں نے پابندی سے والد صاحب کی قَبْر پر جانا شُروع کر دیا۔ (شرحُ الصُّدور)

7 نُورانی لباس

ایک بُزُرگ نے اپنے مرحوم بھائی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: کیا زندہ لوگوں کی دُعا

تم لوگوں کو پہنچتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا": ہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ نورانی لباس کی صورت میں آتی ہے اسے ہم پہن لیتے ہیں۔" (شرحُ الصُّدُور)

8 غوثِ پاک کی "اپنے امام" کے مزار پر حاضری

ہمارے غوثِ اعظم علیہ رَحْمَۃُ اللہِ الاکرم "حَنبلی" یعنی حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مُقلِّد تھے، غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ قبرستان اور خُصُوصاً بُزُرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِین کے مزاراتِ طیِّبات کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔ چُنانچہ حضرتِ سیِّدُنا شیخ علی بن یحییٰ علیہ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرتِ شیخ عبدالقادِر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی اور شیخ بقا بن بطو رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے ہمراہ حضرتِ سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مَزار فائض الانوار کی زیارت کی تو دیکھا کہ حضرتِ سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی قبرِ انور سے نکل کر حضرت شیخ عبدالقادِر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی سے مُعانقہ کیا (یعنی گلے ملے) اور آپ کو خلعت (یعنی عزّت افزائی کا لباس) عنایت کر کے فرمایا: اے عبدُ القادِر! تمام لوگ علمِ شریعت وطریقت میں تیرے مُحتاج ہوں گے۔ پھر میں حضرتِ غوثِ اعظم علیہ رَحْمَۃُ اللہِ الاکرم کے ہمراہ حضرتِ سیِّدُنا شیخ معروف کرخی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے مزارِ پُرانوار پر گیا، وہاں حضرت شیخ عبدالقادِر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی نے فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَیْخ مَعْرُوْف عَبَرْنَاکَ بِدَرَجَتَیْن اے شیخ معروف! آپ پر سلامتی ہو، ہم آپ سے دو درجے بڑھ گئے ہیں۔ انہوں نے قَبْر میں سے جواب دیا: وَعَلَیْکَ السَّلَام یَا سَیِّدَ اَہْلِ زَمَانِہٖ آپ پر سلامتی ہو اے اپنے زمانے والوں کے سردار! (قلائدُ الجواہر)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا بزرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللہُ الْمُبِین وفات کے بعد بھی اپنے مزارات میں زندہ وحیات رہتے ہیں جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی قبرِ انور سے نکل کر حضرتِ سیِّدُنا غوث اعظم دستگیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر سے بغل گیر ہوئے اور حضرتِ سیِّدُنا معروف کرخی رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے اپنے روضہ مبارک سے آپ رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے سلام کا اس طرح جواب دیا کہ باہر سنائی دیا۔

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

(حدائقِ بخشش شریف)

"المدد یا غوث" کے دس حُرُوف کی نسبت سے مزارات کے مُتَعلِّق

10 مَدَنی پھول

1 مزارات پر حاضری کا طریقہ

(اولیاءِ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السّلام) کے مزاراتِ طیبات پر حاضر ہونے میں پائنتی (پا۔ئِن۔تی۔یعنی قدموں) کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مُواجَہہ میں (یعنی چہرے کے سامنے) کھڑا ہو اور مُتَوَسِّط (مُ۔تَ۔وَس۔سِط۔یعنی درمیانی) آواز میں (اس طرح) سلام عرض کرے: اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ

وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، پھر دُرودِ غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃُ الکرسی ایک بار، سُورۂ اِخلاص سات بار، پھر "دُرودِ غوثیہ" سات بار، اور وقت فُرصت دے تو سُورۂ یٰس اور سورۂ مُلک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دُعا کرے کہ الٰہی! اِس قراءت پر مجھے اِتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے، نہ اُتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اِس بندہ مقبول کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کے لیے دُعا کرے اور صاحبِ مزار کی رُوح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے، پھر اُسی طرح سلام کرکے واپس آئے۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ")

دُرودِ غوثیہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

2 مَزارات کی زیارت سنّت ہے

() ہمارے پیارے پیارے آقا مکّی مَدَنی مصطفٰے صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم شُہدائے اُحُد علیہم الرضوان کی مبارک قبروں کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور اُن کے لیے دُعا فرماتے۔ (مُصنّف عبد الرزّاق ج ص رقم تفسیر دُرِّ منثور)

3 مَزاراتِ اولیا سے نَفع ملتا ہے

() فُقَہائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السّلام فرماتے ہیں: اولیاءِ کرام وبُزرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللہُ الْمُبِین کے مزاراتِ طیبات کی زیارت کو جانا جائز ہے وہ اپنے زائر (یعنی مزار پر حاضر ہونے والے) کو نَفع پہنچاتے ہیں۔ (رَدُّالمحتار)

4 قَبر کو بوسہ نہ دیں

O مزار شریف یا قَبر کی زیارت کیلئے جاتے ہوئے راستے میں فُضُول باتوں میں مشغول نہ ہو۔ (ایضاً) قَبر کو بوسہ نہ دیں، نہ قَبر پر ہاتھ لگائیں (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ "ج ص،) بلکہ قَبر سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو جائیں۔

5 شُہَداءِ کرام کے مزارات پر سلام کا طریقہ

O شُہَداءِ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ کے مزاراتِ طاہِرات کی زیارت کے وقت اس طرح سلام عرض کیجئے:

سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَی الدَّارِ

تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کے بدلے پس آخِرت کیا ہی اچّھا گھر ہے۔

(فتاوٰی عالمگیری)

6 مزار پر چادر چڑھانا

() بُزُرگانِ دین اور اولیاء و صالحین رَحِمَھُمُ اللہُ الْمُبِین کے مزاراتِ طیّبات پر غِلاف (یعنی چادر) ڈالنا جائز ہے، جبکہ یہ مقصود ہو کہ صاحِبِ مزار کی وَقعت (یعنی عزّت وعَظَمت) عوام کی نظر میں پیدا ہو، ان کا ادب کریں، ان کے بَرَکات حاصل کریں۔ (رَدُّالُمحتار ج ص)

7 مزار پر گُنبد بنانا

() قَبر کو پُختہ (یعنی پکّی) نہ کرنا بہتر ہے، عام مسلمان کی قَبر کے گرد بلا مقصد صحیح عمارت بنانے کی شرعاً اجازت نہیں کہ یہ مال ضائع کرنا ہے۔ البتّہ اولیائے کرام رَحِمَھُمُ

اللہُ السّلام کے مزارات کے گرد وحِجی بقعوں سے عمارات و گنبد (گُم۔بَد) بنانا جائز ہے۔ فتاوٰی رضویہ جلد 9 (مُخَرَّجہ) صَفْحہ 418 پر ہے": کشفُ الغطاء "میں ہے "مَطالِبُ المؤمنین "میں لکھا ہے کہ سَلَف (یعنی گزشتہ دور کے بُزُرگوں) نے مشہور عُلَماء و مَشائخ کی قبروں پر عمارت بنانا مُباح (یعنی جائز) رکھا ہے تا کہ لوگ زیارت کریں اور اس میں بیٹھ کر آرام لیں، لیکن اگر زینت (یعنی خوبصورتی اور آرائش) کے لیے بنائیں تو حرام ہے۔ مدینہ منورہ میں صحابہ (عَلَیۡہِمُ الرِّضوان) کی قبروں پر اگلے زمانے میں قُبّے (یعنی گنبد) تعمیر کئے گئے ہیں، ظاہر یہ ہے کہ اُس وقت جائز قرار دینے سے ہی یہ ہوا اور حُضُورِ اقدس صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کے مرقدِ انور (یعنی مزارِ پاک) پر بھی ایک بُلند قُبّہ (عظیم سبز سبز گنبد شریف) ہے۔

8 مزارت پر چَراغاں کرنا

() اگر شمعیں روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ مَوضعِ قُبور میں مسجد ہے یا قُبور سرِ راہ (یعنی راستے میں) ہیں یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے یا مزار کسی ولی اللہ یا مُحقِّقین عُلَماء میں سے کسی عالم کا ہے، وہاں شمعیں روشن کریں ان کی رُوحِ مبارَک کی تعظیم کے لیے جو اپنے بدن کی، خاک پر ایسی تجلّی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر، تا کہ اس روشنی (یعنی لائٹنگ) کرنے سے لوگ جانیں کہ یہ ولی کا مزارِ پاک ہے تا کہ اس سے تبرُّک کریں اور وہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا مانگیں کہ ان کی دُعا قَبول ہو تو یہ اَمر جائز ہے اس سے اَصلاً ممانعت نہیں، اور اعمال کا مدار نیّتوں پر ہے۔

(فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ "، الحدیقۃ النّدیّۃ)

9 قبر کا طواف

() تعظیم کی نیّت سے قبر کا طواف کرنا حرام ہے۔(بہارِ شریعت)

10 قبر کو سجدہ کرنا

(•) قبر کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام ہے اور اگر عبادت کی نیّت ہو تو کفر ہے۔

(ماخوذ از فتاوٰی رضویہ)

9 قبر میں قرآن پڑھنے والا نوجوان

ابو النصر نیشاپوری علیہ رَحمَۃُ اللہِ القوی جو کہ ایک مُتّقی گورکن تھے، فرماتے ہیں: میں نے ایک قبر کھودی، لیکن اُس میں دوسری قبر کی طرف راستہ نکل آیا تو میں نے دیکھا کہ عمدہ لباس میں ملبوس اور بہترین خوشبو سے مُعطّر ایک حسین وجمیل نوجوان اس میں پالتی (یعنی چوکڑی) مارے بیٹھا قرآنِ کریم پڑھ رہا ہے۔نوجوان نے میری طرف دیکھ کر فرمایا : کیا قیامت آ گئی؟ میں نے کہا : نہیں۔فرمایا :جہاں سے مٹّی ہٹائی تھی وَہیں رکھ دو تو میں نے مٹّی وَہیں رکھ دی۔ (شرح الصُّدور ص(

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو !اللہ عَزَّ وَجَلَّ اپنے نبیوں، ولیوں اور مخصوص نیک بندوں کے جسموں کو قبروں میں بھی سلامت رکھتا اور خوب اِنعام واِکرام سے مالامال کرتا ہے، یہ حضرات اپنے مزارات میں بھی عبادات کی لذّات اُٹھاتے ہیں، اللہ عَزَّ وَجَلَّ اپنے پیاروں کے مزاروں کو خوشبوؤں سے خوب مہکاتا ہے اور لوگوں کی ترغیب کیلئے کبھی عام لوگوں پر اس کا اظہار بھی فرما دیتا ہے۔

10 مہکتی قبر

حضرتِ سیِّدُنا امام ابنِ ابی الدُّنیا رَحمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے حضرتِ سیِّدُنا مُغیرہ بن حَبیب رَحمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ سے روایت کی کہ ایک قبر سے خوشبوئیں آتی تھیں۔کسی نے صاحبِ قبر کو خواب میں دیکھ کر اُن سے پوچھا :یہ خوشبوئیں کیسی ہیں؟ جواب دیا : تلاوتِ قرآن اور روزے کی۔ (کتاب التہجد وقیام اللیل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو !معلوم ہوا قرآنِ کریم کی تلاوت اور روزہ وعبادت میں بے حد برکت ہے اور ربُّ العزت اپنی رحمت سے اپنے عبادت گزار بندوں کی قبروں کو خوشبوؤں سے مہکاتا ہے۔

11)) کانا مُردہ

ایک بُزرگ رَحمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں :میرا ایک پڑوسی گمراہی کی باتیں کیا کرتا تھا، اُسکے مرنے کے بعد میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ کانا ہے۔میں نے پوچھا :یہ کیا مُعاملہ ہے؟ جواب دیا :میں نے صَحابہ کرام (علیہم الرضوان) کی مبارک شان میں "عیب" نکالے، اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مجھ کو "عیب دار" کردیا !یہ کہہ کر اُس نے اپنی پھوٹی ہوئی آنکھ پر ہاتھ رکھ لیا۔ (شرحُ الصُّدور ص•(

12) پُراَسرار کُنویں کا قیدی

سُفیان بن حسن کا بیان ہے :میرے والِد صاحب اور عبدُ الواحِد بن زَید ایک جہاد میں تشریف لے گئے، اُنہوں نے ایک پُراَسرار کُنواں دیکھا جس میں سے آوازیں آ رہی تھیں! اندر جھانکا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص تخت پر بیٹھا ہے اور اُس

کے نیچے پانی ہے،انہوں نے دریافت کیا:جن ہو یا انسان؟جواب دیا: انسان ۔ پوچھا: کہاں کے رہنے والے ہو؟ بولا: اَنطاکیہ کا،میرا قصہ یہ ہے کہ میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے مجھے وَفات دے دی اوراب مجھ کواس کنویں میں قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے قید کردیا ہے۔"اَنطاکیہ "کے کچھ لوگ میرا ذکرِ خیر تو کرتے ہیں مگر میرا دَین (یعنی قرضہ)نہیں چُکاتے ۔چُنانچِہ یہ دونوں (یعنی میرے والِد صاحب اور ان کے رفیق ''اَنطاکیہ ''گئے اور (معلومات کرکے)اُس پُراَسرارکُنویں کے قیدی کا دَین(یعنی قرض) چُکا کروایَس اُسی مقام پرآئے تو وہاں نہ اب وہ شخص تھانہ ہی کُنواں !یہ دونوں حضرات اُسی پُراَسرارکُنویں والی جگہ پر جب رات سوئے تو خواب میں وُہی شخص آیااوراس نے کہا ":جَزَاکُمَا اللّٰـہُ عَنِّیْ خَیْراً ۔ "(یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ تم دونوں کومیری طرف سے بہترین بدلہ دے)میرا قَرض ادا ہونے کے بعد میرے پَروَردَگارعَزَّوَجَلَّ نے مجھ کوجنّت کے فُلاں حصّے میں داخل فرمادیا ہے ۔(شرح الصُّدور)

مَقروض شہید بھی جنّت میں نہ جاسکے گا جب تک کہ ......

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو !معلوم ہوا ،"قرض "بَہُت بڑا بوجھ ہے ،جولوگ ادائے قرض میں ٹالَم ٹُول کرتے ہیں اُن کوبیان کردہ حکایت سے ڈرجانا چاہےاورقرض خواہ (یعنی جس سے قرض لیا ہے اُس)کواپنے پاس دھکّے کھلانے کے بجائے خوداُس کے پاس جاکرشکریہ کے ساتھ اس کاقرض ادا کردینا چاہے،کہیں ایسانہ ہوکہ جُھوٹ مُوٹ "آج کل " کرتے ہوئے موت آجائے اورقَبر میں جان پھنس جائے ۔فرمانِ مصطَفٰے صلَّی اللہُ تعالٰی علَیہ والہ وسلَّم ہے ":اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے !اگرکوئی آدمی اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کیا جائے پھر زِندہ ہو پھر اللہ

عزوجل کی راہ میں قتل کیاجائے پھر زندہ ہو اوراس کے ذِمّے قرض ہوتو وہ جنّت میں داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ اُس کا قرض ادا کردیا جائے ۔ "(مسندِ اِمام احمد) کوئی مسلمان مقروض فوت ہوجائے تو عزیزوں کو چاہے کہ فوراً اُس کا قرضہ ادا کردیں تاکہ مرحوم کے لئے قبر میں آسانی ہو ۔فرمانِ مصطَفٰے صلَّی اللہُ تعالٰی علَیہ والہ وسلَّم ہے ":بے شک تمہارا رفیق جنّت کے دروازے پراپنے قرض کی وجہ سے روک دیا گیا ہے اگرتم چاہوتو اس کا قرض پوراادا کرو اور اگر چاہو تو اسے (یعنی فوت شدہ مقروض کو) عذاب کے حوالے کردو ۔ "(المستدرک للحاکم)

نمازِ جنازہ سے قبل اعلان کا طریقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! کیا ہی اچھا ہو کہ نمازِ جنازہ پڑھانے سے قبل امام صاحب یا کوئی اسلامی بھائی اِس طرح اعلان فرما دیا کریں :مرحوم کے اہلِ خاندان اوردوست اَحباب توجُّہ فرمائیں،مرحوم نے اگر زندگی میں کبھی آپ کی دل آزاری یا حق تلفی کی ہوتو ان کومُعاف کردیجئے ،اِن شاءَاللہ عَزَّوَجَلَّ مرحوم کا بھی بھلا ہوگا اورآپ کو بھی ثواب ملیگا ۔آپ کا اگرمرحوم پرقرض ہو اور وہ مُعاف کردیں گےتو اِن شاءَاللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کا بھی بیڑاپار ہوگا ۔اس کے بعد امام صاحب نیّت ونمازِ جنازہ کا طریقہ بھی بتائیں ۔

وقت پر قرضہ ادا کر دو پھرو مت قول سے
جھوٹ مت بولو بچو بے کار ٹالَم ٹُول سے

(13) قبر میں آنکھیں کھول دیں

حضرتِ سیّدنا ابوعلی علیہ رحمۃ اللہِ الولی فرماتے ہیں: میں نے ایک فقیر (یعنی اللہ عزّ وجلّ کے ایک نیک بندے) کو قبر میں اُتارا، جب کفن کھولا اور ان کا سر خاک پر رکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ ان کی غُربت (یعنی بیکسی) پر رحم کرے، فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے فرمایا: اے ابوعلی! تم مجھے اُس (ربّ کریم) کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو مجھ پر خاص کرم فرماتا ہے! میں نے عرض کی: اے میرے سردار! کیا موت کے بعد زندگی ہے؟ فرمایا:

بَلْ اَنَا حَیٌّ وَّ کُلُّ مُحِبِّ اللہِ حَیٌّ لَاَنْصُرَنَّکَ بِجَاھِیْ غَدًا

(میں زندہ ہوں اور خُدا کا ہر پیارا زندہ ہے، بیشک وہ وَجاہت وعِزّت جو مجھے روزِ قیامت ملے گی اُس سے میں تیری مدد کروں گا)۔ (فتاویٰ رضویہ)

اولیا بعدِ وفات بھی زندہ ہوتے ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا اولیاءِ کرام و شہداءِ عظام رَحِمَھُمُ اللہُ السّلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور سب کچھ مُلاحظہ فرما رہے ہوتے ہیں: اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: علامہ علی قاری رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ شرحِ مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: اولیاءُ اللہ کی دونوں حالتوں (یعنی زندگی و موت) میں اَصلاً (یعنی کسی قسم کا کوئی) فرق نہیں، اِسی لیے کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ "مخرجہ" ج ص مرقاۃ المفاتیح ج ص تحت الحدیث

کون کہتا ہے ولی کو، مر گئے
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

(14) جب بھینس کا پاؤں زمین میں دھنسا۔۔۔

قبرستان کی سُوکھی گھاس کاٹ کر لے جانا جائز ہے مگر جانوروں کو قبروں پر چلانے چَرانے کی شریعت میں اجازت نہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: اِس فقیر (یعنی اعلیٰ حضرت) غَفَرَ اللہُ تَعَالٰی لہٗ، (اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے) نے (اپنے پیر بھائی) حضرتِ سیِّدی ابوالحسن نوری مُدَّ ظلُّہُ العالی سے سنا کہ ہمارے بلاد میں "مارہرہ مُطَہَّرہ" (الھند) کے قریب ایک جنگل میں گنجِ شہیداں ہے (یعنی جس میں بہت سارے شہید مدفون ہیں اس اجتماعی قبر کے اوپر چلتا ہوا) کوئی شخص اپنی بھینس لیے جاتا تھا، ایک جگہ زمین نَرم تھی، ناگاہ (یعنی یکا یک) بھینس کا پاؤں (زمین میں) جارہا، معلوم ہوا یہاں قَبر ہے، قَبر سے آواز آئی": اے شخص! تو نے مجھے تکلیف دی، تیری بھینس کا پاؤں میرے سینے پر پڑا۔ "(فتاویٰ رضویہ "مُخَرَّجہ")

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا شُہداءِ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السّلام حیات ہوتے اور قبروں میں ان کے بدن سلامت رہتے ہیں۔

شہیدوں کو ملی حق سے حیاتِ جاوِدانی ہے
خدا کی رحمتیں، جنّت میں اُن کی میہمانی ہے

قبر پر بیٹھنے والے کو تنبیہ

عُمارَہ بن حَزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حُضورِ اقدس صلّی اللہُ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے مجھے ایک قَبر پر بیٹھے دیکھا، فرمایا: او قَبر والے! قَبر سے اُتر آ، نہ تو صاحبِ

قَبْر کوایذا دے نہ وہ تجھے۔ (فتاوٰی رضویہ "مخرجہ "ج ص) اِس مَدَنی حکایت سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو جنازے کے ساتھ قبرستان جاتے ہیں اور تدفین کے دَوران معاذَاللہ بلا تکلُّف قبروں پر بیٹھ جاتے ہیں۔

15))قَبر پر پاؤں رکھا تو آواز آئی

حضرتِ سیِّدُنا قاسم بن مُخَیْمِر رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کہتے ہیں: کسی شخص نے ایک قبر پر پاؤں رکھا، قبر سے آواز آئی :اِلَیْکَ عَنِّی وَلَا تُؤْذِنِی اپنی طرف ہٹ،(یعنی دور ہو! اے شخص میرے پاس سے!) اور مجھے ایذا نہ دے۔ (ایضاً ص، شَرحُ الصُّدُور ص(

16 قبر پر سونے والے سے صاحِبِ قبر نے کہا۔۔۔۔

حضرتِ سیِّدُنا ابوقلابہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: میں "ملکِ شام "سے بصرہ کو آ تا تھا، رات کو خَنْدَق (یعنی کھائی یا گڑھے) میں اُترا ، وضو کیا اور دو رَکعت (رَکْعَت) نماز پڑھی ۔ پھر ا یک قَبْر پر سر رکھ کر سو رہا، جب جا گا تو نا گاہ (یعنی اچانک) سُنا کہ صاحِبِ قَبْر شِکایت کرتا اور فرماتا ہے کہ

لَقَدْ اٰذَیْتَنِیْ مُنْذُ اللَّیْلَۃِ

یعنی تو نے رات بھر مجھے ایذا پہنچائی۔

(صاحِبِ قبر نے مزید فرمایا:) ہم جانتے ہیں اور تم کو پتا نہیں، ہم عمل پر قادِر نہیں، تم نے دو رَکعت جو نَماز پڑھی وہ دُنیا وَمَافِیہا (یعنی دنیا اور اِس میں جو کچھ ہے اُس) سے بہتر ہے ، پھر اس نے (مزید) کہا کہ اہلِ دنیا کو اللہ تعالٰی ہماری طرف سے جزائے خیر دے جب وہ ہم کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں تو وہ ثواب نور کے پہاڑ کی مثل ہم پر داخل ہوتا ہے۔

(فتاوٰی رضویہ، شرحُ الصُّدُور)

17) اُٹھ تُو نے مجھے ایذا دی!

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ مینا تابعی علیہ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: میں قبرستان میں گیا، دو رَکعات پڑھ کر ایک قَبْر پر لیٹا رہا۔ خدا کی قسم! میں خوب جاگ رہا تھا کہ سُنا، صاحِبِ قبر کہتا ہے :قُمْ فَقَدْ اٰذَیْتَنِی اُٹھ کہ تو نے مجھے ایذا دی۔(دلائل النبوۃ للبیہقی

قَبْر پر پاؤں رکھنا حرام ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ان حکایت سے معلوم ہوا کہ قَبْر پر پاؤں رکھنے یا سونے سے قَبْر والے کو ایذا ہوتی ہے اور بلا اجازتِ شرعی کسی مسلمان کو ایذا دینا حرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام ہے لہٰذا کسی مسلمان کی قَبْر پر پاؤں نہ رکھے، نہ کسی قَبْر کو رَوندے اور نہ کسی قَبْر پر بیٹھے اور نہ ہی ٹیک لگائے کیونکہ اس سے نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم علیہ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسلیم نے منع فرمایا ہے:

دو فَرامینِ مصطَفٰے صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم :

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ أَمْشِيَ عَلَى جَمْرَةٍ أَوْ سَيْفٍ أَوْ أَخْصِفَ نَعْلِي بِرِجْلِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيَ عَلَى قَبْرِ مُسْلِمٍ

مجھے آگ کی چنگاری پر یا تلوار پر چلنا یا میرا پاؤں جوتے میں سی دیا جانا زیادہ پسند ہے اِس سے کہ میں کسی مسلمان کی قَبْر پر چلوں۔

(سُنَنِ ابنِ ماجہ حدیث 1556)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ

إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ

ایک آدمی کا آگ کی چنگاری پر بیٹھا رہنا یہاں تک کہ وہ اس کے کپڑے کو جلا کر اس کی کھال تک پہنچ جائے، اس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے۔

(صحیح مُسلم ص حدیث:1612)

قبروں کو مٹا کر بنائے ہوئے راستے پر چلنا حرام ہے

قبرستان میں عام راستے سے جائے، جو راستہ نیا بنا ہوا ہو اُس پر نہ چلے۔

"رَدُّالْمُحتار" میں ہے: (قبرستان میں قبریں مٹا کر) جو نیا راستہ نکالا گیا ہو اُس پر چلنا حرام ہے۔ (رَدُّالْمُحتار)

بلکہ نئے راستے کا صرف گمان ہو تب بھی اُس پر چلنا ناجائز و گناہ ہے۔ (دُرِّمُختار)

مزارات کے گرد قبریں مٹا کر بنائے ہوئے فرش پر چلنا پھرنا حرام

کئی مزاراتِ اولیاء پر دیکھا گیا ہے کہ زائرین کی سہولت کی خاطر مسلمانوں کی قبریں مسمار کر کے (یعنی توڑ پھوڑ کر) فرش بنا دیا جاتا ہے، ایسے فرش پر لیٹنا، چلنا، کھڑا ہونا، ذکر و اذکار اور تلاوت کیلئے بیٹھنا وغیرہ حرام ہے، دُور ہی سے فاتحہ پڑھ لیجئے۔

قبر کے قریب گندگی کرنا

قبر پر رہنے کا مکان بنانا، یا قبر پر بیٹھنا، یا سونا، یا اس پر بَول و بَراز (یعنی پیشاب پاخانہ) کرنا یہ سب اُمورِ اَشَدّ (یعنی سخت ترین) مکروہ قریب بحرام ہیں۔

(فتاوٰی رضویہ "مخرجہ")

سیِّدِ عالَم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم فرماتے ہیں: مُردے کو قبر میں بھی اس

بات سے ایذا ہوتی ہے جس سے گھر میں اسے اَذیّت ہوتی۔ (اَلْفِردَوس بمأثور الْخِطاب)

میّت دَفنانے کے لئے قبروں پر پاؤں رکھنا پڑے تو؟

قبرستان میں میّت کے لیے قبر کھودنے یا دفن کرنے جانا چاہتے ہیں، بیچ میں قبریں حائل ہیں، اس حاجت کیلئے اجازت ہے، پھر بھی جہاں تک بن پڑے بچتے ہوئے جائیں اور ننگے پاؤں ہوں، ان اَموات (یعنی قبر والوں) کیلئے دعا اِستغفار (یعنی مغفرت کی دعائیں) کرتے جائیں۔ (فتاوٰی رضویہ) ایسے موقع پر صرف وُہی جائیں جن کو تدفین کرنی ہے، ایک بھی زائد نہ جائے، مثلاً معلوم ہو کہ تین کافی ہو جائیں گے تو چوتھا وہاں تک نہ جائے، اور وہ تین بھی اگر مجبوراً قبروں پر کھڑے تھے تو مٹی ڈالنے کے بعد اذان و فاتحہ وغیرہ کے لئے نہ رکیں، فوراً لوٹ آئیں اور جہاں یقینی طور پر پاؤں تلے قبریں نہ ہوں ایسی جگہ آ کر اذان و فاتحہ کی ترکیب کریں۔

قبرستان میں چیونٹیوں کو مٹھائی ڈالنا

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ کتاب "ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت" کے صفحہ 348 تا 349 سے ایک معلوماتی "عرض و ارشاد" ملاحظہ ہو: عرض: مُردہ (یعنی میّت) کے ساتھ مٹھائی (چینی) قبرستان میں چیونٹیوں کے ڈالنے کے لیے لے جانا کیسا ہے؟ ارشاد: ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح عُلمائے کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹیوں (آٹا یا مٹھائی یا چینی وغیرہ) کو اس نیّت سے ڈالنا کہ میّت کو تکلیف نہ پہنچائیں یہ محض جہالت ہے۔ اور یہ نیّت نہ بھی ہو تو بھی بجائے اس (یعنی چیونٹیوں کو ڈالنے) کے مساکینِ صالحین (یعنی نیک و پارسا غریبوں) پر

تقسیم کرنا بہتر ہے۔(پھر فرمایا:) مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں، قبرِستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اَناج تقسیم ہوتے وقت بچّے اور عورَتیں وغیرہ غُل (یعنی شور) مچاتے اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔

قَبر پر پانی چھڑ کنا

شبِ براءت میں یا کسی بھی حاضری کے موقع پر بعض لوگ اپنے عزیز کی قَبر پر بلا مقصدِ صحیح محض رسمی طور پر پانی چھڑکتے ہیں یہ اِسراف وناجائز ہے،اوراگر یہ سمجھتے ہیں کہ اِس سے میّت کی قَبر میں ٹھنڈک ہوگی تو اِسراف کے ساتھ ساتھ نری جہالت بھی ہے،ہاں میّت کی تدفین کے بعد چھڑکنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔اِسی طرح اگر قَبر پر پودے وغیرہ ہیں اِس لئے پانی ڈالا جب بھی حرج نہیں۔لیکن یہ یادرہے !پانی ڈالنے کے لئے اگر قبروں پر پاؤں رکھ کر جانا پڑتا ہو تو جائے گا تو گنہگار ہوگا، بلکہ ایسی صورت میں اُجرت دیکر کسی اور سے بھی نہ ڈلوائے۔

پُرانے قبرِستان میں مکان بنانا کیسا؟

قبرستان وَقف ہے اور وَقف میں اپنی سُکُونَت (یعنی رِہائش) کا مکان بنانا "وَقفِ بے جا" ہے اور اِس (یعنی وَقف) میں تَصَرُّفِ بے جا حرام ہے۔ پھر اگر اُس قطعے (یعنی زمین کے ٹکڑے۔پلاٹ) میں قُبور بھی ہوں اگرچہ نشان مٹ کر ناپَید (یعنی بالکل غائب) ہوگئی ہوں، جب تو مُتعدِّد حراموں کا مجموعہ ہے، (مثلاً ان نظر نہ آنے والی) قبروں پر پاؤں رکھنا ہوگا، چلنا ہوگا، بیٹھنا ہوگا، پیشاب پاخانہ کرنا ہوگا،اور یہ سب حرام ہے۔ اس میں مسلمانوں کو طرح طرح سے ایذا ہے او ر مسلمان بھی

کون؟ اَموات (یعنی فوت شدہ) کہ شکایت نہیں کرسکتے، دنیا میں عِوَض (عِ۔وَض۔یعنی بدلہ یا اِنتقام) نہیں لے سکتے، بے وجہِ شَرعی مسلمانوں کی ایذا اللہ ورسول کی ایذا ہے، اللہ ورسول عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہُ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کو اِیذا دینے والا مُستَحِقِّ جہنَّم۔اِسی طرح اگر قبرِستان کے قریب مکان بنایا، پاخانے یا دھوبیوں کے غلیظ پانی کا بہاؤ قُبور پر رکھا تو یہ بھی سخت حرام ہے اور جو باوَصفِ قُدرت اُسے مَنع نہ کرے وہ بھی مُرتکِب حرام ہے اور طَمعِ کرایہ (یعنی کرائے کے لالچ میں) اُسے رَوا (یعنی جائز) رکھنا سستے داموں دوزخ مول لینا (یعنی سستے بھاؤ میں جہنَّم خریدنا) ہے، یہ کام اُسی شخص کے ہوسکتے ہیں جس کے دل میں نہ اسلام کی قدر، نہ مسلمانوں کی عزّت، نہ خُدا کا خوف، نہ موت کی ہَیبت۔وَالْعِیاذُبِاللہِ تعالٰی۔(یعنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی پناہ)

(فتاوٰی رضویہ)

پُرانی قَبر میں ہڈیاں نظر آئیں تو۔۔۔۔؟

اگر بارِش یا کسی بھی سبب سے قبر کُھل جائے اور مُردے کی ہڈیاں وغیرہ نظر آنے لگیں تو اُس قَبر کو مٹّی سے بند کر دینا ضَروری ہے۔اِس ضِمن میں فتاوٰی رضویہ شریف سے سُوال جواب ملاحظہ ہوں: سُوال: کیا فرماتے ہیں عُلَمائے دین اس مسئلے میں کہ قدیم قبر اگر کسی وجہ سے کُھل جائے یعنی اُس کی مٹّی الگ ہوجائے اور مُردے کی ہڈّیاں وغیرہ ظاہر ہونے لگیں تو اِس صورت میں قبر کو مٹّی دینا جائز ہے یا نہیں؟ الجواب: اس صورت میں اُسے مٹّی دینا فَقَط جائز ہی نہیں بلکہ واجِب ہے کہ سَترِ مسلِم (یعنی مسلمان کا پردہ رکھنا) لازِم ہے۔ (فتاوٰی رضویہ)

خواب کی بُنیاد پر قَبْر کُشائی کا مسئلہ

بعض اوقات مُردہ خواب میں آ کر بتاتا ہے کہ میں زندہ ہوں! مجھے نکالو ! یا کہتا ہے :میری قبر میں پانی بھر گیا ہے، مجھے یہاں پریشانی ہے !میری لاش کسی اور جگہ مُنتَقِل (TRANSFER) کر دو !وغیرہ، چاہے بار بار اِس طرح کے خواب نظر آئیں، خوابوں کی بُنیاد پر "قَبْر کُشائی "یعنی قبر کھولنا جائز نہیں۔ بالفرض کسی نے خواب کی بُنیاد پر یا شرعی اجازت نہ ہونے کے باوُجُود قَبْر کھول دی اور میّت کا بدن مَعَ کفن سلامت نکلا، خوشبوئیں آئیں اور دیگر بھی اچّھی اچّھی نشانیاں دیکھیں تب بھی بلا اجازتِ شرعی قَبْر کُشائی کرنے والے گنہگار ہی ٹھہریں گے، اِس ضِمن میں فتاوٰی رضویہ شریف کے "سُوال جواب "مُلاحَظہ ہوں، سُوال: اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک عورت پوری مدّتِ حَمل کے بعد بحالتِ حمل انتِقال کرگئی، دستور کے مطابِق اُسے دَفن کردیا گیا، ایک مردِ صالح (یعنی نیک آدمی) نے خواب دیکھا کہ اُس عورت کو زندہ بچّہ پیدا ہوا ہے، اب شخصِ مذکور کے خواب پر اعتماد کر کے قبر کھود کر بچّے کو عورت کے ساتھ نکالنا جائز ہے یا نہیں؟ الجواب: جائز نہیں، مگر جب کوئی روشن دلیل ہو، پردہ محفوظ ہے، اور خواب طرح طرح کے ہوتے ہیں، "سِراجیہ " پھر "ہندیہ "میں ہے : ایک عورت کے حَمل کو سات مہینے ہوئے بچّہ اُس کے پیٹ میں حَرَکت کرتا تھا، وہ مرگئی اور اُسے دَفن کر دیا گیا، پھر کسی نے اُسے خواب میں دیکھا کہ وہ کہتی ہے میں نے بچّہ جنا ہے، تو قبر نہ کھودی جائے گی۔ واللہ تعالٰی اَعلم- یعنی اور خدائے برتر خوب جاننے والا ہے

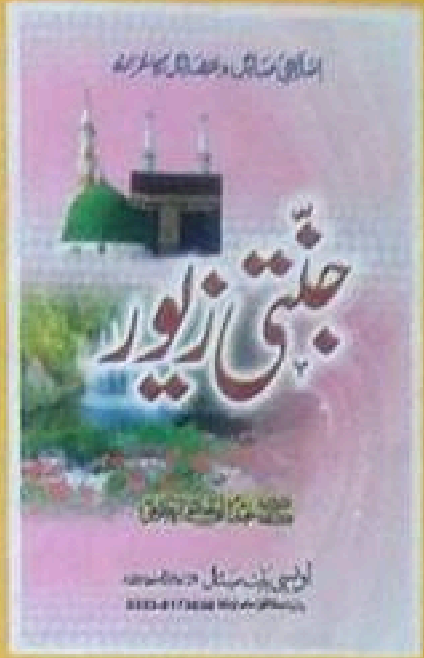
(فتاوٰی رضویہ "مُخَرَّجہ ")

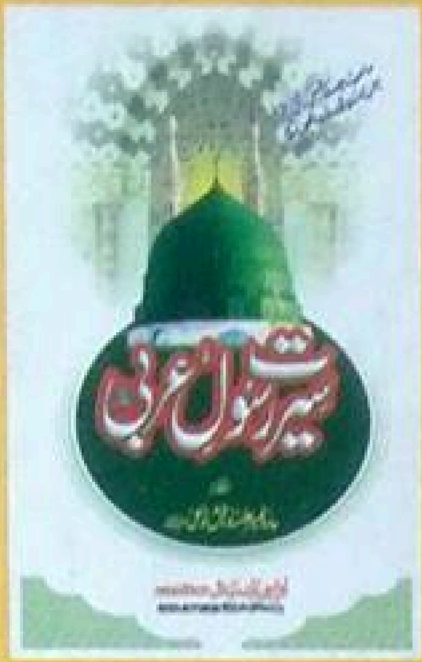
ملفوظاتِ اعلٰی حضرت مُخَرَّجہ صَفْحَہ 501 تا 503 سے "قبر کُشائی "کے متعلق

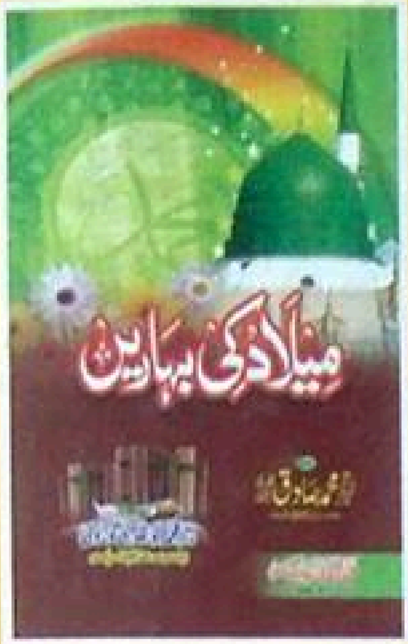
نہایت اَہم وعبرت انگیز "عرض وارشاد "مُلاحَظہ فرمائیے: عَرض: ایک قَبْر کچّی ہے، ہر بار (بارِش وغیرہ کا) پانی بھر جاتا ہے (کیا) اس میں پکّی ڈاٹ (یعنی سوراخ بند کرنے کی چیز) لگا دیں؟ ارشاد: قَبْر پر ڈاٹ لگانے میں حَرَج نہیں، ہاں کھولی نہ جائے۔ میّت کو دفن کر کے جب مٹّی دے دی گئی تو وہ اَمانت ہو جاتا ہے اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) کی، اس کا کشف (یعنی کھولنا) جائز نہیں۔ (کیونکہ قَبْر میں مردہ) دو حال سے خالی نہیں (یا تو) مُعَذَّب (یعنی عذاب میں) ہے یا مُنْعَم عَلَیہ (یعنی نعمت میں)۔ اگر مُعَذَّب (یعنی عذاب میں) ہے تو دیکھنے والا دیکھے گا اِسے، جس سے اُسے (یعنی خود دیکھنے والے کو) رنج پہنچے گا اور کر کچھ نہیں سکتا۔ اور اگر مُنْعَمْ عَلَیہ (یعنی نعمت میں) ہے تو اس میں اُس (یعنی میّت) کی ناگواری ہے۔

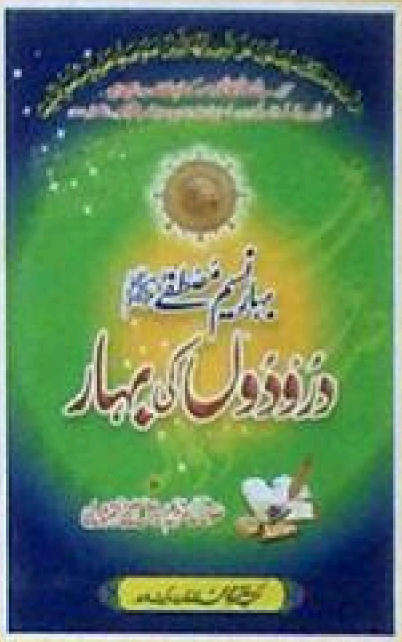
قبر پر بچّے کودتے پھرتے ہیں

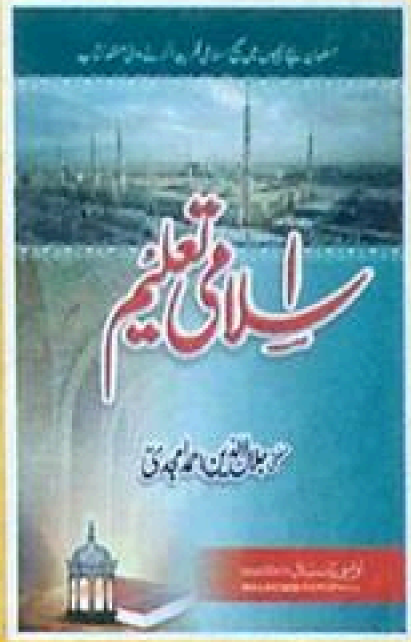
ملفوظاتِ اعلٰی حضرت کے مُؤلّف (یعنی ترتیب دینے والے) شہزادہ اعلٰی حضرت، تاجدارِ اہلسنّت حُضُور مفتیء اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مصطفٰے رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن اعلٰی حضرت رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے ارشاد کے تحت حاشیے میں فرماتے ہیں ": فقیر کہتا ہے کہ اگر صورت معاذَ اللہ صورتِ اُولٰی (یعنی عذاب والا مُعامَلہ) ہے تو ناگواری اور زیادہ ہونی چاہیے اور بے وجہ ناحق ایذائے مسلم حرام (اور) خُصُوصاً ایذائے میّت، نیز حدیث کے ارشاد سے ثابت ہے کہ مُردے کو قَبْر سے تکیہ (یعنی ٹیک) لگانے سے بھی اَذِیّت ہوتی ہے۔ "تو مَعاذَ اللہ مَحْض اپنی خواہش کے لیے نہ (کہ) ضَرورت وحاجت کے لیے اُس پر کدال چلانا اور قَبْر کو کھود ڈالنا کس قدر سخت اِیذا کا باعِث ہوگا۔ آہ ! مسلمانوں کے قَبرِستانوں کی آج جو دُرگَت

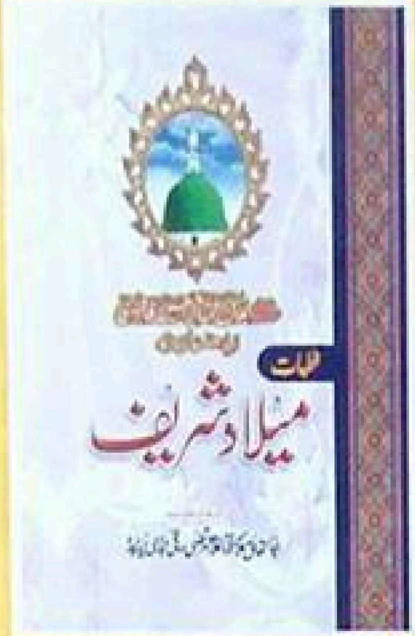

جنتی زیور

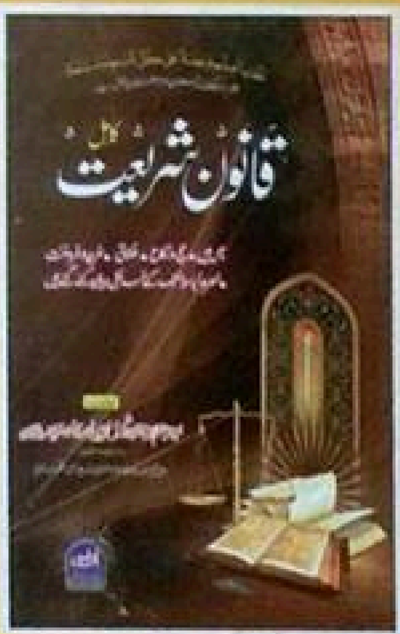

سیرت رسول عربی

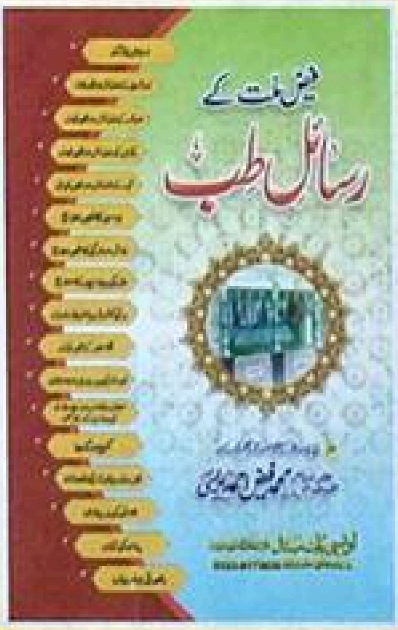

میلاد کی بہاریں

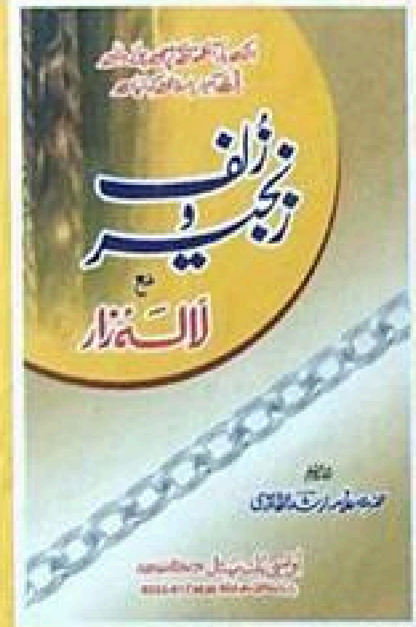

درودوں کی بہار


اسلامی تعلیم


میلاد شریف


قانون شریعت


رسائل طب


زلف و زنجیر
مع
لالہ زار